بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلوٰۃ المسلمین

مؤلف

مسعود احمدؒ

امیر جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابت ——— محمد اخلاق

سال طباعت ——— ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء

اشاعت ——— ۱۲

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ———

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۳۳

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی :	اللہ تبارک وتعالیٰ	.. اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی :	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	.. فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	.. فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین	.. فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی :	اللہ تعالیٰ سے تعلق	.. دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی :	ایمانٌ باللہ العظیم	.. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔
تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۳۳

انتباہ

اس کتاب میں جن کتب کا حوالہ دیا گیا ہے اُن کے متعلق ضروری معلومات درجِ ذیل ہے :۔

① 'بلوغ' سے مراد بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی ہے۔ الفتح الربانی، مسند امام احمد کی تبویبی ترتیب ہے۔ جو علاّمہ احمد عبدالرحمٰن البنا الساعاتی نے مرتب کی ہے۔ اس کی شرح بلوغ الامانی بھی اِن ہی کی لکھی ہوئی ہے۔

② 'صلوٰۃ النبی' سے مُراد علاّمہ محمّد ناصر الدّین الالبانی کی کتاب 'صفۃ صلوٰۃ النبی' صلی اللہ علیہ وسلّم ہے

③ 'مرعاۃ' سے مراد مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ہے۔ یہ شرح علاّمہ ابو الحسن عبیداللہ مبارکپوری کی تصنیف ہے۔

④ 'نیل' سے مراد نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ہے۔

⑤ التعلیقات سے مراد التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ہے۔

⑥ 'فتح' سے مراد فتح الباری شرح صحیح بخاری ہے۔

انتباہ

اس کتاب میں ہر جگہ 'صلوٰۃ' سے مُراد وہ عبادت ہے جسے عرفِ عام میں نماز کہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصدیر

صلوٰۃ اسلام کا ایک ایسا فریضہ ہے جس کی ادائیگی سفر و حضر، صحت و بیماری، امن و جنگ کسی بھی حالت میں معاف نہیں۔

ایمان لانے کے بعد اوّلین اہمیت اسی رُکن کی ہے اور آخرت میں بھی سب سے اوّل اسی کی پرسش ہوگی۔ جس وقت سے صلوٰۃ فرض ہوتی ہے اُس وقت سے لیکر تاحیات اس کی ادائیگی سے مفر نہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے چند کلمات زبان سے ادا کرتے ہی صلوٰۃ کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔

یہی سب سے پہلا حکم ہے جس کی اطاعت کرنی ہوتی ہے ، اگر کسی نے اس پہلے ہی حکم سے انکار کر دیا تو گویا وہ ایمان لایا ہی نہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

اِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوۃِ {صحیح مسلم ج اوّل ص۴۹}	بے شک (مؤمن) آدمی اور شرک و کفر کے درمیان ترکِ صلوٰۃ (ہی کا فرق) ہے۔

معلوم ہوا کہ صلوٰۃ کوئی ایسی چیز ہے جس کے ترک سے آدمی کا شمار اسی گروہ کے ساتھ ہوتا ہے جس گروہ میں وہ اسلام لانے سے قبل تھا۔ یعنی اُس کا ایمان لانا بے معنٰی ہو جاتا ہی جب کہ اُس نے اپنے آقا کے پہلے ہی حکم کی اطاعت سے رُوگردانی کی تو پھر اُس نے اپنے آقا کو آقا تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ اُس نے اپنے نفس اور خواہش کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے درمیان حائل کر کے نفس کی اطاعت کی، گویا وہ نفس کا بندہ ہو گیا، اللہ تعالیٰ کا بندہ نہیں

رہا، اور یہی وجہ ہے کہ ترکِ صلوٰۃ کو شرک کہا گیا ہے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مندرجہ بالا ارشاد کے مُطابق ترکِ صلوٰۃ سے کفر و شرک لازم آتا ہے۔ اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یقیناً صلوٰۃ میں کوئی ایسا راز مضمر ہے، اس کا کوئی ایسا فلسفہ ہے، اس میں ایسی کوئی قوت ہے اور یہ کوئی ایسا تربیتی نظام ہے جو دُنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کیلئے ضروری ہے، اس کے بغیر نہ کوئی دنیا میں صحیح معنیٰ میں امن و سکون سے زندگی بسر کرسکتا ہے، نہ آخرت میں جنّت کا مستحق ہوسکتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اسلام اور صلوٰۃ لازم و ملزوم ہیں اور مسلم کی اوّلین پہچان یہی ہے کہ وہ صلوٰۃ کا پابند ہو۔

ایمان اور عملِ صالح ہی آخرت میں ذریعۂ نجات ہوں گے صلوٰۃ بذاتِ خود ایمان بھی ہے اور عملِ صالح بھی۔ اگر صلوٰۃ کو اُمّ الصّالحات کہا جائے تو بہت مناسب ہوگا کیونکہ سب سے

پہلا عملِ صالح یہی ہے اور زندگی بھر یہ عملِ صالح جاری رہتا ہے۔ اصلاحِ فرد و معاشرہ کے لئے اس سے بہتر، کم خرچ بلکہ بلا خرچ کوئی تعلیمی و تربیتی نظام نہیں ہے۔ اگر ہم صلوٰۃ کا مقام اس کی اہمیت و افادیت کو سمجھ لیں تو ہماری پوری زندگی اور زندگی کا ہر شعبہ سنور جائے، پھر ہم زندگی اس طرح گذاریں جس طرح گذارنے کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ {عنکبوت ۴۵}	یقیناً صلوٰۃ فحش اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ صلوٰۃ کا مقصد بندہ کو ایسی تربیت دینا ہے کہ اس سے بے ادبی، بدتہذیبی، بدہیئتی، بداخلاقی سب دور ہو جائے۔ تمام بُرائیاں دور ہو جائیں اور وہ با ادب، با اخلاق، شائستہ و مہذّب بن جائے۔ اس کے نفس اور اس کی ذات میں نکھار آجائے۔ صلوٰۃ کا منکرات سے روکنے کا فلسفہ بھی بڑا

ہی عجیب ہے۔ دُنیا میں بے شمار منکرات ہیں، ہر ایک کو نہ کرنے کی تعلیم وتربیت دینا کسی کے بس کی بات نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کے نظامِ تربیت میں ایسا فلسفہ رکھا ہے کہ بندہ خود بخود منکرات سے بچتا چلا جاتا ہے۔ صلوٰۃ میں تمام جائز کام ناجائز ہو جاتے ہیں۔ ذہن وخیال کی آزادی ختم ہو جاتی ہے۔ نگاہ بے بس ہو جاتی ہے۔ زبان کسی سے کلام نہیں کر سکتی۔ ہاتھ پیر صلوٰۃ کی حرکات کے علاوہ کوئی حرکت نہیں کر سکتے۔ کھانا پینا سب بند ہو جاتا ہے۔ غرض کہ دن میں کئی مرتبہ جائز کاموں کے ترک و پرہیز کی تربیت دی جاتی ہے، اس کی مشق کرائی جاتی ہے جب انسان کے اعضاء، اُس کا ذہن وفکر جائز کاموں کے ترک کی تربیت پا جاتے ہیں تو ذہن وشعور میں ایک ایسی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کے لئے منکرات سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ مزید برآں صلوٰۃ میں قرآن مجید کی تلاوت

کی جاتی ہے، اس سے مصلّی کو بہت سے منکرات کا علم ہو جاتا ہے اور اس طرح منکرات کی بار بار یاد دہانی اور ارتکاب پر ترہیب منکرات سے بچنے کا سبب بن جاتی ہے۔

صلوٰۃ صرف آخرت میں ہی نجات کا ذریعہ نہیں بلکہ دُنیوی زندگی کو صحیح طور پر گذارنے کیلئے بھی اشد ضروری ہے۔ یہ صحیح آدابِ معاشرت، انفرادی اور اجتماعی تعلقات اور فرائض و حقوق کی تعلیم و تربیت دیتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا بندہ ہونے کا شعور ہر وقت تازہ اور زندہ رکھتی ہے۔ یہ انفرادی کردار کو سُدھارنے اور سَنوارنے کا اہم ذریعہ ہے۔ افراد کو صلاح و فلاح کی طرف رغبت کرنے کی تربیت دیتی ہے۔ جس وقت مؤذن کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہنے کی آواز کانوں میں آتی ہے تو مسجد کی طرف رغبت و شوق سے قدم اُٹھتے ہیں اور یہ اس بات کی دعوت و تربیت ہو کہ جب کبھی بھی صلاح و فلاح کے لئے بلایا جائے تو سب کام

چھوڑ کر جمع ہو جایا کرو۔ صلوٰۃ کے لئے طہارت، مسواک اور وضو، جسمانی طور پر پاک صاف رہنے کا ذریعہ ہیں۔ پاکی وصفائی، صحت و تندرستی کے لئے لازمی ہے، اس طرح صلوٰۃ صحت و تندرستی کی ضامن ہے۔ صلوٰۃ باجماعت ادا کرنے کی تعلیم و تربیت ہماری اجتماعی زندگی کی اساس ہے۔ دن میں پانچ مرتبہ محلّہ کے افراد جمع ہوتے ہیں، جمع ہونے والے ایک ہی نظریہ کے حامل ہوتے ہیں۔ اُن کا اللہ ایک، رسُول ایک، کتاب ایک، قبلہ ایک پھر سب کا مقصد بھی ایک، یہ وحدتِ تصوّر، وحدتِ صوری کی دعوت و تربیت دیتی ہے۔ بلا تفریق چھوٹے بڑے، امیر، غریب، سرمایہ دار، مزدور، حاکم و محکوم ایک ہی صف میں کندھے سے کندھا، قدم سے قدم ملائے کھڑے ہوتے ہیں جس طرح سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو۔ نہ یہاں کسی کی جگہ محفوظ ہوتی ہے نہ مخصوص، اور نہ کسی کو اُس کی جگہ سے ہٹایا جا سکتا

ہے۔ نہ حاکم محکوم کے ساتھ کھڑا ہونے میں عار محسوس کرتا ہے۔ محمود و ایاز ایک ہی صف میں شانہ بشانہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ہر شخص کا غرور و تکبر دن میں پانچ مرتبہ پامال ہو جاتا ہے۔ غرض یہ کہ ہمارا اتفاق، اتحاد اور ایک دوسرے سے قریب ہونا ہمیں اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ ہم سب ایک ہی برادری سے تعلّق رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے بھائی اور رفیق ہیں۔ ہمارے تمام اغراض و مقاصد، ہمارے فوائد و نقصانات سب مشترک ہیں۔ غور کیجئے کہ اگر اِن احساسات کے ساتھ ہم محلّہ کے افراد صلٰوۃ ادا کریں تو ہماری زندگی، ہمارے روز و شب کیسے خوشگوار ہونگے، پھر ہمیں احساس ہوگا کہ یہ نظامِ صلٰوۃ ہماری زندگی کے لئے کتنا ضروری ہے۔

کوئی معاشرہ اُس وقت تک فلاح نہیں پا سکتا جب تک افراد میں سمع و طاعت کا جذبہ نہ ہو۔ صلٰوۃ باجماعت سمع و طاعت کی تعلیم و تربیت دیتی ہے۔ اطاعت کا جذبہ پیدا کرتی

ہے۔ اپنے امام، اپنے قائد، اپنے سے بڑے کی عزت واحترام کا درس دیتی ہے۔ امام کی غلطی پر اُس کو برملا ٹوکا نہیں جاتا، یہ بڑوں اور بزرگوں کے ساتھ بے ادبی وگستاخی ہے۔ امام کے مقام کی عظمت واحترام کا تقاضا ہے کہ بڑے حُسن وخوبی کے ساتھ اس کی غلطی کی نشاندہی کی جائے۔ اگر قرأت میں غلطی ہوئی ہو تو صحیح آیت پڑھ دی جائے۔ کوئی اور غلطی ہو جائے تو صرف سُبحَانَ اللہِ کہہ کر اشارہ کیا جائے کہ صرف اللہ تعالےٰ کی ذات ہر قسم کی غلطیوں سے پاک ہے، انسان سے غلطی ہو سکتی ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اپنے رہنما، اپنے قائد، اپنے بزرگوں کی اصلاح کے لئے کتنے اچھے، خوبصورت اور باادب طریقہ کی تعلیم و تربیت دی گئی۔ اگر امام اپنی غلطی کو غلطی سمجھ کر تصحیح نہیں کرتا تو اجازت نہیں ہے کہ جماعت سے علیحدگی اختیار کی جائے۔ صلوٰۃ ختم ہونے کے بعد شریعت کے طریقہ کے مطابق غلطی کی تلافی کر دی

جاتی ہے۔ اس طرح نظامِ صلوٰۃ باجماعت میں فسادبرپا ہونے نہیں دیا جاتا۔ ہماری معاشرتی زندگی میں یہ تربیت اصولی اختلاف اور غلطیوں سے پیدا ہونے والے تنازعات و فسادات کا سدِّباب کرتی ہے۔

غرض کہ صلوٰۃ ہماری زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سُدھارتی اور سَنوارتی ہے۔ انفرادی، اجتماعی اور تربیتی ادارہ کا کام انجام دیتی ہے۔ بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ عملی مساوات کا درس دیتی ہے۔ محبت، ہمدردی یکجہتی، تعاون، ایثار، فرض شناسی جیسی صفات پیدا کرتی ہے۔ آرام طلبی سے بچاتی ہے۔ ضبطِ نفس کی مشق کراتی ہے۔ مستعدی اور باقاعدگی پیدا کرتی ہے۔ سمع وطاعت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ انفرادی و اجتماعی فرائض کی تعلیم اور ان کی بجا آوری کی تربیت دیتی ہے۔ غرض یہ کہ مصلّی کا ذہن و فکر، اس کا نفس، سب کے سب ایسے نظم و ضبط کے ساتھ تربیت

پاجاتے ہیں کہ پھر وہ اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وبندگی میں صرف کرتا ہے۔ اگر خطائیں اور لغزشیں ہوتی ہیں تو کیونکہ یہ نظامِ تربیت زندگی بھر جاری رہتا ہے لہٰذا اصلاح ہوتی رہتی ہے اور معاشرہ میں بگاڑ مستقل طور پر وجود میں نہیں رہتا۔

متذکرہ بالا تفصیل سے اس بات کا علم ہوگیا ہوگا کہ صلوٰۃ آخرت کی نجات کے علاوہ دُنیوی زندگی کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ لیکن یہ تمام فوائد یعنی دُنیا کی بھلائیاں اور آخرت میں کامرانیاں اُسی وقت نصیب ہو سکتی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے تعلیم کردہ طریقہِ پر صلوٰۃ ادا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کا طریقہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہِ سکھایا۔ جبرئیلؑ نے ہر صلوٰۃ کو دو دو مرتبہ آکر پڑھوایا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ صلوٰۃ اس طرح پڑھو جس طرح تم لوگ مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اس اہتمام وتاکید کے باوجود بھی صلوٰۃ کے طریقہ میں فرق پیدا ہوگیا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد مُدت دراز تک صلوٰۃ اُسی طریقہ پر پڑھی جاتی رہی جس طرح رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو تعلیم دی تھی۔ عورتیں اور مرد ایک ہی طریقہ سے صلوٰۃ پڑھتے تھے لیکن بعد میں صرف عورتوں اور مردوں کی صلوٰۃ کے طریقہ میں ہی فرق پیدا نہیں ہوا بلکہ مَردوں مَردوں کی صلوٰۃ کا طریقہ بھی مختلف ہوگیا۔ ہر فرقہ نے اپنے مقررہ طریقہ پر صلوٰۃ پڑھنی شروع کر دی حالانکہ صلوٰۃ صرف مسنون طریقہ پر ہی ادا کرنی چاہیئے تھی۔

سوال یہ ہے کہ صلوٰۃ کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ اس کے جواب کے لئے کتابِ ہٰذا پیشِ خدمت ہے۔

کتاب کے شروع میں آدابِ الصلوٰۃ کے عنوان کے تحت ان تمام کوتاہیوں اور ناروا باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو ہم لوگوں سے عموماً صلوٰۃ میں غیر شعوری طور پر سرزد ہوتی ہیں اور صلوٰۃ کے حُسن و خوبصورتی کو ضائع کر دیتی ہیں۔ نہ حضورِ قلب پیدا ہوتا ہے نہ خشوع و خضوع، اور ساتھ ہی دیکھنے والوں کو ان حرکات کے باعث نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اگر ہم معمولی توجہ سے کام لیں تو ہماری صلوٰۃ بڑی خوبصورت اور حسین بن سکتی ہے۔

کتاب کے شروع میں صلوٰۃ کی اہمیت کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ قارئین سے اُمید ہے کہ اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔ نیز علماء حضرات سے درخواست ہے کہ اگر کوئی بات خلافِ حدیث دیکھیں تو مطلع فرمائیں تاکہ رجوع کر لیا جائے۔

نوٹ: اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی، اگر کوئی صاحب اس کتاب کی کسی حدیث کے ضعیف ہونے کی نشاندہی فرمائیں گے تو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اُسے اس کتاب میں درج نہیں کیا جائے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلوٰۃ کی اہمیّت

دن اور رات میں کُل پانچ صَلاتیں فرض ہیں اور ہر صلوٰۃ اپنے اپنے وقت پر فرض ہے۔ ارشادِ باری ہے:۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی	بے شک مؤمنین پر صلوٰۃ کا
الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا	اوقاتِ مقررّہ میں ادا کرنا
مَّوْقُوْتًا { نساء ۱۰۳ }	فرض ہے۔

آیتِ بالاسے معلوم ہوا کہ ہر صلوٰۃ کو اس کے وقت پر پڑھنا لازمی ہے، البتہ مسافر کے لئے یہ رعایت ہے کہ وہ ظہر وعصر کو اور مغرب وعشاء کو کسی ایک صلوٰۃ کے وقت جمع کر کے پڑھ سکتا ہے لیکن مقیم کے لئے یہ جائز نہیں بعض لوگ مقیم کے لئے بھی ظہر کی صلوٰۃ عصر کے وقت یا عصر کی صلوٰۃ ظہر کے وقت، مغرب کی صلوٰۃ عشاء کے وقت یا عشاء کی صلوٰۃ مغرب کے وقت ملا کر پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن

یہ صحیح نہیں۔ مقیم کے لئے ملا کر پڑھنے کی صرف ایک صورت ہے وہ یہ کہ ظہر کی صلوٰۃ کو آخری وقت اور عصر کی صلوٰۃ کو اوّل وقت ادا کیا جائے۔ اسی طرح مغرب کو آخری وقت اور عشاء کو اوّل وقت ادا کیا جائے لیکن دونوں صلاتیں اپنے اپنے وقت پر پڑھی جائیں۔ ایک صلوٰۃ دوسری صلوٰۃ کے وقت میں ادا نہ کی جائے۔ اگر مقیم کے لئے بھی ایک صلوٰۃ کا دوسری صلوٰۃ کے وقت میں پڑھنا جائز مان لیا جائے تو پھر پانچ وقت کی صلاتیں کس پر فرض ہوں گی، پھر تو عملاً صرف تین وقت کی صلاتیں رہ جائیں گی اور یہ قطعاً غلط ہے۔ مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ اوقات کا تعین اور یہ فرمانا کہ "ظہر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک عصر کا وقت نہ آئے" (صحیح مسلم) بے معنی ہو جائے گا، نعوذ باللہ من ذٰلک۔

علاوہ عشاء کے تمام صلاتوں کا اوّل وقت پڑھنا بہتر ہے۔

ترکِ صلوٰۃ کفر ہے | تمام اعمالِ صالحہ میں صلوٰۃ کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ صلوٰۃ ایمان وکفر میں حدِ فاصل ہے۔ جو شخص صلوٰۃ پڑھتا ہے وہ مؤمن ہے، جو نہیں پڑھتا وہ کفر کے حدود میں داخل ہوگیا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ {صحیح مسلم کتاب الایمان}	بے شک (مؤمن) آدمی اور شرک وکفر کے درمیان صرف ترکِ صلوٰۃ (کا فرق) ہے۔

یعنی جو شخص صلوٰۃ ترک کرتا ہے وہ کفر وشرک کا ارتکاب کرتا ہے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلْعَھْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ۔	ہمارے اور ان (کفّار) کے درمیان صلوٰۃ کا فرق ہے لہٰذا جس شخص نے صلوٰۃ چھوڑ دی اُس نے یقیناً کفر کیا۔

{ترمذی کتاب الایمان، صححہ الترمذی والنسائی والعراقی}

تارک الصلوٰۃ سے جہاد فرض ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ {توبہ}

اگر کافر (کفر سے) توبہ کرلیں صلوٰۃ پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو پھر ان کا راستہ چھوڑ دو (یعنی اُن سے جنگ نہ کرو)

فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ {توبہ ۱۱}

اگر کافر توبہ کرلیں، صلوٰۃ پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

آیاتِ بالا سے ثابت ہوا کہ دینی بھائی بننے کے لئے صلوٰۃ کی ادائیگی شرط ہے۔ جو صلوٰۃ نہیں پڑھتا وہ دینی بھائی نہیں یعنی غیر مسلم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَا إِلٰهَ

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اُس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ

اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا	اِس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے
رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَیُقِیْمُوْا	علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اور یہ کہ محمدؐ، اللہ
الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ	کے رسُول ہیں، اور صلوٰۃ قائم کریں،
فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا	اور زکوٰۃ دیں۔ پھر جب وہ ایسا کرنے
مِنِّیْ دِمَآءَ ھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ	لگیں تو اُنھوں نے اپنے خون اور
اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُھُمْ	اپنے مال کو مجھ سے بچالیا۔ مگر ہاں،
عَلَی اللّٰہِ { صحیح بخاری کتاب الایمان	اسلام کا حق اُن سے لیا جائیگا اور
صحیح مسلم کتاب الایمان }	اُن کا حساب اللہ (عزوجل) کے ذمّہ ہوگا۔

مندرجہ بالا آیات وحدیث سے ثابت ہوا کہ جب تک کوئی شخص صلوٰۃ نہیں پڑھتا یا زکوٰۃ نہیں دیتا اُس کی حیثیت وہی ہوگی جو ایک غیر مسلم کی ہوتی ہے۔ اُس سے اُسی طرح جہاد کیا جائے گا جس طرح غیر مسلم سے کیا جاتا ہے۔

صلوٰۃ قتل سے بچاتی ہے | ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ

علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم کیا. ایک (منافق) شخص نے اس تقسیم پر اعتراض کیا۔ حضرت خالدبن ولیدؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ! میں اسے قتل نہ کردوں"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا، لَعَلَّہٗ اَنْ یَّکُوْنَ یُصَلِّیْ "نہیں شاید وہ صلوٰۃ پڑھتا ہو"۔

{صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج}

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خِیَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیْنَ تُحِبُّوْنَھُمْ وَیُحِبُّوْنَکُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَیْھِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْکُمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیْنَ تُبْغِضُوْنَھُمْ وَیُبْغِضُوْنَکُمْ وَتَلْعَنُوْنَھُمْ وَیَلْعَنُوْنَکُمْ

"تمہارے بہترین حکمراں وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں تم اُن کے لئے دُعاء کرو اور وہ تمہارے لئے دعاء کریں۔ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بُغض رکھو اور وہ تم سے بُغض رکھیں. تم اُن پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں"۔ صحابہؓ

قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا نُنَابِذُھُمْ بِالسَّیْفِ عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِیْکُمُ الصَّلٰوۃَ لَا مَا اَقَامُوْا فِیْکُمُ الصَّلٰوۃَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

نے عرض کیا" اے اللہ کے رسولؐ، کیا ہم ایسی حالت میں انہیں تلوار سے نہ ہٹادیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان صلوٰۃ کو قائم رکھیں نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان صلوٰۃ کو قائم رکھیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِنَّہٗ یُسْتَعْمَلُ عَلَیْکُمْ اُمَرَاءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَ تُنْکِرُوْنَ فَمَنْ کَرِہَ فَقَدْ بَرِیءَ وَمَنْ اَنْکَرَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰکِنْ مَّنْ رَضِیَ وَ تَابَعَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا نُقَاتِلُھُمْ

"تم پر بعض ایسے امیر مقرر کیے جائیں گے جن کی بعض باتوں کو تم اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو بُرا سمجھو گے۔ تو جس شخص نے ان کی (بُری) باتوں سے کراہت کی وہ بَری ہو گیا اور جس شخص نے انکار کیا وہ سلامت رہا لیکن جو شخص اُن سے راضی ہو گیا اور ان کی پیروی کی۔" (وہ ہلاک ہو گیا)

قَالَ لَا مَا صَلَّوْا (صحیح | صحابہؓ نے پوچھا "کیا ہم اُن سے جنگ نہ کریں؟"
مسلم کتاب الامارۃ) | رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں
 | جب تک وہ صلوٰۃ پڑھتے رہیں"۔

حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں :۔

دَعَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی | رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بُلایا،
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْنَاہُ | ہم نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر جن
فَکَانَ فِیْمَا اَخَذَ عَلَیْنَا اَنْ | باتوں کی آپؐ نے ہم سے بیعت لی اُن میں یہ
بَایَعْنَا عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ | چیز بھی شامل تھی کہ ہم سُنیں اور اطاعت
فِیْ مَنْشَطِنَا وَمَکْرَھِنَا | کریں خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی تنگی
وَعُسْرِنَا وَیُسْرِنَا وَاَثَرَۃٍ | میں بھی اور آسانی میں بھی، اور اس حالت
عَلَیْنَا وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ | میں بھی کہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے
الْاَمْرَ اَھْلَہٗ قَالَ | اور بیعت میں یہ چیز بھی شامل تھی کہ امیر سے
اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا | امارت کے معاملہ میں جھگڑا نہ کریں پھر

بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ {صحیح مسلم کتاب الامارۃ وصحیح بخاری کتاب الفتن}

آپ نے فرمایا سوائے اس صورت کے کہ تم اُن کو ایسا کفرِ صریح کرتے دیکھو جس کو کفر قرار دینے کیلئے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل موجود ہو۔

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ امیر سے صرف اُس وقت جنگ کی جا سکتی ہے جب وہ کفرِ صریح کا مرتکب ہو۔ دوسری احادیث جو اُوپر نقل کی گئیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر سے اُس وقت جنگ کی جائے جبکہ وہ صلٰوۃ چھوڑ دے، گویا ترکِ صلٰوۃ بھی کفرِ صریح ہے۔

صلٰوۃ کی محافظت کا حکم | اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ {بقرہ ۲۳۸} "صلاتوں کی محافظت کرو"۔

"حَافِظُوْا" کا تعلق باب مفاعلہ سے ہے۔ اس باب میں مستقل طور پر اور اکثر یکے بعد دیگرے کام کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے، لہٰذا "حَافِظُوْا" کا مطلب یہ ہوا کہ تمام صلاتوں کی مستقل طور

پر یکے بعد دیگرے حفاظت کرو۔ اگر بجائے "حَافِظُوا" کے "اِحْفَظُوا" ہوتا تو یہ معنیٰ نہیں نکلتے۔ اسی باب میں مندرجہ ذیل آیتیں بھی نازل ہوئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ○ (مؤمنون ۹ تا ۱۱)

وہ مؤمن فلاح پائیں گے جو اپنی صلاتوں کی مستقل طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ○ (معارج ۳۴، ۳۵)

مصلّی تو درحقیقت وہ ہیں جو اپنی صلوٰۃ کی مستقل طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ جنت میں عزت سے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَّهٗ نُوْرٌ وَّلَا بُرْهَانٌ وَّلَا نَجَاةٌ وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ [مسند احمد عن عبداللہ بن عمروؓ۔ رجالہ ثقات۔ بلوغ الامانی ۲/۲۳۳ وسندہ صحیح]

جس شخص نے صلاتوں کی مستقل اور مسلسل طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت کی اُس کیلئے قیامت کے دن نور و برہان اور نجات ہوگی اور جس نے صلاتوں کی مستقل اور مسلسل طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت نہ کی تو اُس کیلئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا نہ بُرہان اور نہ نجات۔ وہ قیامت کے دن قارون، فرعون اور ہامان اور اُبَی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

مندرجہ بالا آیات و حدیث سے ثابت ہوا کہ صلاتوں کی مستقل طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت کرنا فرض ہے اور دخولِ جنّت کے لئے شرط ہے۔

گندے دار مصلّی | مندرجہ بالا آیات و حدیث جن

میں صلاتوں کی حفاظت کا حکم باب "مفاعلہ" میں دیا گیا ہے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کبھی صلوٰۃ پڑھنا اور کبھی چھوڑ دینا نجات کے لئے کافی نہیں۔ مندرجہ ذیل آیات میں بھی اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ	بے شک انسان بڑا بے صبرا پیدا
هَلُوْعًا۝ اِذَا مَسَّهُ	کیا گیا ہے، جب اُسے کوئی بُرائی پہنچتی
الشَّرُّ جَزُوْعًا۝ وَاِذَا	ہے تو واویلا کرتا ہے اور جب کوئی
مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا۝	بھلائی پہنچتی ہے تو ہاتھ روک لیتا
اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ۝ الَّذِيْنَ	ہے۔ البتہ (ان فطری بُرائیوں سے)
هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ	وہ مصلیٰ مستثنیٰ ہیں جو اپنی صلوٰۃ پر مداومت
دَآئِمُوْنَ۝ {معارج}	کرتے ہیں یعنی ہمیشہ پڑھتے ہیں۔

صلاتوں کو ضائع کرنے والوں کا انجام اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ	ان (نیک) لوگوں کے بعد ایسے ناخلف
خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ	لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے صلٰوة
وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ	کو ضائع کر دیا اور (اپنی) خواہشات
فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝	کی پیروی کرنے لگے، ایسے لوگ عنقریب
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ	دوزخ میں داخل ہوں گے، مگر جن
عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ	لوگوں نے توبہ کی۔ ایمان لائے اور
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا	نیک عمل کئے تو ایسے لوگ جنت میں
يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۝ (مریم ع۴)	داخل ہونگے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔

آیت بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ترکِ صلٰوة اور اتباعِ شہوات کفر ہے، ورنہ یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ "جو لوگ ایمان لائے"۔

بعض مصلّی دوزخ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝	ایسے مصلیوں کے لئے دوزخ ہے جو
الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ	اپنی صلاتوں سے غافل رہتے ہیں جو

صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ ریاء کاری کرتے ہیں اور جو برتنے کی

اَلَّذِیْنَ هُمْ یُرَاءُوْنَ ۝ چیز عاریۃً دینے سے انکار کردیتے ہیں۔

وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ { ماعون ۴ تا ۷ }

آیاتِ بالا کا تقاضہ یہ ہے کہ مصلیوں کو ارکانِ صلوٰۃ کی صحیح ادائیگی اور اوقاتِ صلوٰۃ سے غافل نہیں رہنا چاہیئے، خلوص کے ساتھ صلوٰۃ پڑھنی چاہیئے، اور اگر ان سے کوئی چیز عاریۃً مانگی جائے تو انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ کسی برتنے کی چیز کو عاریۃً دینے سے انکار کرنا بداخلاقی ہے۔ مصلّی کو بداخلاق نہیں ہونا چاہیئے۔

صلوٰۃ برائیوں سے بچاتی ہے | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ بے شک صلوٰۃ بے حیائی اور

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ { عنکبوت ۴۵ } برائی سے بچاتی ہے۔

اگر کسی مصلّی کی برائیاں باوجود صلوٰۃ پڑھنے کے کم نہیں ہو رہیں تو اُسے سمجھنا چاہیئے کہ صلوٰۃ میں ضرور کوئی ایسی خامی ہے جس کی وجہ

سے صلوٰۃ کے صحیح نتائج برآمد نہیں ہو رہے ہے۔ اس کو اپنی صلوٰۃ کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

صلوٰۃ اور اَوصافِ حمیدہ مصلّی میں اَوصافِ حمیدہ پیدا ہونا بہت ضروری ہیں۔ ان میں سے اہم اَوصافِ حمیدہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ	(تمام انسانوں میں گھبراہٹ اور بُخل
هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ	ہوتا ہے) سوائے اُن مصلّیوں کے جو
دَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ	ہمیشہ پابندی سے صلوٰۃ ادا کرتے
فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ	ہیں، جن کے مال میں سائل اور محروم
مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَ	کے لئے ایک حصہ مقرر ہوتا ہے، جو
الْمَحْرُوْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ	روزِ جزاء کی تصدیق کرتے ہیں، جو
يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝	اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے
وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ	ہیں۔ بے شک اُن کے رب کا عذاب

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ اِنَّ	ڈرنے ہی کی چیز ہے۔ اور جو (تمام
عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ	عورتوں سے) اپنی شرمگاہوں کی
مَأْمُوْنٍ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ	حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی
لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝	بیویوں اور اپنی لونڈیوں کے (ان
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ	کے پاس جانے میں) ان پر کوئی ملامت
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ	نہیں۔ ان کے علاوہ اگر وہ کسی
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝	اور (عورت) کے متلاشی ہوں تو پھر وہ
فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ	حد سے نکل جانے والے ہیں۔ اور
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝	وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ	کی نگرانی کرتے ہیں، جو اپنی گواہیوں
وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝	پر قائم رہتے ہیں اور جو اپنی
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ	صلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ
قَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ	حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ

عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ ہیں جو باغات میں عزت کے

اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ ساتھ رہیں گے {معارج ۲۲ تا ۳۵}

اگر کسی مصلی میں یہ اوصافِ حمیدہ پائے جاتے ہیں تو اُسے اُمید رکھنی چاہیئے کہ اُس کی صلوٰۃ قبول ہو رہی ہے اور اگر یہ اوصاف پیدا نہیں ہوئے ہیں تو پھر اُسے اپنی صلوٰۃ کا جائزہ لینا چاہیئے۔

صلوٰۃ صبر و استقامت اور ضبطِ نفس کی تربیت دیتی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے ایمان والو! صبر اور

اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ صلوٰۃ کے ذریعہ مدد

وَالصَّلٰوةِ {بقرہ ۱۵۳} طلب کرو۔

مصلی جب تکبیرِ تحریمہ کہتا ہے تو جب تک وہ سلام نہ پھیرے کوئی کام نہیں کرسکتا، تمام حلال و جائز کام جو وہ

صلوۃ شروع کرنے سے پہلے کر سکتا تھا صلوۃ میں حرام ہو جاتے ہیں۔ نہ وہ کھا سکتا ہے، نہ پی سکتا ہے، نہ نظر اُٹھا سکتا ہے، گویا وہ صبر اور ضبطِ نفس کی مشق کر رہا ہے۔ اُسے تربیت مل رہی ہے کہ جس اللہ کے حکم سے صلوۃ کے اندر اُس نے تمام حلال چیزوں اور کاموں کو اپنے اُوپر حرام کر لیا تھا صلوۃ کے بعد وہ اُسی اللہ کی اطاعت میں تمام حرام کاموں سے بچے۔

صلوۃ کے مزید فوائد | صلوۃ ایک ہلکی قسم کی ورزش بھی ہے۔ دن و رات میں پانچ صلاتیں سستی اور کاہلی دُور کرنے اور چستی و مستعدی پیدا کرنے کا عجیب و غریب ذریعہ ہیں۔ صلوۃ صفائی و پاکیزگی کی بھی تربیت دیتی ہے۔

صلوۃ جماعت سے پڑھنا ضروری ہے | رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں

هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ لِيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنْهَا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ)

میری جان ہے میں نے ارادہ کیا تھا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر صلوٰۃ کا حکم دوں، پھر اس کے لئے اذان دی جائے، پھر کسی شخص کو صلوٰۃ پڑھانے کا حکم دوں، پھر اُن مردوں کی طرف جاؤں جو صلوٰۃ میں نہیں آتے اور اُن کے گھروں کو اُن کے اُوپر جلا دوں۔

صلوٰۃ اور نظم وضبط

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ

امام اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے، لہٰذا جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، جب وہ رکوع کرے

فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ	تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سر اٹھائے
اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا	تو تم بھی سر اٹھاؤ، جب وہ سمع اللہ
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا	لمن حمدہ کہے تو تم اللّٰھم ربنا
صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَ	لک الحمد کہو۔ جب وہ کھڑے
اِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا	ہو کر صلوٰۃ پڑھے تو تم بھی کھڑے
اَجْمَعُوْنَ {صحیح بخاری و صحیح مسلم	ہو کر صلوٰۃ پڑھو، اور جب وہ بیٹھ کر
کتاب الصلوٰۃ}	صلوٰۃ پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر صلوٰۃ پڑھو

اسی حکم کی تعمیل میں تمام مقتدی امام کی آواز پر نقل و حرکت کرتے ہیں۔ وہ کسی معاملہ میں نہ اُس سے پیش قدمی کرتے ہیں نہ اُس کی پیروی سے انحراف کرتے ہیں۔ اگر امام غلطی کرتا ہے تو وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہکر اُسے غلطی پر متنبہ کرتے ہیں، براہِ راست اُس سے یہ نہیں کہتے کہ تم نے غلطی کی، بلکہ یہ کہکر کہ "اللہ ہی غلطیوں سے پاک ہے" اُسے ہوشیار کر دیتے ہیں۔ اپنے امام کو غلطی بتلانے کا

کتنا پیارا انداز ہے۔ اگر امام پھر بھی غلطی سے رجوع نہیں کرتا تو مُقتدی اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتے بلکہ پورے نظم وضبط کے ساتھ اُس کی آواز پر اپنی نقل وحرکت کو جاری رکھتے ہیں یہی وہ نظم وضبط کی تربیت ہے جو سیاست کے وسیع میدان میں مسلمین کی رہنمائی کرتی ہے۔ وہ اپنے امیر کی اطاعت کرتے ہیں، اُس کے حُکم سے سرتابی نہیں کرتے۔ بڑے خیرخواہانہ انداز میں ادب کے ساتھ اُس کی غلطی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اگر وہ اپنی غلطی تسلیم نہ کرے پھر بھی معروف کاموں میں اُس کی اطاعت سے مُنہ نہیں موڑتے، اُسے چھوڑ کر انتشار واختلاف کو ہوا نہیں دیتے۔

صلوٰۃ کا طریقہ فرض ہے اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ فرض کی تو اس کے ادا کرنے کے طریقہ کو مسلمین کے صوابدید پر نہیں چھوڑا بلکہ اس کے طریقہ کو بھی فرض کر دیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ جب تم (بحالتِ جنگ دشمن سے)

رُكْبَانًا فَإِذَآ اَمِنْتُمْ | خطرہ محسوس کرو تو صلوٰۃ کو چلتے
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا | پھرتے یا سواری پر پڑھ لو، اور جب
عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا | امن ہو جائے تو صلوٰۃ کو اُسی طریقہ سے ادا
تَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۳۹} | کرو جس طریقہ سے اللہ نے تم کو سکھائی ہے
اور جس طریقہ سے تم (پہلے) ناواقف تھے۔

صلوٰۃ کا طریقہ کہاں ملیگا جس طریقہ سے اللہ تعالےٰ نے صلوٰۃ فرض کی ہے وہ طریقہ قرآن مجید میں تو نہیں ملتا، ظاہر ہے کہ پھر وہ طریقہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث میں ملیگا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ | صلوٰۃ اُسی طریقہ سے پڑھو جس طریقہ
اُصَلِّيْ {صحیح بخاری} | سے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔

مذکورہ بالا آیت وحدیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ جس طریقہ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صلوٰۃ ادا کی ہے وہ طریقہ فرض ہے۔ اس طریقہ

میں فرض، واجب، سُنّت اور مستحب کی تقسیم فرضی ہے۔ تمام ایمان والوں کو صرف اُسی طریقہ سے صلوٰۃ پڑھنی چاہیئے جس طریقہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پڑھتے تھے۔

بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کئی طریقے سے صلوٰۃ پڑھتے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بہتان ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک ہی طریقہ سے صلوٰۃ پڑھی ہے اور وہی طریقہ فرض ہے۔ صحیح احادیث سے اس طریقہ کو تلاش کرکے اس طریقہ کے مُطابق صلوٰۃ پڑھنی چاہیئے۔ صلوٰۃ کے فرقہ وارانہ طریقوں سے کُلّیتًا اجتناب کرنا چاہیئے۔

صلوٰۃ کے فضائل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَ	پانچوں صلاتیں، ایک جمعہ سے
الْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ	دوسرا جمعہ، ایک رمضان
وَرَمَضَانُ اِلَى رَمَضَانَ	سے دوسرا رمضان، درمیانی

مُكَفِّرَاتٌ مَّا بَيْنَهُنَّ	زمانہ کے تمام گناہوں کو مٹا
إِذَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرَ۔	دیتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہ
{صحیح مسلم کتاب الطہارۃ}	نہ کئے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

أَرَءَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا	بتاؤ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازہ
بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ	پر نہر ہو اور وہ اُس میں ہر روز پانچ
فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا	بار نہاتا ہو تو کیا اُس کے مَیل میں
تَقُولُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ	سے کچھ باقی رہے گا؟ صحابہ رضؓ نے
دَرَنِهِ قَالُوا لَا يُبْقِي مِنْ	عرض کیا مَیل میں سے کچھ بھی باقی
دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذٰلِكَ	نہیں رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ	وسلم نے فرمایا یہی مثال پانچوں
يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا۔	صلاتوں کی ہے، اللہ ان کے
{صحیح بخاری وصحیح مسلم}	ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آدابُ الصّلوٰۃ

بعض لوگ جب صلوٰۃ پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو اِس بات کا مطلق خیال نہیں کرتے کہ کِس کے سامنے کھڑے ہورہے ہیں اور اس کے سامنے کھڑے ہونے کے لئے کِس قدر ادب احترام کی ضرورت ہے۔ بے ادبی اور بد تہذیبی کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرتے ہیں اور بعض تو ایسے کام کرگذرتے ہیں کہ دیکھنے والے کو کراہت آتی ہے۔ سکون واطمینان کا نام ونشان تک نہیں ہوتا۔ بعض لوگ اگرچہ ہر رُکن کو اطمینان سے ادا کرتے ہیں لیکن سکون اُن کی صلوٰۃ میں بھی ناپید ہوتا ہے۔ جسم متحرک رہتا ہے۔ کبھی ایک پَیر پر زور دیتے ہیں اور کبھی دوسرے پر۔ کبھی جُھک جُھک کر پَیروں کو دیکھتے ہیں اور کبھی کپڑوں کو۔ نظریں

اِدھر اُدھر اور اُوپر کو اُٹھتی ہیں۔ کبھی مَیل اُتارتے ہیں۔ اکثر ڈاڑھی سے کھیلتے رہتے ہیں۔ بغیر کسی خاص ضرورت کے کھجاتے رہتے ہیں۔ جماہی آتی ہے تو نہ اُس کو روکتے ہیں نہ مُنہ پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ رفع یدین کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مکھی اُڑا رہے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ہاتھ پھینک رہے ہیں۔ ہاتھوں میں اُوپر اُٹھانے کے بعد سکون پیدا بھی نہیں ہونے پاتا کہ فوراً لاپرواہی سے اُن کو نیچے لے آتے ہیں۔ بعض لوگ صرف ناف تک ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔ بعض لوگوں کا رفع یدین رکوع سے اُٹھتے اُٹھتے ہی ختم ہو جاتا ہے، جب سیدھے کھڑے ہوتے ہیں تو ہاتھ نیچے جا چکتے ہیں بعض لوگ اُنگلیوں کو ذرا سی جنبش دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ رفع یدین ہو گیا۔ جب وضوء کر کے آتے ہیں تو آستینیں چڑھی ہوتی ہیں اسی حالت میں صلوٰۃ شروع کر دیتے ہیں۔ پھر یا تو صلوٰۃ میں

آستینیں اُتارتے ہیں یا صلٰوۃ کے بعد۔ گویا صلٰوۃ اُسی حالت میں پڑھ لیتے ہیں۔ بعض لوگ تو شیروانی اور کوٹ وغیرہ کی آستینیں چڑھا کر وضوء کرتے ہیں اور پھر بغیر آستینیں اُتارے صلٰوۃ پڑھتے ہیں۔ خَم ٹھونک کر ٹانگیں چیر کر کھڑے ہوتے ہیں۔ بجائے کلائی کے کُہنی یا بازو کو پکڑتے ہیں۔ عاجزی و فروتنی مفقود ہوتی ہے۔ بعض لوگ ایسا بھی کرتے ہیں کہ جَلدی جَلدی وضوء کر کے آئے اور آکر رکوع میں مِل گئے، پھر زمین سے تولیہ اُٹھا کر عین رکوع کی حالت میں تولیہ سے مُنہ پونچھتے ہیں یا جلسہ میں مُنہ پونچھتے ہیں۔ بعض رکوع سے کھڑے ہو کر اپنے سر پہ دونوں ہاتھوں سے رُومال وغیرہ باندھتے ہیں، دیکھنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ صلٰوۃ پڑھ رہے ہیں۔ پہلے مسواک یا اور کوئی سامان سجدہ کی جگہ رکھ دیتے ہیں، پھر جب سجدہ کرنے لگتے ہیں تو ایک ہاتھ سے اور بعض اوقات دونوں ہاتھوں سے

اُس کو اُٹھا کر سجدہ کے مقام سے علیحدہ رکھ دیتے ہیں۔ بعض لوگ جب بیٹھتے ہیں تو دونوں ہاتھوں سے قمیص کے دامن کو اپنی گود میں پھیلا لیتے ہیں، اس کی سلوٹیں دور کرتے ہیں۔ کھڑے ہوتے ہیں تو قمیص کے پیچھے کے دامن کو ٹھیک کرتے ہیں۔ سجدہ میں جانے سے پہلے بار بار مصلّے کو دونوں ہاتھوں سے صاف کرتے ہیں اور پھر دونوں ہاتھوں کو دیکھتے ہیں کہ کہیں ہاتھوں پر کچھ لگ تو نہیں گیا۔ بعض لوگ بے ضرورت ننگے سر صلٰوۃ پڑھتے ہیں۔ ٹوپی یا صافہ اُن کے پاس رکھا ہوتا ہے اُسے نہیں پہنتے حالانکہ ویسے ہر وقت پہنے رہتے ہیں، صلٰوۃ پڑھنے کھڑے ہوئے تو ٹوپی وغیرہ اُتار دی اور جُوں ہی صلٰوۃ پڑھ کر واپس ہوئے تو پہن لی۔ قمیص ہوتے ہوئے صرف بنیان پہن کر عجیب و غریب ہئیتِ مکروہہ کے ساتھ صلٰوۃ ادا کرتے ہیں۔ لوگوں کے لئے زینت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے زینت اُتار پھینکتے ہیں۔ ان تمام مذکورہ

بالا باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے لاأبالیت اور بے ادبی کا مکمّل ترین مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہی لوگ دُنیوی حکمرانوں کے سامنے ایسا نہیں کرتے لیکن دربارِ الٰہی میں سب کچھ جائز سمجھتے ہیں۔

غرض یہ کہ ان کی صلوٰۃ ادب احترام سے معرّیٰ اور بدتہذیبی اور بدہیئتی کا مُرقّع ہوتی ہے۔ اب ذیل میں وہ دلائل بیان کئے جاتے ہیں جن سے ان اُمور کا ناجائز ہونا ثابت ہوجائے گا اور ہر بات کے لئے آیت و حدیث کے طالب اس سے تسلّی پائیں گے، انشاءاللہ تعالیٰ۔

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝ اَلَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ ۝ {مؤمنون ۱ و ۲}

اُن مؤمنین کو فلاح نصیب ہوگی جو اپنی صلوٰۃ خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ	صلوات کی حفاظت کرو خصوصًا
وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ	بیچ والی صلوۃ کی، (صلوۃ میں)
قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ {بقرۃ}	اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہو۔

۳۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پوچھتے ہیں۔ احسان کسے کہتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ	تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے
تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ	گویا کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے اور
تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ۔	اگر یہ نہ ہوسکے تو یہ خیال رکھے کہ
{صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عمرؓ}	اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوۃ میں احسان یعنی حُسن و خوبصورتی ہونی چاہیئے اور جب بندہ یہ خیال کریگا کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم میں نہیں دیکھ رہا تو اللہ مجھے

دیکھ رہا ہے تو کس قدر ہیبت و تعظیم اس کے قلب میں پیدا ہوگی۔ کس قدر خضوع اور خشوع ہوگا اور کس قدر حرکات و سکنات میں احتیاط ملحوظ رہے گی۔ اُن تمام بدتہذیبیوں اور بدعنوانیوں کے خلاف جو اُوپر مذکور ہوئیں صرف یہی ایک حدیث کافی ہے۔ صاف ثابت ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ حُسن و خوبی کے ساتھ ادا ہونی چاہیئے۔ ذرا ہر شخص اُس موقع کا تصور کرے کہ وہ حاکم کے سامنے کھڑا ہو، حاکم اُسے دیکھ رہا ہو اور وہ حاکم کو دیکھ رہا ہو تو کس قدر سکون اور ادب سے اُسے کھڑا ہونا پڑیگا۔ بے جا حرکات تو کجا کھجانے تک کی ہمت نہیں ہوگی۔ کیا یہی منشاء اس حدیث کا نہیں ہے؟

۴۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ اِفْتَرَضَھُنَّ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مَنْ	فرمایا رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اللہ تعالیٰ نے پانچ صلاتیں فرض کی ہیں، جس نے ان کے لئے

اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ	اچھا وضو کیا اور اُن کے وقت پر
لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ	ان کو ادا کیا اور رکوع اور خشوع
وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى	کو پورا کیا، اللہ تعالٰی کا اُس
اللّٰهِ عَهْدًا اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَ	کے لئے وعدہ ہے کہ اُسے بخش دیگا
مَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى	اور جو ایسا نہیں کرے گا اللہ
اللّٰهِ عَهْدًا اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ	تعالٰی کا اُس کے لئے کوئی وعدہ
وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ۔ {ابوداؤد باب فی المحافظۃ علی الصلوٰت وسندہ صحیح (مرقاۃ ج ۲ ص ۳۷۷)}	نہیں، خواہ بخشے خواہ عذاب کرے۔

اس حدیث میں بھی خشوع پر زور دیا گیا ہے یعنی پوری دل جمعی، حضورِ قلب، ہیبت و آداب کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

۵۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ

اُمِرْنَا اَنْ نَّسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃٍ کہ ہم سات ہڈیوں پر سجدہ کریں اور (صلوٰۃ میں)

اَعْظُمٍ وَّلَا نَکُفَّ ثَوْبًا وَّلَا شَعْرًا نہ کپڑا سمیٹیں اور نہ بال سمیٹیں۔

{صحیح بخاری جزء ا صفحہ ۱۱۲ وصحیح مسلم عن ابن عباسؓ}

اِس حدیث میں کتنا ادب سکھایا گیا ہے۔ اِس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بے ضرورت کوئی حرکت نہ کرے کیونکہ یہ تعظیم کے منافی ہے۔ آستینیں چڑھا کر صلوٰۃ پڑھنے والے اور پھر صلوٰۃ ہی میں اُن کو اُتارنیوالے غور کریں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالوں کو نہ سمیٹے، بالوں کا جوڑا نہ باندھے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا مَثَلُ ھٰذَا مَثَلُ اس طرح صلوٰۃ پڑھنے والا

الَّذِیْ یُصَلِّیْ وَھُوَ مَکْتُوْفٌ۔ ایسا ہے گویا کہ اُس کی مشکیں

{صحیح مسلم باب اعضاء السجود ۱/۱۹۳} بندھی ہوئی ہیں۔

۶۔ مصلّے وغیرہ پر نقش و نگار اور تصاویر نہیں ہونی

چاہئیں، بلکہ اس قسم کی کوئی چیز بھی نہ ہونی چاہیے جس سے حضورِ قلب میں فرق آئے۔

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ خَمِیْصَۃٍ لَّھَا	نقش و نگار والی چادر میں صلوٰۃ پڑھی،
اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰی اَعْلَامِھَا	آپ نے اُس کے نقش و نگار کو دیکھا،
نَظْرَۃً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ	جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا:
اِذْھَبُوْا بِخَمِیْصَتِیْ ھٰذِہٖ	اس چادر کو لے جاؤ (اور دوسری لے
........کُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی عَلَمِھَا	آؤ)..... میں صلوٰۃ میں تھا، میری نظر
وَ اَنَا فِی الصَّلٰوۃِ فَاَخَافُ	اس کے نقوش پر پڑ جاتی تھی، میں
اَنْ تَفْتِنَنِیْ (صحیح بخاری ج۱ ص۵۴۔	ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ مجھے فتنہ
باب اذا صلّی فی ثوب لھا اعلام)	میں مبتلا نہ کر دے۔

ایک پردہ کے متعلق حضرت عائشہؓ سے فرمایا:۔

اَمِیْطِیْ عَنَّا قِرَامَكِ ھٰذَا	اِس پردہ کو مجھ سے دُور کرو

فَاِنَّهٗ لَاتَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ کیوں کہ اس کی تصویریں
تَعْرِضُ فِیْ صَلٰوتِیْ۔ صلوٰۃ میں میرے سامنے
{صحیح بخاری جزء اوّل ص۵۰۱ عن انسؓ} آتی رہیں گی۔

اس حدیث سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر پردہ میں تصویریں ہوں تو کوئی حرج نہیں ۔نہیں ، پردہ میں بھی تصویریں نہیں ہونی چاہئیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :۔

قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ سے واپس تشریف لائے ۔ میں نے
سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ طاق پر ایک پردہ جس میں تصویریں
بِقِرَامٍ لِّیْ عَلٰی سَہْوَۃٍ تھیں لٹکا دیا تھا۔ آپ نے اس پردہ
لِّیْ فِیْھَا تَمَاثِیْلُ فَلَمَّا کو دیکھا تو اُسے پھاڑ دیا اور فرمایا
رَاٰہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ قیامت کے دن سب سے زیادہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَتَکَہٗ وَ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی

قَالَ اَشَدُّ النَّاسِ — پیدائش کی نقل کرتے ہیں۔
عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اَلَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ
بِخَلْقِ اللّٰهِ (صحیح بخاری
کتاب اللباس ۷/۲۱۷)

الغرض مصلّی کے سامنے ایسی کوئی چیز نہ ہونی چاہیئے جو اُسے اپنی طرف مشغول کرلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ فِي — مسجد میں (قبلہ کی طرف) ایسی
الْبَيْتِ شَيْءٌ يَّشْغَلُ — کوئی چیز نہیں ہونی چاہیئے جو
الْمُصَلِّيَ — مصلّی کو مشغول کرلے۔

{رواہ احمد۔ بلوغ ۳/۹۴ ورواہ ابوداؤد عن عثمان بن طلحہؓ وسندہ صحیح۔ صلاۃ النبی للناصر الدین الالبانی ص۵۰}

۷۔ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى — رسول اللہ صلے اللہ علیہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ — وسلم نے صلوٰۃ میں

يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ   ہاتھ ٹکا کر بیٹھنے سے منع
وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلٰى يَدِهٖ   فرمایا ہے۔

{ابوداؤد عن ابن عمرؓ جلد اول ص ۱۴۹ وسندہٗ صحیح۔ مرعاۃ جلد اول ص ۶۷۰}

کس قدر ادب سکھایا جارہا ہے کہ صلوٰۃ میں ہاتھ ٹکا کر بھی نہ بیٹھو کہ یہ بھی منافیٔ ادب ہے۔

۸۔ ایک شخص نے بحالتِ صلوٰۃ چھینک کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللهُ کہا، تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا   یہ صلوٰۃ ہے، اِس میں لوگوں
يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ   کی بات چیت کی قِسم سے
كَلَامِ النَّاسِ {صحیح مسلم}   کوئی چیز جائز نہیں۔

اس حدیث سے اور ابوداوٗد کی ایک حدیث سے معلوم ہوتاہے کہ صلوٰۃ میں چھینک کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا تو جائز ہے لیکن اس کا جواب دینا جائز نہیں {ابوداؤد باب فی تشمیت العاطس فی الصلوٰۃ صفحہ ۱۳۶}

صلوٰۃ میں سلام کا جواب زبان سے نہ دے | حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ "ہم نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! آپ ہمارے سلام کا جواب دیا کرتے تھے (اب کیوں نہیں دیتے)" آپؐ نے فرمایا:۔

اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغْلًا۔ بے شک صلوٰۃ میں (اللہ تعالیٰ کی طرف) شغل ہوتا ہے۔ {صحیح بخاری و صحیح مسلم}

نوٹ: صلوٰۃ میں ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا مسنون ہے (ضمیمہ ۱۸ ملاحظہ فرمائیے)

۹۔ جب کھانا حاضر ہو یا پیشاب پاخانہ لگ رہا ہو تو صلوٰۃ نہ پڑھے بلکہ پہلے کھانا کھالے، پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو جائے پھر صلوٰۃ پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ کھانا حاضر ہو تو صلوٰۃ نہیں ہوتی
وَلَا ھُوَ یُدَافِعُہُ اور پیشاب پاخانہ کو روک کر بھی
الْاَخْبَثَانِ۔ صلوٰۃ نہیں ہوتی۔

(صحیح مسلم عن عائشۃ الصدیقہؓ جلد اوّل صہ ۲۲۵)

۱۰۔ عَنْ مُعَيْقِيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً

ایک شخص سجدہ کی جگہ مٹی کو برابر کر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا کرنا ضروری ہی ہو تو صرف ایک مرتبہ کر سکتے ہو۔

(صحیح بخاری ۱/۸۰ و صحیح مسلم ۱/۲۲۲ واللفظ لہ)

کس قدر ادب ملحوظ ہے! وہ لوگ جو بار بار کھجاتے ہیں صلوٰۃ میں منہ پونچھتے ہیں، سر پر رومال باندھتے ہیں یا صلوٰۃ میں آستینیں چڑھاتے یا اُتارتے ہیں، اِس حدیث پر غور کریں۔

۱۱۔ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ ؕ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

{صحیح بخاری جزء ۲ ص ۸۴ و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ}

کس قدر آدابِ شاہانہ ملحوظ ہیں صلوٰۃ میں مَیل اُتارنیوالے یا ڈاڑھی سے کھیلنے والے غور کریں۔

۱۲۔ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ ھُوَ اخْتِلَاسٌ یَّخْتَلِسُہُ الشَّیْطَانُ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَبْدِ

حضرت عائشہؓ نے صلوٰۃ میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے متعلق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا بندے کی صلوٰۃ میں سے جھپٹ لینا ہے (صحیح بخاری جز ۱ ص۱۹۱)

صلوٰۃ میں نیچی نظر رکھنا اور اِدھر اُدھر نہ دیکھنا کس قدر ضروری ہے، کس قدر آدابِ شاہی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

مزید سُنیئے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَھُمْ اِلَی السَّمَآءِ فِی

لوگوں کا کیا حال ہے کہ صلوٰۃ میں اپنی نگاہیں اُوپر اُٹھاتے ہیں۔ پھر

صَلَاتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهٗ فِيْ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ (صحیح بخاری ١/١٩١)

اس سلسلہ میں آپؐ نے سخت تنبیہ کی اور فرمایا لوگ ایسا کرنے سے باز آجائیں ورنہ اُن کی نظریں اُچک لی جائیں گی۔

اُوپر نگاہ اُٹھانے کو کس سختی سے منع کیا گیا ہے۔ غور فرمائیے کہ کس قدر آدابِ ذوالجلال کا پاس ہے کہ نظریں تک اُونچی نہیں کر سکتے، کُجا بے ضرورت ہاتھ پیروں کی حرکات!

١٣۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ ۔

جب تم میں سے کسی کو صلوٰۃ میں جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اُس کو روکے۔ {صحیح مسلم کتاب الزہد}

کس قدر ادب و تعظیم کی تعلیم دی جارہی ہے۔

١٤۔ ابن شخیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ

وسلّم کو صلوٰۃ پڑھتے دیکھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا

کہ بسبب رونے کے آپؐ کے سینہ میں — لِجَوْفِهٖ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ

سے پتیلی کے جوش مارنے کی آواز کے — الْمِرْجَلِ يعني يَبْكِيْ۔

مانند آواز آرہی تھی۔ — {رواہُ النسائی وروی ابوداوٗد ونحوہ، و

رواہُ الترمذی وصحہ (بلوغ الامانی جزء ۴ ص۱۱۱) ورواہ احمد وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۲۱۶}

کس قدر خشیتِ الٰہی کا مظاہرہ ہے۔

۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جب تم میں سے کوئی صلوٰۃ پڑھے تو — إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي

کنکریوں کو (بحالتِ صلوٰۃ) نہ ہٹائے کیونکہ — الصَّلٰوةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى

اس کے سامنے رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ — فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ

{ابوداوٗد ونسائی عن ابی ذرؓ جلد ۱ ص۱۳۴ ورواہ الترمذی وصححہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ

علی الترمذی۔ سکت عنہ المنذری (مرعاۃ ج ۲ ص۱۸)}

صلوٰۃ میں مُنہ پوچھنے والے، کسی چیز کو اِدھر سے اُدھر

اُٹھا کر رکھنے والے غور کریں۔

۱٦۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :۔

مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا ؕ

{صحیح بخاری وصحیح مسلم}

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان (رات کو) کبھی گیارہ رکعت سی زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ چار رکعت پڑھتے کچھ نہ پوچھو کس قدر حسن وخوبی اور درازی کے ساتھ پڑھتے۔ پھر چار رکعت اور پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کس قدر حسن وخوبی اور درازی کے ساتھ ان کو ادا فرماتے پھر تین رکعت پڑھتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوۃ میں درازی کے

علاوہ کوئی ایسی چیز بھی تھی جس کو حسن وخوبی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آہ، آج یہی مفقود ہے۔ اتنی بے ادبی اور بدصورتی کے ساتھ صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے کہ دیکھنے والے کو نفرت ہوتی ہے۔

نوٹ: چار اور تین رکعت سے یہ مراد نہیں کہ وہ ایک سلام سے ہوتی تھیں۔ تفصیل وتر کے عنوان میں دیکھیے

۱۷۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقَیْہِ مِنْہُ شَیْءٌ ؕ	کوئی شخص اس طرح ایک کپڑے میں صلوٰۃ نہ پڑھے کہ اُس کے کندھوں پر اُس کا کچھ حصہ نہ ہو۔

{صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرہؓ}

کِس قدر زینت واحترام کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ صرف بنیان پہن کر صلوٰۃ پڑھنے والے غور کریں۔

۱۸۔ حضرت سلمہؓ پُوچھتے ہیں "یارسُولَ اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں شکاری آدمی ہوں کیا ایک قمیص میں صلوٰۃ

پڑھ لوں"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ {ابوداؤد ونسائی وسندہٗ صحیح (ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۸۱)}   ہاں پڑھ لو لیکن اُس میں گھنڈی لگا لو۔ اگر گھنڈی نہ ہو تو کانٹا ہی لگا لو۔

گریبان چاک، بے ادبی کے ساتھ صلٰوۃ پڑھنے والے غور کریں۔

۱۹۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ازار لٹکائے ہوئے صلٰوۃ پڑھتے دیکھا تو فرمایا جاؤ اور وضوء کرو .... پھر فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ذِكْرُهٗ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ اِزَارَهٗ   اللہ تعالٰی ازار لٹکانے والے کی صلٰوۃ کو قبول نہیں فرماتا۔

{رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃ کتاب الصلوٰۃ جلد اوّل ص ۱۰۱ و ج ۲ ص ۲۱۰ کتاب اللباس رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح (مرعاۃ جلد ۱ ص ۵۰۱) وصححہ النووی علی شرط مسلم (ریاض الصالحین ص ۳)}

واقرہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ علی محلی ابن حزم جزء ۴ صـ۷ }

صلٰوۃ میں شلوار یا پاجامہ لٹکانے والے غور کریں (علاوہ صلٰوۃ کے بھی ٹخنوں سے نیچے پاجامہ رکھنا منع ہے ۔صحیح بخاری)

۲۰۔ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنْ يُّغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ ؏	رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلٰوۃ میں سدل سے منع فرمایا ہے اور منہ ڈھانکنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

{ رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃؓ و رواہ الحاکم وصححہ علی شرطھما ووافقہ الذہبی (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی) }

سدل کے معنٰی یہ ہیں کہ کپڑا سر پہ یا کندھوں پر ڈال لے اور اس کے دونوں دامن لٹکے رہیں۔

مندرجہ بالا احدیث سے ثابت ہوا کہ صلٰوۃ میں منہ نہیں ڈھانکنا چاہیئے اس لئے کہ یہ بھی ایک قسم کی بے ادبی ہے۔

صفحات ۵۸ و ۵۹ پر جو احادیث بیان کی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ میں آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں، آنکھوں کو کھلا رکھے اور ایسی چیز سامنے سے ہٹا دے جس پر نظر پڑنے اور پھر نظر جم جانے کا اندیشہ ہو۔ اپنے مخاطب کے سامنے آنکھیں بند کرنا ایک قسم کی بدتہذیبی اور آدابِ شاہی کے قطعاً منافی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھول کر صلوٰۃ ادا کی اور اس سنّت کو قیامت تک کیلئے واجب التعمیل کر دیا۔

۲۱۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ	اگر کپڑا کشادہ ہو تو اس کو پورے
بِهٖ وَاِنْ كَانَ ضَيِّقًا	جسم پر لپیٹ لو۔ اور اگر تنگ
فَاتَّزِرْ بِهٖ [صحیح بخاری جزء اوّل ۵۱]	ہو تو تہ بند باندھ لو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وسعت کے باوجود صرف تہ بند باندھ کر صلوٰۃ پڑھنا جائز نہیں، اُوپر کا بدن بھی ڈھانکنا ضروری ہے۔

۲۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[1]

اِذَا کَانَ لِاَحَدِکُمْ ثَوْبَانِ فَلْیُصَلِّ فِیْهِمَا فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ اِلَّا ثَوْبٌ فَلْیَتَّزِرْ بِهٖ۔[1]
(ابوداؤد عن ابن عمرؓ جلد اول ص۱۰۱ وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۲۴/۱)

جس کے پاس دو کپڑے ہوں وہ دونوں کپڑوں کو پہن کر صلوٰۃ پڑھے، ہاں اگر کسی کے پاس ۲ دو کپڑے نہ ہوں بلکہ ایک ہی کپڑا ہو تو پھر اس کا تہبند باندھ لے۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَیْهِ عَلٰی عَاتِقَیْهِ (صحیح بخاری)

عمر بن ابی سلمہؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں اشتمال کئے ہوئے صلوٰۃ پڑھتے دیکھا۔ آپ نے کپڑے کے دونوں کناروں کو اپنے کندھوں پر ڈال رکھا تھا۔

امام اخفش کہتے ہیں:۔

ان الاشتمال ھو ان یلتف الرجل بردائہ

اشتمال سر سے قدم تک ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔

---

[1] مختلف اسناد کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے (کتب احادیث ملاحظہ کریں)
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلیلبس ثوبیہ فان اللہ احق من تزین لہ (طبرانی اوسط [illegible] الصغیر جلد اول ص۱۶۳)

او بکسائہ من رأسہ الی قدمہ { نیل الاوطار جزء ۲ ص ۶۳ }

یعنی ایک کپڑے میں صلوٰۃ پڑھے تو بھی سر ڈھانک لے۔ ننگے سر صلوٰۃ پڑھنے والے کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتے کہ جس میں ٹوپی یا صافہ کی موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننگے سر صلوٰۃ پڑھنے کی صراحت ہو اور نہ ایسی کوئی قولی یا تقریری حدیث ہی پیش کر سکتے ہیں۔ کنز العمال کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوپی کا سترہ بنا کر صلوٰۃ پڑھی۔ اس میں بھی ننگے سر کی صراحت نہیں۔ ہو سکتا ہے سر پہ کوئی اور چیز ہو۔ پھر اس کی سند بھی معلوم نہیں کیسی ہے۔ کنز العمال کا نام لے دینا کافی نہیں۔ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ واقعی آپ ننگے سر تھے، تو اس میں تو سترہ بنانے کا عذر موجود ہے۔ پھر ننگے سر صلوٰۃ پڑھنے والے بغیر سترہ کے عذر کے کیوں ٹوپی اتار کر

صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔ ایک اور حدیث ہے جس میں ہے کہ صحابہؓ شدّتِ گرمی کی وجہ سے اپنے عماموں پر سجدہ کرتے تھے۔ اِس روایت میں بھی ننگے سَر کی صراحت نہیں، ممکن ہے سَر پر کوئی اور چیز ہو۔ ممکن ہے شملہ پر سجدہ کرتے ہوں۔ ممکن ہے عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے ہوں جیسا کہ حدیث مذکور کی متعدّد ضعیف اسناد میں "کور عمامہ" یعنی عمامہ کے پیچ یا کور پر سجدہ کرنے کی صراحت ہے۔ اگر ہم یہ بھی فرض کرلیں کہ وہ ننگے سَر ہی صلوٰۃ پڑھتے تھے تو اس کے لئے شدّتِ گرمی کا عُذر تھا، زمین اتنی گرم ہوتی تھی کہ پیشانی ٹکانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوتا تھا۔ لیکن آجکل مسجدوں کی پختہ چھتوں کے سایہ میں دریوں و قالینوں پر سجدہ کرنے والے کیا اِسی عُذر سے ننگے سر صلوٰۃ پڑھتے ہیں؟

تیسری دلیل جو یہ لوگ پیش کرتے ہیں وہ حضرت جابرؓ کا

اثر ہے کہ اُنہوں نے ایک کپڑا لپیٹ کر صلوٰۃ ادا کی حالانکہ اُن کے کپڑے تپائی پر رکھے ہوئے تھے۔ اس روایت میں یہ کہاں ہے کہ حضرت جابرؓ نے ننگے سر صلوٰۃ ادا کی تھی؟ اور جب یہ نہیں تو یہ روایت ننگے سر صلوٰۃ ادا کرنے کی دلیل کیسے بن گئی؟ غرض یہ کہ ایسی کوئی حدیث نہیں کہ جس میں ننگے سر صلوٰۃ ادا کرنے کی صراحت ہو اور وہ بھی بغیر عُذر کے یعنی نہ سُترہ کا عُذر ہو نہ عُسرت کا، نہ شدتِ گرمی کا اور نہ بیماری وغیرہ کا۔ الغرض خوب زینت کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرے۔ اللہ فرماتا ہے:۔

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ { اعراف ۳۱ } — ہر صلوٰۃ کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لیا کرو۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔

وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ یُّتَزَیَّنَ لَہٗ۔ — اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اُس کیلئے زینت کیجائے

{سنن بیہقی بطرق متعددۃ ورواہ الطبرانی فی الکبیر اسنادہ حسن (مرعاۃ المفاتیح جلد اول ص۵۰۶)}

رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ {صحیح مسلم جلد اوّل ص۶۵} بے شک اللہ خوبصورت ہے، خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

عاجزی اور فروتنی کے خیال سے زینت ترک کرنا یہ بھی خلافِ سُنّت ہے، کیونکہ اس قسم کی عاجزی صرف صلوٰۃ اِستسقاء میں مسنون ہے نہ کہ اور صَلوٰات میں۔

۲۳۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "کیا بات ہے کہ میں تم کو اِس طرح ہاتھ اُٹھاتے دیکھتا ہوں جس طرح سَرکش گھوڑوں کی دُمیں اُٹھتی ہیں۔"

اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ صلوٰۃ میں ساکن رہو۔

{صحیح مسلم جلد اوّل ص۱۸۴}

کیونکہ پُوری صلوٰۃ میں سکون کا حکم ہے لہٰذا ہاتھ اُٹھانا بھی خوبصورتی اور سکون کے سَاتھ ہونا چاہیئے نہ کہ بدتہذیبی اور عجلت کے ساتھ گویا کہ مکّھی اُڑا رہے ہیں یا ہاتھ پھینک رہے ہیں، جیسا کہ

آجکل اکثر رفع یدین کرنیوالوں کا شیوہ ہے۔ اگر اس حدیث سے مطلق سکون مُراد لیا جائے تو صلوٰۃ صلوٰۃ ہی نہ رہے گی کیونکہ صلوٰۃ تو چند حرکات و سکنات کا مجموعہ ہے۔ رکوع، سجود وغیرہ سب ہی تو حرکات ہیں۔ یہ سب ترک کرنے ہوں گے۔ غرض یہ کہ حرکت تو ہو لیکن سکون و اطمینان لئے ہوئے ہر حرکت کے بعد سکون ہو اور اُس سکون کے بعد حرکت۔

۲۴۔ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ یَا فُلَانُ اَلَا تُحْسِنُ صَلٰوتَکَ اَلَا یَنْظُرُ الْمُصَلِّیْ اِذَا صَلّٰی کَیْفَ یُصَلِّیْ ؛	رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دن صلوٰۃ سے فارغ ہو کر فرمایا اے فلاں کیا تم اپنی صلوٰۃ حسن و خوبصورتی کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے۔ مصلّی جب صلوٰۃ پڑھتا ہے تو وہ اس بات کو کیوں مدِنظر نہیں رکھتا کہ وہ کس طرح صلوٰۃ پڑھ رہا ہے

{صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ ج ۱ ص ۱۸۳}

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ

پڑھنی چاہیئے۔

یہ طریقہ جو کچھ مذکور ہوا ہے اختیار کی حالت کے لئے ہے۔ ورنہ مجبوری میں جس طرح ہو سکے اپنی صوابدید کے مطابق اس طریقۂ مسنونہ سے حتّی الامکان مشابہ رکھتے ہوئے صلٰوۃ ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا {بقرۃ}   اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی قدر جس قدر اسے طاقت ہو۔

حتّٰی کہ مجبوری میں اگر بچّہ کو گود میں لے کر صلٰوۃ پڑھنی پڑے تو یہ بھی جائز ہوگا مگر صلٰوۃ ترک نہیں کر سکتے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی نواسی حضرت اُمامہؓ کو کندھے پر بٹھا کر صلٰوۃ پڑھی ہے (صحیح بخاری وصحیح مسلم) اور اس طرح اُمّت کی عورتوں کے لئے صلٰوۃ کی وقت پر ادائیگی میں سہولت پیدا کر دی۔ صلٰوۃ میں توجہ اور حضورِ قلب برقرار رکھنے کے لئے سانپ اور بچھوتک کو

مارنے کی اجازت دی۔ الفاظِ حدیث یہ ہیں :-

اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَيْنِ	(رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)
فِى الصَّلٰوةِ الْحَيَّةَ	صلٰوۃ میں دو کالوں کو مار دیا کرو یعنی
وَالْعَقْرَبَ ۔	سانپ اور بچھو کو ۔

{ابو داؤد عن ابی ہریرۃؓ جلد اوّل ص۱۳۱ ورواہ الترمذی وصححہ والمنذری والحاکم (مرعاۃ جلد۲ ص۲)}

الغرض حضورِ قلب بہت ضروری چیز ہے اور اسی حضورِ قلب کی خاطر بہت سی رعایتیں ہمیں دیدی گئی ہیں لیکن وقت پر صلٰوۃ پڑھنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اگر وقت جاتا ہو تو پھر اطمینانِ قلب ہو یا نہ ہو پہلے صلٰوۃ پڑھے۔

اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ صلٰوۃ میں سکون ہو، اطمینان ہو، خشوع اور حضورِ قلب ہو۔ حُسن و خوبی، ادب و احترام، خشیتِ الٰہی اور آدابِ شاہی کے ساتھ صلٰوۃ ادا کی جائے۔

۲۵۔ ایک شخص نے صلٰوۃ پڑھی، پھر آکر رسُولُ اللہ صلی اللہ

علیہ وسلّم کو سلام کیا۔ آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:۔

اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ	واپس جا کر پھر صلوٰۃ پڑھو تم نے
لَمْ تُصَلِّ ؕ	صلوٰۃ نہیں پڑھی۔

اُس نے دوبارہ صلوٰۃ پڑھی، آپؐ نے پھر وہی فرمایا۔ اُس نے تیسری مرتبہ صلوٰۃ پڑھی، آپؐ نے پھر وہی فرمایا۔ اب اُس نے کہا یا رسُولَ اللہ مجھے سکھا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ	جب تم صلوٰۃ کے لئے کھڑے ہو تو
فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ	پُورا وضوء کرو، پھر قبلہ کی طرف
اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ فَكَبِّرْ	مُنہ کرو، پھر اللہُ اکبر کہو، پھر
ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ	قرآن میں سے جو آسانی سے پڑھ سکو
مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى	پڑھو، پھر رکوع کرو یہاں تک کہ
تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ	رکوع میں اطمینان حاصل ہو جائے،
حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ	پھر سر اُٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے

اُسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ	کھڑے ہوجاؤ، پھر سجدہ کرو یہانتک
سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی	کہ سجدہ میں اطمینان حاصل ہوجائے،
تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ	پھر سر اُٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے
حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا	بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ
ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ	سجدہ میں اطمینان حاصل ہوجائے،
جَالِسًا (وَفِیْ رِوَایَةٍ) ثُمَّ	پھر اُٹھو، یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ
ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا	جاؤ، پھر اُٹھو حتّٰی کہ سیدھے کھڑے ہوجاؤ،
ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ	پھر ساری صلوٰۃ میں اسی طرح کرو۔
صَلٰوتِكَ كُلِّهَا ۞	{صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ}

نوٹ :۔ یہ حدیث بہت طویل ہے۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صلوٰۃ پڑھنے کے طریقہ کے سلسلہ میں اِن باتوں کے علاوہ اور بھی بہت سی باتوں کا حکم دیا تھا لیکن اختصار کے مدِّنظر اس حدیث کا صرف وہ حصّہ بیان کیا گیا ہے جو صحیحین میں مذکور ہے ۞

پاکی اور ناپاکی کے مسائل

اگر کسی چیز میں گندگی لگ جائے تو اُسے پانی سے دھوکر پاک کرلے۔ سمندر کے پانی سے بھی دھوکر پاک کر سکتے ہیں [۱]

جب پانی بہت زیادہ مقدار میں ہو (مثلاً سمندر دریا، جھیل، بند وغیرہ) تو وہ گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ [۲]

---

[۱] سأل رجل رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إنا نرکب البحر ونحمل معنا القلیل من الماء فان توضأنا به عطشنا افنتوضأ بماء البحر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو الطهور ماؤه (رواه ابو داؤد والنسائی وسنده صحیح۔ نیل الاوطار جزء ا ص۱۳)

[۲] قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث وفی روایة لم ینجس (رواه ابو داؤد وسنده صحیح۔ مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح جلد اول ص۳۱۴)
نوٹ:۔ قُلّہ پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔ قُلّتین کے معنی پہاڑ کی دو چوٹیاں۔

اگر پانی کم مقدار میں ہو لیکن جاری ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوگا، اگر رُکا ہوا ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔[1]

بلی کا جھوٹا پانی پاک ہوتا ہے، اس سے وضوء وغیرہ کیا جا سکتا ہے۔[2]

اگر کُتا کسی برتن میں پانی پیئے تو پانی کو بہا دے اور اُس برتن کو سات مرتبہ پانی سے دھوکر آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھے۔[3]

اگر مسجد کے کچّے فرش پر کوئی پیشاب کر دے تو اُس پر

---

[1] قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم واللفظ للبخاری)

[2] قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا لیست بنجس انہا من الطوافین او الطوافات (رواہ مالک احمد وابوداؤد والنسائی وسندہٗ صحیح۔ مرعاۃ جلد اوّل ص۳۲۲)

[3] قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات (صحیح بخاری وصحیح مسلم) وفی روایۃ فاغسلوہ سبع مرات وعفروہ الثامنۃ بالتراب (صحیح مسلم عن عبداللہ بن مغفلؓ) فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرار (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ)

ایک ڈول پانی بہادے[1]

اگر کپڑے پر عورتوں کی اذیتِ ماہانہ کا خون لگ جائے تو اُسے کھُرچ دے، پھر پانی سے رگڑے، پھر پانی اور بیری سے دھوئے (یعنی بیری کے پتّے پانی میں بھگو کر یا جوش دیکر اُس پانی سے دھوئے)[2]

جب ناپاک کپڑے کو دھوکر پاک کیا جائے تو اُس کا خشک کرنا ضروری نہیں۔ اگر کپڑا تر ہو پھر بھی اُس کو پہنکر صلوٰۃ پڑھی جاسکتی ہے[3]

اگر کپڑے پر منی لگ جائے تو اُس حصّہ کو جہاں منی لگی ہے دھوڈالے۔ اگر منی خشک ہو تو کسی چیز سے اُسے

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہریقوا علی بولہ سجلاً من ماء او ذنوباً من ماء (صحیح بخاری روی مسلم نحوہٗ)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصاب ثوب احدکن من الحیضۃ فلتقرصہ ثم لتنضحہ بماء (صحیح بخاری) تحتہ ثم تقرصہ بالماء ثم تنضحہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) واغسلیہ بماء وسدرٍ (رواہ ابوداؤد والنسائی عن امّ قیس وسندہٗ صحیح۔ نیل الاوطار جزء اوّل صـ۳۶)

[3] کان یخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوٰۃ واثر الغسل فی ثوبہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عائشۃؓ)

کھرچ ڈالے [1]

اگر کپڑے یا بدن پر مذی لگ جائے تو بدن کو دھوئے اور کپڑے پر پانی چھڑک دے [2]

اگر شیر خوار لڑکا جو کھانا نہ کھاتا ہو کپڑے پر پیشاب کر دے تو اُس پر پانی چھڑک دے، دھونا ضروری نہیں [3]۔

اگر شیر خوار لڑکی کپڑے پر پیشاب کر دے تو اُسے دھونا چاہیئے۔ [4]

---

[1] قالت عائشۃؓ کنت اغسلہ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری وصحیح مسلم) وفی روایۃ قالت عائشۃؓ لرجل فلو رأیت شیئاً غسلتہ ولقد رأیتنی وانی لأحکہ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یابسا بظفری (صحیح مسلم) قالت انما کان یکفیہ ان یفرکہ (رواہ الترمذی وصححہ)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغسل ذکرہ ویتوضأ (صحیح مسلم) یکفیك بان تأخذ کفا من ماء فتنضح بھا من ثوبك (رواہ ابوداؤد والترمذی وصححہ)

[3] عن ام قیسؓ انھا اتت بابن لھا صغیر لم یاکل الطعام الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجلسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجرہ فبال علی ثوبہ فدعا بماء فنضحہ ولم یغسلہ (صحیح بخاری وروی مسلم نحوہٗ)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغسل من بول الجاریۃ ویرش من بول الغلام (رواہ ابوداؤد عن ابی السمح وسندہٗ صحیح۔ مرعاۃ جلد اول ص ۳۳۶) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بول الرضیع ینضح بول الغلام ویغسل بول الجاریۃ" (رواہ ابن خزیمۃؒ عن علیؓ وسندہٗ صحیح۔ ابن خزیمۃ جزو اول ص ۱۴۳)

جانور کی کھال کو پکا کر رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گی[۱] لیکن درندوں کی کھال استعمال کرنا منع ہے[۲]۔

جوتی میں اگر نجاست لگ جائے تو اُسے مٹی پر رگڑ کر صاف کر لے۔ مٹی پر روندنے سے بھی نجاست زائل ہو جاتی ہے۔ ایسی جوتی پہن کر صلوٰۃ پڑھی جا سکتی ہے[۳]

اگر بارش میں ناپاک راستہ پر سے گذر ہو اور اس کے بعد پاک راستہ آجائے تو وہ راستہ نجاست کو زائل کر دیگا[۴]۔

پیشاب، گوبر، لید وغیرہ ناپاک ہیں[۵]

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دبغ الاھاب فقد طہر (صحیح مسلم عن ابن عباس رضی)
[۲] نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جلود السباع (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والترمذی وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۱۵۷)
[۳] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وطئی احدکم بنعلہ الاذی فان التراب لہ طہور (رواہ ابو داؤد عن ابی ہریرۃ رضی وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد اوّل صـ۳۳۲)
[۴] قالت امرأۃ ان لنا طریقاً الی المسجد منتنۃ فکیف نفعل اذا مطرنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیس بعدھا طریق ھی اطیب منھا قالت بلی قال فھذہ بھذہ (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح، مرعاۃ جلد اول صـ۳۳۶) [۵] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الروثۃ "ھذا رکس" (صحیح بخاری) اکثر عذاب القبر من البول {رواہ الدارقطنی عن ابی ہریرۃ رضی وقال صحیح وروی الدارقطنی عن ابن عباس رضی نحوہ وقال لا باس بہ (دارقطنی مطبوعہ فاروقی دہلی صـ۴۷)}

قضائے حاجت اور استنجاء کرنے کا طریقہ

بیت الخلاء جانے سے پہلے انگوٹھی وغیرہ (جس میں اللہ تعالیٰ کا نام ہو) اُتار دے[1]۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللهِ اَعُوْذُ بِاللهِ
مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ[2]

اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ (جن و انس کے) خبیث مردوں اور عورتوں سے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

(نوٹ:۔ بسم اللہ کے علاوہ یہ دعا صحیح مسلم میں بھی ہے۔ صحیح مسلم کتاب الحیض ۱/۱۶۱)

قضائے حاجت یعنی پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی

---

[1] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ۔ رواہُ الترمذی۔ صححہ الترمذی والمنذری (نیل الاوطار جزء ۱ ص ۶۵ و مرعاۃ المفاتیح جلد ۱ ص ۲۴۵)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخلتم الخلاء فقولوا بسم اللہ.............. رواہُ العمری بسند صحیح (فتح الباری جزء ۱ ص ۲۵۴)

طرف نہ منہ کرے، نہ پیٹھ[1]، اگر درمیان میں کوئی آڑ ہو تو مضائقہ نہیں[عہ]۔

قضائے حاجت کے وقت قدمچوں پر بیٹھے[2]۔

اگر جنگل میں قضائے حاجت کے لئے جائے تو دور چلا جائے[3]۔ کسی چیز کی اوٹ میں بیٹھے[4]۔ جب زمین کے بالکل قریب ہو جائے تو ستر کھولے[للعہ]۔

جب قضائے حاجت سے فارغ ہو تو پانی سے استنجاء کرے[5]۔

استنجاء بائیں ہاتھ سے کرے۔ داہنے ہاتھ سے نہ کرے[6] نہ داہنا ہاتھ شرمگاہ کو لگائے[7]۔

اگر ڈھیلوں سے استنجاء کرے تو طاق عدد ڈھیلے استعمال

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی احدکم الغائط فلا یستقبل القبلۃ ولا یولھا ظہرہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) عہ قال ابن عمر انما نہی عن ذلک فی الفضاء (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح التعلیقات ۱/۱۲)

[2] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب من تبرز علی لبنتین۔

[3] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ذھب المذھب ابعد (رواہ ابوداؤد والنسائی والترمذی وصححہ) للعہ کان اذا اراد حاجۃ لا یرفع ثوبہ حتی یدنو من الارض (ابوداؤد وبیہقی وسندہ صحیح التعلیقات ۱/۱۲)

[4] فلم یر شیئاً یستتر بہ فاذا شجرتان ..... فقال التئما (صحیح مسلم عن جابرؓ فی حدیثہ الطویل)

[5] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستنجی بالماء (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن انسؓ)

[6] نہانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... ان نستنجی بالیمین (صحیح مسلم عن سلمان رض)

[7] اذا دخل احدکم الخلاء فلا یمس ذکرہ بیمینہ (صحیح مسلم عن ابی قتادۃ رض)

کرے[۱]۔ لیکن تین ڈھیلوں سے کم نہ ہوں۔ گوبر یا ہڈی سے استنجاء نہ کرے[۲]۔ اور کوئلہ سے بھی استنجاء نہ کرے[۳]۔ پیشاب بیٹھ کر کرے۔ اگر چھینٹوں سے بچ سکے تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے[۴]۔ قضائے حاجت کرنے والوں کو آپس میں بات چیت نہیں کرنی چاہیئے[۵]۔ رات کے وقت اگر برتن میں پیشاب کر لے تو کوئی حرج نہیں[عــہ]۔ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب نہ دے[۶]۔ راستہ میں یا ایسے سایہ دار مقام پر جہاں لوگ

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .... من استجمر فلیوتر (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

[۲] نہانا ان نستنجی باقل من ثلاثۃ احجار او ان نستنجی برجیع او بعظم (صحیح مسلم)

[۳] قال وفد الجن انہ امنک ان یستنجوا .... بحممۃ فنہی عن ذٰلک (ابوداؤد، سندہ حسن برقاۃ ۱/۲۵)

[۴] جلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبال .... قال انظروا الیہ یبول کما تبول المرأۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویحک اما علمت ما اصاب صاحب بنی اسرائیل؟ کانوا اذا اصابہم البول قرضوہ بالمقاریض نسائی، سندہ صحیح۔ فتح ۱/۲۲۴) اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباطۃ قوم فبال قائما (صحیح بخاری)

[۵] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایخرج الرجلان یضربان الغائط کاشفین عورتہما یتحدثان فان اللہ یمقت علی ذلک (حاکم بسندہ صحیح۔ ۱/۱۵۸) وروی نحوہ ابن السکن عن جابر وصححہ (بلوغ ۱/۲۹۳)

[عــہ] کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قدح من عیدان تحت سریرہ یبول فیہ باللیل (رواہ ابوداؤد وصححہ جماعۃ وفی الباب من عائشۃ عند النسائی وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۱۱۷)

[۶] ان رجلا مر ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبول فسلم فلم یرد علیہ (صحیح مسلم باب التیمم)

اٹھتے بیٹھتے ہوں قضائے حاجت نہ کرے[1] بل میں پیشاب نہ کرے[2] رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے[3] غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے[4] استنجے کا برتن علیحدہ رکھے، وضوء کا برتن علیحدہ رکھے[5] جب بیت الخلاء سے نکلے تو یہ پڑھے :۔

غُفْرَانَكَ[6]

(اے اللہ میں) تیری مغفرت (کا طلب گار ہوں)

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا اللعانین قالوا وما اللعانان قال الذی یتخلی فی طریق الناس او فی ظلھم (صحیح مسلم)

[2] نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبال فی الجحر (احمد، ابوداؤد وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار $\frac{1}{۹۷}$)

[3] نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبال فی الماء الراکد (صحیح مسلم)

[4] نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان .... یبول فی مغتسلہ (ابوداؤد وسندہ صحیح۔ التعلیقات $\frac{1}{۱۱۵}$)

[5] عن ابی ھریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی الخلاء اتیتہ بماء فی تور او رکوۃ فاستنجی .... ثم اتیتہ باناء آخر فتوضاء (ابوداؤد، سندہ حسن التعلیقات $\frac{1}{۱۱۹}$)

[6] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج من الخلاء قال غفرانک (ترمذی وابن ماجۃ و الدارمی، سندہ صحیح۔ مرعاۃ $\frac{1}{۲۵۱}$، المستدرک $\frac{1}{۱۵۸}$، التعلیقات $\frac{1}{۱۱۶}$)

پھر اُلٹے ہاتھ کو مٹی سے رگڑ کر دھوئے[۱]

مسواک

بہتر یہ ہے کہ ہر صلٰوۃ کے وقت مسواک کرے[۲]

جب سو کر اُٹھے تو وضوء سے پہلے مسواک کرے اور مُنہ کو صاف کرے[۳]

زبان کو بھی مسواک سے صاف کرے[۴]

جب گھر میں داخل ہو تو مسواک کرے[۵]

مسواک کرنے کے بعد مسواک کو دھو کر رکھے[۶]

---

[۱] فاستنجی ثم مسح یدہ علی الارض (ابوداؤد، سندہٗ حسن۔ التعلیقات ۱/۱۱۹)
[۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک مع کل صلوٰۃ (صحیح بخاری ۲/۵ وصحیح مسلم)۔ [۳] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل یشوص فاہ بالسواک (صحیح مسلم) [۴] عن ابی موسیٰ دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وطرف السواک علی لسانہ (صحیح مسلم) [۵] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل بیتہٗ بدأ بالسواک (صحیح مسلم)
[۶] فیعطینی السواک لاغسلہ (ابوداؤد عن عائشۃ الصدیقۃ رض۔ سکت عنہ المنذری۔ (مرعاۃ جلد ۱ صفحہ ۲۶۲) وسندہ حسن۔ التعلیقات ۱/۱۲۲)

مسواک کر کے صلوٰۃ پڑھنے کا ثواب بغیر مسواک کئے صلوٰۃ پڑھنے کے ثواب کا ستر گنا ہوتا ہے[1]

وضوء کا طریقہ

وضوء کے پانی کو ڈھانک کر رکھے[2]

جب صبح کو سو کر اُٹھے تو وضوء کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ کو تین مرتبہ دھوئے[3]

وضوء کرنے سے پہلے "بِسۡمِ اللّٰہِ" کہے[4]

پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چُلّو[5] پانی لے کر دونوں ہاتھوں

---

[1] تفضل الصلوٰۃ التی یستاك لها علی الصلوٰۃ التی لا یستاك لها سبعین ضعفا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان واخرجہ ایضاً احمد وابن خزیمۃ وغیرہما عن عائشۃ رضی اللہ عنہا صححہ الحاکم والذہبی علیٰ شرط مسلم وقال المنذری ورواہ ابو نعیم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ باسناد صحیح (مرعاۃ جلد اوّل ص ۳۶۳) وعن جابر رضی اللہ عنہ باسناد حسن (بلوغ الامانی جزء ۱ ص ۲۹۴) [2] امرنا بتغطیۃ الوضوء (صحیح ابن خزیمۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) اسنادہ صحیح (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص ۶۶) [3] اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلها ثلاثا (صحیح مسلم) [4] توضؤا بسم اللہ (نسائی وابن خزیمۃ عن انس رضی اللہ عنہ) اسنادہ صحیح (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص ۷۴) نوٹ:۔ پوری بسم اللہ پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ [5] ثم ادخل یمینہ فی الاناء (احمد عن عثمان رضی اللہ عنہ۔ بلوغ ۲/۶ وسندہ صحیح)

کو پہنچوں تک خوب مَل مَل کر دھوئے یہاں تک کہ ہاتھ بالکل صاف ہوجائیں، اُنگلیوں میں خلال بھی کرے۔ اس طرح ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے۔[1]

پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چُلّو پانی لے۔ کچھ پانی مُنہ میں لے اور کُلّی کردے۔ پھر باقی پانی کو ناک میں مبالِغہ کے ساتھ چڑھائے۔ اگر روزِہ دار ہو تو پانی چڑھانے میں مبالغہ نہ کرے، پھر اُلٹے ہاتھ سے ناک سِنکے، اگر مِسواک نہ کی ہو تو مُنہ کو اُنگلیوں سے صاف کرے۔ اِس طرح تین دفعہ کرے۔ ہر مرتبہ کچھ پانی سے کُلّی کرے اور کچھ پانی ناک میں چڑھائے۔[2]

---

[1] فغسل کفیہ ثلاث مرات (صحیح مسلم عن عثمانؓ) فغسل کفیہ حتی انقاھما (رواہ الترمذی عن علیؓ وقال إسنادہ حسن صحیح) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخلل الاصابع (رواہ الترمذی عن لقیطؓ وصححہ ورواہ ابن خزیمۃ ، اِسنادہ ابن خزیمۃ صحیح (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص ۷۸) خلل اصابع یدیك و رجلیك (رواہ احمد والترمذی عن ابن عباسؓ وحسنہ الترمذیؒ) وحسنہ البخاریؒ (بلوغ الامانی جزء ۲ ص ۲۵)

[2] فمضمض واستنشق من کفۃٍ واحدۃٍ فعل ذلک ثلاثًا (صحیح بخاری وصحیح مسلم) فمضمض واستنشق واستنثر ثلاثًا بثلاث غرفات من ماءٍ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) ثم ادخل یمینہ فی الوضوء ثم تمضمض واستنشق (صحیح بخاری) فغرف غرفۃ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(نوٹ:- کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لئے علیحدہ چلّو لینا ثابت نہیں)

پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلّو پانی لے اور دونوں ہاتھ ملا کر چہرہ دھوئے۔ آنکھوں کے کویوں کو ملے۔ اس طرح تین مرتبہ چہرہ کو دھوئے۔ ؎

پھر ایک چلّو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے ڈالے اور

{حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ} فمضمض واستنشق عن ابن عباس رض (رواہ ابن خزیمۃ) وسندہ حسن (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص۷۷) ثم ادخل یدہ الیمنی فی الاناء فمضمض واستنشق ونثر بیدہ الیسریٰ، فعل ذلک ثلاث مرات (رواہ احمد وروی النسائی وابوداؤد نحوہ عن علی رض) اسنادہ جید حسنہ الحافظ (بلوغ الامانی جزء ۲ ص۸) فملأ فمہ فمضمض واستنشق ونثر بیدہ الیسریٰ ثلاث مرات (رواہ ابن خزیمۃ) اسنادہ صحیح (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص۷۶) اذا استنشقت فابلغ الا ان تکون صائما (رواہ احمد وروی نحوہ ابوداؤد والنسائی وابن حبان وابن خزیمۃ) وسندہ صحیح (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص۷۸) فادخل بعض السابعۃ فی فیہ (رواہ احمد عن علی رض) واسنادہ جید (بلوغ الامانی جزء ۲ ص۱۱) تجزی من السواک الاصابع (رواہ البیہقی ولہ طرق کثیرۃ) وقال الحافظ لاأری بسندہ بأسا (بلوغ الامانی جزء ۱ ص۲۹۶)

؎ ثم اخذ غرفۃ من ماء فجعل ھکذا اضافھا الی یدہ الاخری فغسل بھما وجھہ (صحیح بخاری عن ابن عباس رض) ثم ادخل یدہ فی الاناء فغسل وجھہ ثلاثا (صحیح بخاری عن عبداللہ بن زید رض) کان یمسح الماقین (احمد وابوداؤد) سکت عنہ الحافظ (بلوغ الامانی جزء ۲ ص۲۹) وروی الطبرانی فی الکبیر باسناد حسن (نیل الاوطار جزء ۱ ص۲۰۱) ثم ادخل یدہ الیمنی فی الاناء فغسل وجھہ ثلاثا (احمد) وسندہ حسن (بلوغ الامانی ۲/۸)

نیچے کی طرف سے ڈاڑھی کا تین مرتبہ خلال کرے[۱]۔ پھر ایک چلو پانی لے کر سیدھے ہاتھ کو کہنی تک یا اس سے بھی اوپر تک دھوئے، تین مرتبہ اس طرح کرے۔ پھر ایک چلو پانی لے کر اُلٹے ہاتھ کو کہنی تک یا اس سے بھی اوپر تک دھوئے، تین مرتبہ اس طرح کرے[۲]۔ دونوں ہاتھوں کو خوب مل مل کر دھوئے[۳]۔

---

[۱] توضأ وخلل لحيته باصابعه من تحتها (حاکم عن انس رض وسنده صحیح۔ المستدرک ۱۴۹/۱) ورواہ الحاکم عن عمار رض وصححه الذہبی (تعلیقات احمد شاکر علی الترمذی) کان یخلل لحیته (رواہ الترمذی عن عثمان رض بسند صحیح) یخلل لحیته ثلاثاً (رواہ الحاکم وابن خزیمۃ) وسندہ حسن (التعلیق المغنی علی الدار قطنی ص۳۲) خلل لحیته بالماء (احمد عن عائشۃ، سندہ حسن۔ نیل ۱۳۰/۱)

[۲] ثم غسل وجهه ثلاثاً ویدیه الی المرفقین ثلاثاً (صحیحین عن عثمان) غسل یده الیمنیٰ حتی اشرع فی العضد ثم غسل یده الیسریٰ حتی اشرع فی العضد (صحیح مسلم) ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها یده الیمنیٰ ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها یده الیسریٰ (صحیح بخاری)

[۳] فتوضأ فجعل یدلك ذراعیه (حاکم، سندہ صحیح۔ المستدرک ۱۴۴/۱ و ۱۶۱)

پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چُلو پانی لے کر دونوں ہاتھوں کو تر کرے، پھر دونوں ہاتھوں سے پُورے سَر کا مسح کرے، دونوں ہاتھوں کو پیشانی پر رکھ کر گُدّی تک لے جائے اور پھر اسی طرح ہاتھوں کو واپس پیشانی تک لے آئے۔[1] پھر انگشتہائے شہادت اور انگوٹھوں کو پانی سے تر

---

[1] ثم مسح رأسہٗ بیدیہ...... بدأ بمقدم رأسہ حتی ذھب بھما الی قفاہ ثم ردھما الی المکان الذی بدأ منہ (صحیح بخاری عن عبداللہ بن زیدؓ) مسح رأسہ بماء غیر فضل یدیہ (صحیح مسلم عن عبداللہ بن زیدؓ) ثم اخذ غرفۃ من ماءٍ فغسل بھا یدہ الیسری ثم مسح برأسہ (صحیح بخاری عن ابن عباسؓ) ادخل یدہ الیمنیٰ الاناء...... ثم مسحھا بیدہ الیسری ثم مسح رأسہ بیدیہ کلتیھا مرۃً (رواہ احمد وابن خزیمۃ عن علیؓ) وسندہٗ صحیح (ابن خزیمۃ جزء ۱ صـ۷۶)

کرے۔ انگشتہائے شہادت کو کانوں کے سوراخ میں داخل کرے، پھر انگشتہائے شہادت سے کانوں کے اندر مسح کرے اور انگوٹھوں سے کانوں کے باہر مسح کرے[۱]۔

پھر سیدھے ہاتھ سے سیدھے پیر پر پانی ڈالے اور الٹے ہاتھ سے اس کو ٹخنوں تک یا اس سے اوپر تک خوب مَل مَل کر دھوئے، اُلٹے ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی سے پیر کی اُنگلیوں میں خلال کرے۔ اِس طرح سیدھے پیر کو تین دفعہ دھوئے، پھر اُلٹے پیر کو بھی اسی طرح تین دفعہ

---

[۱] فاخذ لاذنیہ ماءً خلاف الماء الذی مسح به الرأس (رواہ الحاکم باسناد صحیح عن عبداللہ بن زیدؓ) ادخل اصبعیہ السباحتین فی اذنیہ و مسح بابهامیہ علی ظاہر اذنیہ و بالسباحتین باطن اُذنیہ (رواہ ابوداؤد عن عبداللہ بن عمروؓ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۱ صفحہ ۱) وادخل اصبعیہ فی صماخی اذنیہ (ابوداؤد عن مقدام رضؓ) اسنادہ حسن (نیل الاوطار جزء ۱ صفحہ ۱۴۱) ادخل اصبعیہ فیهما (رواہ ابن خزیمۃ عن ابن عباسؓ) وسندہ حسنؒ (ابن خزیمۃ جزء ۱ صفحہ ۷۷) مسح.... باطنهما بالمسبحتین وظاہرهما بابهامیہ (رواہ النسائی وصححہ الالبانی فی تعلیقاتہ علی المشکوٰۃ ۱/۱۳۰)

دھوئے [1]

پھر ایک چلّو پانی لے کر رومالی پر چھڑک لے [2]

پھر یہ کلمہ پڑھے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ

---

[1] ثم غسل رجليه ثلاث مرار الى الكعبين (صحيح بخاری عن عثمانؓ) ثم غسل رجله اليمنٰى الى الكعبين ثلاث مرات ثم غسل اليسرٰى مثل ذلك (صحيح مسلم عن عثمانؓ) ثم غسل رجله اليمنٰى حتى اشرع فى الساق ثم غسل رجله اليسرٰى حتى اشرع فى الساق (صحيح مسلم عن ابی ہریرہؓ) ثم ادخل يده اليمنٰى فى الاناء ثم صب على رجله اليمنٰى فغسلها ثلاث مرات بيده اليسرٰى ثم صب بيده اليمنٰى على قدمه اليسرٰى فغسلها ثلاث مرات بيده اليسرٰى .... (رواه احمد و ابن خزيمة عن علیؓ) وسنده صحيح (ابن خزيمة جزء ۱ ص۷۶) وغسل رجليه حتى انقاهما (صحيح مسلم عن عبد الله بن زيدؓ) خلل اصابع رجليه بخنصره (رواه البيهقی و ابو داؤد عن مستورد رضی و صححه ابن القطانؒ۔ نيل الاوطار جزء ۱ ص۱۳۲ بلوغ الامانی جزء ۲ ص۴۴) خلل اصابع قدميه ثلاثاً (رواه الدار قطنی عن عثمانؓ) سكت عنه الشوكانی (نيل الاوطار جزء ۱ ص۱۳۲) وحسنه البخاری (التعليق المغنی على الدار قطنی ص۳۲)

[2] عن زيد عن النبی صلى الله عليه وسلم ...... اخذ غرفة من الماء (بقيہ اگلے صفحہ پر)

اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ[1]

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی حاکم، معبود، مشکل کشا نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے رسُول ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فنضح بھا فرجہ (رواہ احمد۔ بلوغ ۲/۵۲ وسندہ حسن التعلیقات ۱/۱۱۸۔ لکن الحدیث صحیح لشواھدہ۔ التعلیقات ۱/۱۱۶۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۱/۷۷)

[1] صحیح مسلم عن عمرؓ۔

نوٹ : اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ

...... پڑھنے کی حدیث ضعیف ہے [1]

اگر چاہے تو وضوء کے بعد تولیہ سے مُنہ پونچھ لے۔ [2]

وہ اُمور جن کے وقوع کے بعد دوبارہ وضوء کرنا چاہیئے

① پیشاب کرنا ② پاخانہ کرنا ③ ریاح خارج ہونا۔ [3]

---

[1] مرعاة المفاتیح جلد اول ص ۳۷۳

[2] کانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرقة ینشف بھا بعد الوضوء (رواہ الترمذی و صححہ احمد شاکر فی تعلیقاتہ)

[3] قال اللہ تبارک وتعالیٰ : اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِنَ الْغَآئِطِ (المائدة ۶) قال صفوان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا اذا کنا سفرا ان لا ننزع خفافنا ثلاثة ایام ولیالیھن الا من جنابة ولکن من غائط وبول ونوم (رواہ الترمذی وصححہ) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینصرف حتی یسمع صوتًا او یجد ریحًا (صحیح بخاری باب من لم یر الوضوء الا من المخرجین ۱/۵۵)

(۴) سونا[1] (اونگھنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا)[2]،

(۵) شرمگاہ کو ہاتھ لگانا[3]،

(۶) اونٹ کا گوشت کھانا[4]،

(۷) مذی کا خارج ہونا[5]

---

[1] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نام فلیتوضأ (ابوداؤد عن علیؓ۔ سندہ صحیح التعلیقات 1/103)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نعس احدکم فی الصلوٰۃ فلینم حتی یعلم ما یقرأ (صحیح بخاری کتاب الوضوء 1/34) قال رجل لی حاجۃ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یناجیہ حتی نام القوم او بعض القوم ثم صلوا (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب الدلیل علی ان نوم الجالس لاینقض الوضوء 1/161)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مس فرجہ فلیتوضأ (رواہ الطبرانی عن طلق بن علیؓ واسنادہ صحیح ذیل الاوطار 1/174) وروی نحوہ ابوداؤد والترمذی عن بسرۃؓ وصححہ الترمذی وروی الترمذی واحمد عن عبداللہ بن عمروؓ، صححہ البخاری (نیل الاوطار 1/175)

[4] ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتوضأ من لحوم الابل قال نعم (صحیح مسلم)

[5] قال علیؓ کنت رجلا مذاء ..... فسألہ (ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فقال فیہ الوضوء (صحیح بخاری)

⑧ شلوار یا پاجامہ لٹکانا[1]

وضوء کے متفرق مسائل ایک وضوء سے کئی صلاتیں پڑھی جا سکتی ہیں[2] اگر ناخن برابر بھی کہیں سے خشک رہ جائے تو دوبارہ وضوء کرے[3] پانی کے استعمال میں فضول خرچی نہ کرے[4] وضوء کے لئے ایک مد یعنی تقریباً ۷۰۸ گرام پانی کافی ہے[5] کوئی مرد کسی عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضوء نہ کرے[6] اگر صلوٰۃ میں وضوء ٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر جائے، وضوء کرے اور صلوٰۃ دوہرائے[7] اگر کوئی ایسی

---

[1] بینا رجل یصلی مسبلاً ازارہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذھب فتوضأ (ابوداؤد۔ سندہ صحیح۔ مرعاۃ $\frac{2}{209}$)۔ [2] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصلوات یوم الفتح بوضوء واحد (صحیح مسلم)
[3] ان رجلا توضأ فترک موضع ظفر علی قدمہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارجع فأحسن وضوءک (صحیح مسلم)
[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ سیکون فی ھذہ الامۃ قوم یعتدون فی الطھور والدعاء (رواہ احمد وابوداؤد وسندہ صحیح۔ التعلیقات $\frac{1}{131}$)۔ [5] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ..... یتوضأ بالمد (صحیح بخاری)۔ [6] نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتوضأ الرجل بفضل طھور المرأۃ (ابوداؤد والترمذی وسندہ صحیح۔ التعلیقات $\frac{1}{146}$)۔ [7] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فسا احدکم فی الصلوٰۃ فلینصرف فلیتوضأ ولیعد الصلوٰۃ (ابوداؤد، سندہ حسن۔ مرعاۃ $\frac{2}{22}$) اذا احدث احدکم فی صلوٰتہ فلیأخذ بانفہ ثم لینصرف (ابوداؤد، سندہ صحیح۔ مرعاۃ $\frac{2}{23}$)

چیز کھائے یا پیئے جس میں چکنائی ہو تو کلی کر لے [۱] اگر صلوٰۃ میں وہم ہو کہ ریاح آ گیا تو صلوٰۃ ادا کرتا رہے جب تک آواز یا بُو نہ آئے [۲]

ایک شخص دوسرے شخص کو وضوء کرا سکتا ہے [۳]

وضوء کے بعد ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے [۴]

---

[۱] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرب لبنًا فمضمض وقال ان لہ دسمًا (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

[۲] شکا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل الذی یخیل الیہ انہ یجد الشئ فی الصلوٰۃ فقال لا ینفتل او لا ینصرف حتی یسمع صوتًا او یجد ریحًا (صحیح بخاری کتاب الوضوء)

[۳] ان مغیرۃ جعل یصب الماء علیہ وھو یتوضأ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الرجل یوضئ صاحبہ $\frac{1}{56}$)

[۴] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم للصلوٰۃ فلا یشبک بین اصابعہ (رواہ الطبرانی فی الاوسط۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی $\frac{1}{139}$)

غسل کرنے کا طریقہ

جب غسل کرے تو پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئے[۱]

پھر بائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہوں اور نجاست کو دھوئے[۲]

پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر دو تین مرتبہ خوب رگڑے اور پھر اُسے دھو ڈالے[۳]

پھر اُسی طرح وضوء کرے جس طرح صلوٰۃ کے لئے وضوء کیا جاتا ہے[۴] یعنی تین مرتبہ کُلی کرے، تین مرتبہ ناک میں

---

[۱] فبدأ فغسل کفیہ ثلاثًا (صحیح مسلم عن عائشۃ الصدیقۃ رض)

[۲] ثم افرغ علی شمالہ فغسل مذاکیرہ وفی روایۃ غسل فرجہ وما اصابہ من الاذی (صحیح بخاری عن میمونۃ رض)

[۳] ثم ضرب یدہٗ بالارض او الحائط مرتین او ثلاثًا وفی روایۃ فضرب بیدہ الارض فمسحہا ثم غسلہا (صحیح بخاری عن میمونۃ رض) ثم ضرب بشمالہ الارض فدلکہا دلکًا شدیدًا (صحیح مسلم عن میمونۃ رض)

[۴] ثم تمضمض واستنشق وغسل وجہہٗ وذراعیہ وفی روایۃ توضأ وضوءہ للصلوٰۃ غیر رجلیہ (صحیح بخاری عن میمونۃ رض) ثم یتوضأ کما یتوضأ للصلوٰۃ (صحیح بخاری عن عائشۃ رض)

پانی ڈالے، تین دفعہ چہرہ دھوئے اور تین دفعہ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے۔[۱]

پھر اُنگلیاں پانی سے تر کرے اور سر کے بالوں کی جڑوں میں اُنگلیوں سے خلال کرے، یہاں تک کہ سر کی جِلد تر ہوجانے کا یقین ہوجائے، پھر سر پر تین مرتبہ پانی بہائے۔[۲]

پھر باقی تمام بدن پر پانی بہائے۔ پہلے سیدھی طرف پھر اُلٹی طرف۔[۳] پھر غسل کی جگہ سے ہٹ کر دونوں پیر دھوئے۔[۴]

غسل کِن کِن حالات میں کرنا چاہیئے

جب مرد و عورت کی شرمگاہیں مِل جائیں تو غسل فرض

---

[۱] ثم تیمضمض ثلاثاً ویستنشق ثلاثاً ویغسل وجہہ ثلاثاً ویدیہ ثلاثاً۔ رواہ النسائی عن عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ عنہا واسنادہ صحیح (فتح الباری جزء ۱ صفحہ ۳۷۵)

[۲] ثم یدخل اصابعہ فی الماء فیخلل بہا اصول شعرہ وفی روایۃ حتی اذا ظن انہ قد اروی بشرتہ افاض علیہ الماء ثلاث مرات (صحیح بخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا)

[۳] ثم غسل سائر جسدہ (صحیح بخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا) ثم یفیض علی سائر جسدہ (صحیح بخاری عن جابر رضی اللہ عنہ) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ التیمن فی تنعلہ وترجلہ وطہورہ (صحیح بخاری عن عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ عنہا)

[۴] ثم تحول من مکانہ فغسل قدمیہ (صحیح بخاری عن میمونۃ)

ہوجاتا ہے[۱] احتلام ہو تو بھی غسل فرض ہوجاتا ہے[۲]۔ جمعہ کے دن غسل کرنا ضروری ہے[۳]۔ جو شخص میّت کو نہلائے اُسے غسل کرنا چاہیئے[۴]۔ اِحرام باندھتے وقت غسل کرنا چاہیئے[۵]۔ اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کرنا چاہیئے[۶]۔ عورت کو اذیت ماہانہ اور نفاس کے بعد غسل کرنا فرض ہے[۷]۔

غسل کے متفرق مسائل

حالتِ جنابت میں رُکے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے[۸]۔

پانی میں فضول خرچی نہ کرے[۹]

---

[۱] اذا... مس الختان الختان فقد وجب الغسل (صحیح مسلم عن عائشۃ الصدیقۃ رض) [۲] هل على المرأة من غسل اذا هي احتلمت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم نعم اذا رأت الماء (صحیح بخاری)
[۳] غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی سعید رض) حق لله على كل مسلم ان يغتسل في كل سبعة ايام يغسل رأسه وجسده (صحیح مسلم وروى البخاري نحوه)۔ [۴] من غسل ميتا فليغتسل {رواه الترمذی عن ابی ہریرۃ، صححه ابن حبان وابن حزم۔ نیل ۱/۲۰۷ وصححه الالبانی فی التعلیقات وروى الحاكم نحوه عن عائشة ۱/۱۶۳ صححه الحاكم والذهبي} ورواه احمد عن مغيرة وروى ابو سعيد عن الضياء: الغسل من الغسل والوضوء من الحمل (سندهما صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر ۲/۱۰۹۳ و ۲/۶۹۹) [۵] قال ابن عمر من السنة ان يغتسل الرجل اذا اراد ان يحرم (رواه الحاكم وسنده صحیح۔ المستدرک ۱/۴۴۷)
[۶] عن قيس انه اسلم فامره النبي صلی الله علیه وسلم ان يغتسل (صحیح ابن خزیمۃ ۱/۱۲۶۔ سنده صحیح)۔
[۷] سألت عن غسلها في المحيض فامرها كيف تغتسل (صحیح بخاری) [۸] لا يغتسل احدكم في الماء الدائم وهو جنب (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض) [۹] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انه سيكون في هذه الامة قوم يعتدون في الطهور والدعاء (رواه احمد وابو داؤد وابن ماجه وسنده صحیح۔ التعلیقات ۱/۱۳۱)

غسل کے لئے تقریباً سوا صاع یعنی چار کلو گرام پانی کافی ہے۔[1] برہنہ ہو کر پانی میں داخل نہ ہو۔[2] نہاتے وقت پردہ کرلے۔[3] اسلام قبول کرنے کے بعد پانی اور بیری (کے پتوں) سے نہائے۔[4] اگر عورت کے بال مضبوطی سے گندھے ہوئے ہوں تو انہیں کھولنے کی ضرورت نہیں۔[5]

---

[1] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغتسل بالصاع الی خمسۃ امداد (صحیح بخاری) [2] نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یدخل الماء الا بمئزر (ابن خزیمۃ ۱/۱۲۴ وصححہ الحاکم والذھبی۔ المستدرک ۱/۱۶۲) [3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اغتسل احدکم فلیستتر (رواہ ابوداؤد والنسائی واحمد وسندہ حسن۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۱۲۹)۔ [4] عن قیس انہ اسلم فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یغتسل بماء و سدر (ابن خزیمۃ واسنادہٗ صحیح (ابن خزیمۃ ۱/۱۲۶)۔ [5] قالت ام سلمۃ انی امرأۃ اشد ضفر رأسی فانقضہ لغسل الجنابۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا (صحیح مسلم)

کوئی مرد کسی عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کرے اور نہ کوئی عورت کسی مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے[1] مرد اپنی بیوی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کر سکتا ہے[2] غسل کرنے کے بعد دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں۔ غسل کا وضوء کافی ہے[3] اذیت ماہانہ کے غسل میں جب عورت شرمگاہ کو دھوئے تو اُسے چاہیئے کہ شرمگاہ کو پانی اور بیری کے پتّوں سے خوب دھوئے[4] اذیت ماہانہ کے غسل کے بعد عورت کو چاہیئے کہ جس جس مقام پر خون لگا تھا اس مقام پر تین مرتبہ خوشبو کا پھویا لگائے[5]

---

[1] نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تغتسل المرأۃ بفضل الرجل او یغتسل الرجل بفضل المرأۃ (ابوداؤد والنسائی۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۱۴۷)

[2] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یغتسل بفضل میمونۃ (صحیح مسلم ۱/۱۴۵)

[3] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتوضأ بعد الغسل (رواہ الترمذی وصححہ)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تأخذ احداکن ماءھا وسدرتھا فتطھر وتحسن الطھور (صحیح مسلم ۱/۱۴۷)

[5] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خذی فرصۃ ممسکۃ وتوضیٔ ثلاثا وفی روایۃ تتبعی بھا اثر الدم (صحیح بخاری عن عائشۃ الصدیقۃ)

اگر کسی عورت کو استحاضہ کی بیماری ہو تو اذیت ماہانہ کے مقررہ دن گذرنے کے بعد غسل کرے اور صلوٰۃ شروع کر دے[1]

اگر عورت میں قوّت ہو تو ظہر میں تاخیر کرے، عصر میں جلدی کرے اور غسل کر کے دونوں کو جمع کر کے پڑھے۔ اسی طرح مغرب میں تاخیر کرے، عشاء میں جلدی کرے اور غسل کر کے دونوں صلاتوں کو جمع کرے اور فجر کی صلوٰۃ کے لئے غسل کرے[2]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امکثی قدر ما کانت تحبسک حیضتک ثم اغتسلی وفی روایۃ فصلی (صحیح مسلم)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزینب تجلس ایام اقرائھا ثم تغتسل وتؤخر الظہر وتعجل العصر وتغتسل وتصلی وتؤخر المغرب وتعجل العشاء وتغتسل وتصلیھما جمیعًا وتغتسل للفجر (رواہ النسائی فی باب ذکر اغتسال المستحاضۃ $\frac{1}{25}$ وفی باب جمع المستحاضۃ بین الصلاتین $\frac{1}{24}$ ورواتھما ثقات اثبات وسندھما صحیح) وقال لحمنۃ ان قویت علی ان تؤخری الظہر وتعجل العصر فتغتسلین ثم تصلین الظہر والعصر جمیعًا ثم تؤخری المغرب وتعجلی العشاء ثم تغتسلین وتجمعین بین الصلاتین فافعلی (رواہ ابوداؤد ورواہ احمد والترمذی وصححاہ۔ نیل $\frac{1}{237}$)

اگر دن ورات میں تین دفعہ غسل کرنے کی طاقت نہ ہو تو ہر صلوٰۃ کے لئے نیا وضوء کرے[1]

حالت جنابت میں اگر کسی سے فوری ملاقات کرنی ہو اور نہانے میں دیر لگتی ہو تو وضوء کر کے ملاقات کرے[2]

نوٹ:۔ نہاتے وقت کلمۂ شہادت پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اغتسلی ثم توضئی لکل صلوٰۃ وصلی (رواہ ابوداؤد والترمذی وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۱۷۶)

[2] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل الی رجل من الانصار فجاء ورأسہ یقطر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلنا اعجلناک قال نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعجلت او قحطت فعلیک الوضوء (صحیح بخاری کتاب الوضوء ۱/۵۶)

تیمم کرنے کا طریقہ

جب تیمم کرے تو دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ پاک مٹی پر مارے، پھر دونوں ہاتھوں پر پھونک مارے[1]

پھر دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک مسح کرے۔ الٹے ہاتھ سے سیدھے ہاتھ پر مسح کرے اور سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ پر مسح کرے

پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ پر مسح کرے۔

---

[1] فضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکفیہ الارض ونفخ فیہما (صحیح بخاری عن عمارؓ) ضرب بیدیہ الارض ضربۃ واحدۃ (صحیح مسلم عن عمارؓ) قال اللہ تعالیٰ فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا (المآئدۃ - ٦)

[2] ثم مسح بہما: ظہر کفہ بشمالہ او ظہر شمالہ بکفہ ثم مسح بہما وجہہ وفی روایۃ مسح بہما وجہہ وکفیہ (صحیح بخاری عن عمارؓ) ثم ضرب بشمالہ علیٰ یمینہ ویمینہ علی شمالہ علی الکفین ثم مسح وجہہ (رواہ ابوداؤد عن عمارؓ۔ سکت عنہ الحافظ۔ فتح الباری جزء ۱ ص ۲۴۷) ثم تمسح بیمینک علیٰ شمالک وشمالک علی یمینک ثم تمسح علیٰ وجہک (رواہ الاسمٰعیلی وسکت عنہ الحافظ۔ فتح الباری ۱/۳۴۴)

تیمّم کے متفرّق مسائل

پانی نہ ہو تو تیمّم کر کے صلوٰۃ پڑھنی چاہیئے۔ تیمّم صرف وضوء ہی کا قائم مقام نہیں ہے بلکہ غسل کا بھی قائم مقام ہے۔ اگر پانی نہ ہو اور غسل کرنا ضروری ہو تو تیمّم کر کے صلوٰۃ پڑھے[1]

اگر غسل کرنا فرض ہو اور بدن پر کسی جگہ زخم ہو تو تیمّم کرے، پھر زخم پر پٹی باندھے اور اُس پٹی پر مسح کرے اور باقی بدن کو دھوئے۔[2]

---

[1] قال رجل اصابتنی جنابة ولا ماء قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیک بالصعید فانہ یکفیک (صحیحین عن عمرانؓ)

[2] انما کان یکفیہ ان یتیمم ویعصر او یعصب علی جرحہ خرقة ثم یمسح علیہ ویغسل سائر جسدہ {رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ عن جابرؓ وصححہ ابن السکن لہ طرق (نیل الاوطار جزء ۱ ص ۲۲۴)}

اگر احتلام ہو جائے اور سخت سردی کی وجہ سے نہانے میں خطرہ ہو تو چڈھے[۱] دھوئے، پھر (بجائے غسل کے) تیمّم کرے اور وضوء کرکے صلوٰۃ پڑھے یا پڑھلائے[۲]

بیمار آدمی بھی تیمم کرکے صلوٰۃ ادا کرے[۳]

(نوٹ: تیمّم غسل کے بجائے ہو یا وضوء کے بجائے طریقہ ایک ہی ہے)۔

---

۱ ران کی جڑیں۔

۲ قال عمرو بن العاص احتلمت فی لیلۃ باردۃ ..... فاشفقت ان اغتسل فاھلك فتیممت ثم صلیت ... . قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمرو صلیت باصحابك وانت جنب فاخبرتہ بالذی منعنی من الاغتسال وقلت انی سمعت اللہ یقول ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما فضحك ولم یقل شیئاً وفی روایۃ فغسل مغابنہ وتوضأ.... ثم صلی (رواہ ابوداود ۵/۱ واسنادہ قوی۔ فتح الباری ۴۲۷/۱

۳ قال اللہ تبارك وتعالیٰ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى ... فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا (النساء ۴۴)

عمامہ اور موزوں پر مسح کرنا

اگر سر پر عمامہ ہو یا کوئی اور کپڑا ہو تو وضوء کرتے وقت عمامہ پر یا اُس کپڑے پر مسح کر سکتے ہیں۔ سر کھول کر مسح کرنا ضروری نہیں[۱]

اگر موزے ایسی حالت میں پہنے کہ پَیر پاک ہوں تو وضوء کرتے وقت موزوں پر مسح کر سکتا ہے، پیر دھونے کی ضرورت نہیں[۲]

---

[۱] یمسح علی عمامتہ (صحیح بخاری عن عمرو بن اُمیۃ رض) مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الخفین و الخمار (صحیح مسلم عن بلال رض)

[۲] انی ادخلتہما طاہرتین۔ فمسح علیہما (صحیح بخاری عن مغیرۃ رض)

مسافر تین دن، تین رات اور مقیم ایک دن ایک رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے[1] جوتیوں اور سوتی جرابوں پر بھی مسح کیا جا سکتا ہے[2]

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ سیدھے ہاتھ کو سیدھے پیر کے موزے پر اور الٹے ہاتھ کو الٹے پیر کے موزے پر رکھ کر دونوں موزوں کے اوپر کی طرف ایک مرتبہ مسح کرے[3]

---

[1] جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ ایام ولیالیھن للمسافر ویوما ولیلۃ للمقیم (صحیح مسلم عن علیؓ)

[2] توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین (رواہ ابوداؤد والترمذی وسندہ صحیح۔ المسح علی الجوربین مؤلفہ محمد جمال الدین ص۳۱ و ص۳۴) توضأ ومسح علی نعلیہ (رواہ ابوداؤد واحمد وصححہ الالبانی فی تعلیقات علی "المسح علی الجوربین") وفی روایۃ عن ابن عمر نعلاہ فی رجلیہ ویمسح علیہما (مسند البزار۔ سندہ صحیح۔ المسح علی الجوربین ص۴۲)

[3] وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ الیمنی علی خفہ الایمن ویدہ الیسریٰ علی خفہ الایسر ثم مسح اعلاھما مسحۃ واحدۃ (بیہقی ۱/۲۹۲ وسندہ حسن)

اَوْقَاتُ الصَّلَوٰتُ

① **فجر کا وقت**:- صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور سورج کے طلوع ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے[۱]

② **ظہر کا وقت**:- زوالِ آفتاب[۳] کے بعد شروع ہوتا ہے اور اُس وقت تک رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہ آجائے، یعنی ظہر کا وقت اُس وقت تک رہتا ہے جب تک کسی انسان کا سایہ اُس کے قد کے برابر نہ ہو جائے[۲]۔ سایہ کی پیمائش کرتے وقت وہ سایہ نکال دیا جائے جو زوال کے

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت صلوٰۃ الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع الشمس (صحیح مسلم عن عبداللہ بن عمرو بن) [۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت الظہر مالم یحضر العصر (صحیح مسلم) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت الظہر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ (صحیح مسلم عن عبداللہ بن عمرو)

[۳] صبح سے دوپہر تک سایہ گھٹتا رہتا ہے۔ ٹھیک دوپہر کے وقت سایہ گھٹنا بند ہو جاتا ہے، کچھ دیر بعد سایہ پھر بڑھنے لگتا ہے، یہی زوال کا وقت ہوتا ہے، اسی وقت سے

وقت ہوتا ہے۔[1]

جب سخت گرمی ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کرے یعنی گرمی کی شدّت کم ہونے پر صلوٰۃ ظہر ادا کرے۔[2]

(۳) **عصر کا وقت**:۔ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی جب کسی انسان کا سایہ اُس کے قد کے برابر ہو جائے تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اُس وقت تک رہتا ہے جب تک سُورج زرد نہ ہو جائے۔[3]

---

[1] صلّی الظہر حین زالت الشمس و کان الفیٔ قدر الشراک ثم صلی العصر حین کان الفیٔ قدر الشراک وظل الرّجل (رواہ النسائی عن جابرؓ ۱/۶۲ وسندہ حسن)

[2] اذا اشتد الحرّ فابردوا بالصلوٰۃ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ وابن عمرؓ)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت الظہر ما لم یحضر العصر، وقت العصر ما لم تصفر الشمس (صحیح مسلم عن عبداللہ بن عمروؓ)

④ مغرب کا وقت:- مغرب کا وقت غروبِ آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے [۱] اور شفق غائب ہونے تک باقی رہتا ہے [۲]

⑤ عشاء کا وقت:- شفق غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے [۳] اور آدھی رات تک باقی رہتا ہے [۴]

متفرق مسائل

اگر امام دیر کر کے صلوٰۃ پڑھائے تو اصلی وقت پر تنہا صلوٰۃ پڑھ لے۔ پھر اگر اُسے جماعت مل جائے تو جماعت

---

[۱] اقام المغرب حین غابت الشمس (صحیح مسلم عن بریدۃ رضؓ)

[۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت صلوٰۃ المغرب مالم یغب الشفق (صحیح مسلم عن عبداللہ بن عمرو رضؓ)

[۳] اقام العشاء حین غاب الشفق (صحیح مسلم عن بریدۃ رضؓ)

[۴] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت العشاء الی نصف اللیل (صحیح مسلم عن عبداللہ بن عمرو رضؓ)

کے ساتھ بھی پڑھ لے۔ یہ نہ کہے کہ میں نے پڑھ لی ہے لہٰذا میں نہیں پڑھتا۔ یہ صلٰوۃ اُس کے لئے نفل ہو جائے گی[1]

اگر صلٰوۃ الفجر کی ایک رکعت طلوعِ آفتاب سے پہلے مِل جائے تو وہ صلٰوۃ پُوری کرلے۔ اسی طرح اگر صلٰوۃ العصر کی ایک رکعت غروبِ آفتاب سے پہلے مل جائے تو وہ صلٰوۃ پوری کرلے۔ ان صورتوں میں یہ سمجھا جائے گا کہ اُس نے وہ صلاتیں اپنے وقت پر پالیں[2] یہ رعایت اُس شخص کے لئے نہیں جو قصداً تاخیر کرے، بلکہ قصداً تاخیر کرنیوالے کی صلٰوۃ تو منافق کی صلٰوۃ سمجھی جائے گی[3]

---

[1] صلّ الصلٰوۃ لوقتہا فان ادرکتہا معھم فصل فانہا لک نافلۃ (صحیح مسلم عن ابی ذرؓ) وفی روایۃ ولا تقل انی قد صلّیت فلا اُصلّی (صحیح مسلم عن ابی ذرؓ)

[2] من ادرک رکعۃ من الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح ومن ادرک رکعۃ من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرک العصر (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرہؓ) وفی روایۃ للبخاری "فلیتم صلٰوتہ"۔

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک صلٰوۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین قرنی الشیطان قام (صحیح مسلم عن انسؓ)

جو شخص بھول جائے یا صلوٰۃ کے وقت سو تا رہ جائے تو یاد آتے ہی یا جاگتے ہی فوراً صلوٰۃ ادا کرلے[۱]

اگر کئی صلاتیں فوت ہو جائیں تو اُنہیں ترتیب سے ادا کرے[۲]

اگر فجر کی صلوٰۃ قضاء ہو جائے تو اس کو اُس وقت ادا نہ کرے جس وقت سورج طلوع ہو رہا ہو بلکہ سورج کے بلند، صاف اور چمکدار ہونے کے بعد ادا کرے۔ مزید برآں جس جگہ صلوٰۃ قضاء ہوئی ہو اس جگہ اس صلوٰۃ کو ادا نہ کرے اس لئے کہ اس جگہ شیطان آگیا تھا بلکہ دوسری جگہ ادا کرے۔ اگر عصر کی صلوٰۃ قضاء ہو جائے تو اُسے اُس وقت ادا نہ کرے جس وقت سورج غروب ہو رہا ہو بلکہ جب سورج پوری طرح غروب ہو جائے تو ادا کرے[۳]

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رقد احدکم عن الصلوٰۃ او غفل عنہا فلیصل اذا ذکرھا (صحیح مسلم عن انس رض) وفی روایۃ للبخاری من نسی صلاۃً فلیصل اذا ذکرلا کفارۃ لہا الا ذٰلک۔

[۲] فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العصر بعد ما غربت الشمس ثم صلی بعدھا المغرب (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن جابر رض)

[۳] عرسنا مع نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم نستیقظ حتی طلعت الشمس فقال (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بچّوں کو کب صلوٰۃ کا حکم دیا جائے

بچّوں کی عمر جب سات ۷ سال کی ہوجائے تو انہیں صلوٰۃ پڑھنے کا حکم دے اور جب دس ۱۰ سال کی عمر ہوجائے تو انہیں صلوٰۃ ترک کرنے پر مارے اور صلوٰۃ پڑھوائے [1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیأخذ کل رجل برأس راحلتہ فان ہٰذا منزل حضرنا فیہ الشیطان وفی روایۃ فسرنا حتی اذا ارتفعت الشمس نزل وفی روایۃ حتی اذا ابیضت الشمس نزل فصلی بنا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ جزء اول ص۲۷۴ و ص۲۷۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا طلع حاجب الشمس فاخروا الصلوٰۃ حتیٰ ترتفع واذا غاب حاجب الشمس فاخروا الصلوٰۃ حتیٰ تغیب (صحیح بخاری کتاب المواقیت باب الصلوٰۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس ۲؍۱۲)

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروا اولادکم بالصلوٰۃ وہم ابناء سبع سنین واضربوہم علیہا وہم ابناء عشر {رواہ ابوداؤد عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ۔ حدہ صحیح (مرعاۃ جلد اول ص۲۷۵)}

اذان اور اقامت کے مسائل

مؤذن کو چاہیئے کہ کسی بلند مقام پر چڑھ کر اذان دے[1] جب مؤذن اذان دے تو اپنی انگلیاں کانوں کے اندر کرے[2] حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کہتے وقت داہنے بائیں منہ موڑے[3] جب مؤذّن اذان دے تو سننے والے کو چاہیئے کہ وہی الفاظ دہرائے جو مؤذن کہہ رہا ہے[4]۔

جب مؤذّن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ یا حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھے[5]

اذان اور اقامت متصل نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ہر اذان اور

---

[1] عن امرأة قالت کان بلال یجلس علی بیتی وھو اعلی بیت فی المدینۃ فاذا رأی الفجر تمطأ ثم اذن (ابوداؤد ۱/۸۴، سندہ حسن۔ فتح ۲/۲۴۳) کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذنان .... ینزل ھذا ویرقی ھذا (صحیح مسلم کتاب الصوم)

[2] عن ابی جحیفۃ قال رأیت بلالاً یؤذن .... واصبعاہ فی اذنیہ (رواہ الترمذی وصححہ)

[3] عن ابی جحیفۃ قال اذن بلال فجعلت أتتبع فاہ ھھنا وھھنا یقول یمینا وشمالا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح (صحیح مسلم باب سترۃ المصلی)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول (صحیح مسلم)

[5] قال (المؤذن) حی علی الصلوٰۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحول .... (صحیح مسلم)

اقامت کے درمیان اتنا وقفہ ہونا چاہیئے کہ کم از کم ۲ دو رکعتیں پڑھی جا سکیں[1]

اذان کی آواز سُن کر یہ کلمات پڑھے :۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی حاکم و معبود نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں اور (میں گواہی دیتا ہوں کہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے اور اُس کے رسُول ہیں.

میں اللہ کے رب ہونے سے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسُول

---

[1] قال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "بین کل اذانین صلوٰۃ" (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ)

ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے راضی ہوں}

(ان کلمات کے پڑھنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں) ؎۱

جب اذان ختم ہو جائے تو درود شریف پڑھے ؎۲ پھر یہ دُعاء پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدًا اِلْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِلَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ

{اے اللہ، اے اس اذانِ کامل اور صلوٰۃِ قائمہ کے رب، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطاء فرما اور اُن

؎۱ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قال حین یسمع المؤذن اشہد ....غفرلہ ذنبہ (صحیح مسلم عن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

؎۲ ثم صلّوا علیّ (صحیح مسلم عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کو مقامِ محمود پر جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے

مبعوث فرما}

(جو شخص یہ دُعاء پڑھے اُس کے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حلال ہو جاتی ہے) [۱]

مؤذّن کو اذان دینے کی کوئی اُجرت نہ دے، نہ مؤذّن کو اُجرت لینی چاہیئے [۲] مؤذن ہی اقامت کہے [۴]

مؤذّن ایسے آدمی کو مقرّر کیا جائے جس کی آواز بلند ہو [۳]

نوٹ:۔ اقامت کا جواب دینا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ نہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کا جواب اَقَامَھَا

---

[۱] ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ .... فمن سأل لی الوسیلۃ حلّت علیہ الشفاعۃ (صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمرؓ) قال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حین یسمع النداء اللّٰھم رب .... حلّت لہ شفاعتی یوم القیامۃ (صحیح بخاری عن جابرؓ)

[۲] قال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " واتخذ مؤذنا لا یأخذ علی اذانہ اجرا (رواہ احمد و ابوداؤد والنسائی عن عثمان بن ابی العاصؓ وصححہ الذہبی۔ مرعاۃ جلد ۱ صفحہ ۴۴۲)

[۳] قال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعبد اللہ بن زیدؓ قم مع بلالؓ فالق علیہ ما رأیت فانہ اندی صوتا منک (رواہ احمد و ابوداؤد وصححہ ابن خزیمۃ۔ نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۳۱ وصححہ الترمذی)

[۴] امر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامۃ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اللہُ وَ اَدَامَھَا صحیح حدیث سے ثابت ہے (سند میں ایک
راوی مجہول ہے)[١] اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ
وَبَرِرْتَ کہنا بالکل بے ثبوت ہے[٢] مسجد کے علاوہ پہاڑوں
اور جنگلوں میں بھی اذان دے[٣] سفر میں بھی اذان اور اقامت
کہی جائے[٤] اگر صلوٰۃ کا وقت نکل جائے تو جب ادا کرے اذان بھی
کہے اور اقامت بھی[٥] اذان اور اقامت کے درمیان دعاء قبول ہوتی ہے[٦]

مغرب کی اذان کے وقت یہ دُعاء بھی پڑھے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِكَ وَاِدْبَارُ
نَھَارِكَ وَ اَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِیْ[٧]

---

[١] مرعاۃ المفاتیح ۱/۴۴ ۔ [٢] مرعاۃ المفاتیح ۱/۴۳۳ [٣] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعجب ربك من راعی غنم فی رأس شظیۃ للجبل یؤذن بالصلوٰۃ ویصلی (ابوداؤد ونسائی، اسنادہ صحیح ۔ التعلیقات ۱/۲۱۰) [٤] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافرتما فاذنا واقیما ولیؤمکما اکبرکما (صحیح بخاری) [٥] فاستیقظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد طلع حاجب الشمس فقال یا بلال .... ثم فاذن (صحیح بخاری) اذن بلال (صحیح مسلم) امر بلالا فاقام الصلوٰۃ (صحیح مسلم) [٦] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامۃ (رواہ احمد وابوداود والترمذی وسندہ صحیح. التعلیقات ۱/۲۱۲) [٧] عن ام سلمۃ قالت علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقول عند اذان المغرب اللّٰھم ...... الخ (رواہ ابوداؤد وسندہ حسن ۔ مرعاۃ ۱/۴۴ وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

{اے اللہ، یہ تیری رات کی آمد، تیرے دن کی واپسی اور تیرے موذنوں کے اذان دینے کا وقت ہے، میری مغفرت فرما}

صبح صادق سے کچھ دیر پہلے بھی ایک اذان ہونی چاہیئے تاکہ سونے والا متنبہ ہو جائے اور تہجد پڑھنے والا رجوع کرے (یعنی صلوٰۃ الفجر کی طرف رجوع کرے، تہجد ختم کر دے) [1]

اقامت ہونیکے بعد پھر اُس فرض صلوٰۃ کے سوا کوئی اور صلوٰۃ نہ پڑھے [2]۔

جب دو صلاتیں اکھٹی ہو جائیں تو اذان ایک مرتبہ دی جائے، لیکن ہر صلوٰۃ کے لئے اقامت علیحدہ کہی جائے [3]

اذان کے کلمات یہ ہیں :۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

---

[1] لایمنعن احدکم اذانُ بلالٍ من سحورہ فانہ یؤذن بلیل لیرجع قائمکم ولینبہ نائمکم (صحیح بخاری عن ابن مسعود رض)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلاۃ الا المکتوبۃ (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)

[3] صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلاتین بعرفۃ باذان واحد واقامتین (صحیح مسلم عن جابر رض)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ،

اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ،

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ،

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ،

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ،

اقامت کے الفاظ یہ ہیں :۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ،

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ،

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ،

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ،

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،

اذان کے دوسرے مسنون کلمات:۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،

پھر آہستہ آواز سے کہے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ،

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ،

ل رواہ احمد وابوداؤد وسندہ صحیح (نیل الاوطار ج ۲ ص۳۱) اُمر بلالؓ ان یشفع الاذان ویوتر الاقامۃ الا الاقامۃ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن انسؓ)

پھر بلند آواز سے کہے :-

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ،
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ،
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ،
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ،
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ،
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ،
اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

اس اذان کے ساتھ اقامت کے کلمات یہ ہیں :-

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،
اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ،
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ،

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ،
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ،
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ،
حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ،
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ،
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ،
اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ،
لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔[1]

فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ یہ بھی کہے:۔

اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ[2]

---

[1] رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح۔

[2] قال اذا کنت فی اذان الصبح فقلت حی علی الفلاح فقل الصلوٰۃ خیرٌ من النوم (رواہ ابوداؤد والنسائی وصححہ ابن خزیمۃ۔ نیل ۲/۳۲)

اگر سخت سردی یا بارش ہو (خصوصاً سفر میں) تو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے بعد کہے : وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ

{یعنی جو گھر میں رہے (مسجد نہ آئے) تو کوئی حرج نہیں} [1]

یا

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کے بجائے یہ کہے : اَلصَّلٰوۃُ فِی الرِّحَالِ

{یعنی صلوٰۃ (اپنی) منزلوں میں (ادا کرلی جائے)} یا یہ کہے "صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ" (اپنے گھروں میں صلوٰۃ ادا کرو) [2]

یا

اذان کے بعد یہ جملہ کہے : اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ {یعنی خبردار، (اپنی) منزلوں میں صلوٰۃ ادا کرلو} [3]

---

[1] عن نعیم قال اذن مؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم للصبح فی لیلۃ باردۃ فتمنیت لو قال: ومن قعد فلا حرج فلما قال الصلوٰۃ خیر من النوم قالها (مصنف عبد الرزاق بسند صحیح۔ فتح الباری جزء ۲ ص ۲۲۹)

[2] خطبنا ابن عباس فی یوم رزغ فلما بلغ المؤذن حی علی الصلوٰۃ فامرہ ان ینادی: الصلوٰۃ فی الرحال .... فقال فعل ہذا من ھو خیر منی (صحیح بخاری) وفی روایۃ فلا تقل حی علی الصلوٰۃ قل صلوا فی بیوتکم (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ)

[3] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمر مؤذناً یؤذن ثم یقول علی اثرہ "اَلَا صلوا فی الرحال" فی اللیلۃ الباردۃ او المطیرۃ فی السفر (صحیح بخاری)

جب اذان کہے تو اللہ اکبر، اللہ اکبر ملا کر کہے۔ علیحدہ علیحدہ نہ کہے۔ پھر دوسری مرتبہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر ملا کر کہے۔ اسی طرح آخر میں لآ الہ الا اللہ سے پہلے بھی اللہ اکبر اللہ اکبر ملا کر کہے [۱]

اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ کرے کہ وضو کرنے والا بآسانی اپنی حاجت سے فارغ ہوجائے اور کھانا کھانے والا بآسانی کھانے سے فارغ ہوجائے [۲]

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال المؤذن اللہ اکبر، اللہ اکبر فقال احدکم اللہ اکبر اللہ اکبر (صحیح مسلم ۱۶۴/۱)

[۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعل بین اذانك واقامتك نفسا حتی یقضی المتوضی حاجتہ فی مھل ویفرغ الآکل من طعامہ فی مھل (رواہ عبداللہ بن احمد فی المسند عن ابی و ابوالشیخ فی (الاذان) عن سلمان وعن ابی ہریرۃ۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی جلد اول ص۹۳)

صَف بندی

جب اقامت ہوجائے توصَف بندی اُس وقت تک نہ کرے جب تک امام صلٰوۃ پڑھانے کے ارادہ سے آتا ہوا دکھائی نہ دے۔ جب امام دکھائی دے تو صَف بندی کرے۔ اقامت کہنے کے لئے امام کے مصلّےپر آنے کا انتظار نہ کرے[1]

جب اقامت ہوجائے توصف میں شامل ہونے کے لئے بھاگے نہیں، بلکہ وقار کے ساتھ چلتا ہوا

---

[1] قال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اذا اقیمت الصّلٰوۃ فلا تقوموا حتّٰی ترونی قد خرجت (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی قتادہؓ) عن ابی ہریرۃ انّ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خرج وقد اقیمت الصّلٰوۃ وعُدّلت الصفوف حتّٰی اذا قام فی مصلاہ انتظرنا ان یکبر (صحیح بخاری) اقیمت الصلٰوۃ والنبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یناجی رجلاً فی جانب المسجد فما قام الی الصلٰوۃ حتّٰی نام القوم (صحیح بخاری عن انسؓ) اقیمت الصلٰوۃ فاقبل علینا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بوجہہ فقال اقیموا صفوفکم وتراصّوا (صحیح بخاری عن انسؓ)

آئے۔[1]

امام کو چاہیئے کہ خود صفوں کو سیدھا کرے اور مبالغہ کے ساتھ سیدھا کرے[2]

تمام مقتدیوں کو چاہیئے کہ اتنا مل کر کھڑے ہوں کہ جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتی ہے[3] مقتدیوں کی گردنیں، سینے اور کندھے بالکل سیدھ میں رہیں[4] مقتدی ایک دوسرے سے اپنے کندھے، ٹخنے اور قدم چمٹا لیں[5]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تاتوھا تسعون واتوھا تمشون وعلیکم السکینۃ وفی روایۃ البخاری والوقار (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)

[2] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسوی صفوفنا حتی کانما یسوی بھا القداح (صحیح مسلم عن النعمانؓ)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقیموا صفوفکم وتراصوا (صحیح بخاری باب اقبال الامام علی الناس عند تسویۃ الصفوف عن انسؓ)

[4] قال حاذوا بالاعناق (ابوداؤد، سندہ صحیح۔ مرعاۃ $\frac{۳}{۸۹}$) حاذوا بین مناکبکم (احمد عن ابی امامۃ، رواتہ ثقات بلوغ $\frac{۵}{۳۲۰}$، سندہ صحیح ورُوی نحوہ ابوداؤد عن ابن عمر وسندہٗ صحیح۔ التعلیقات $\frac{۱}{۳۴۴}$) رایٰ رجلا بادیا صدرہٗ فقال عباد اللہ لتسون صفوفکم.... (صحیح مسلم)

[5] عن انسؓ کان احدنا یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ وقدمہ بقدمہ (صحیح بخاری) وفی روایۃ عن النعمانؓ "وکعبہ بکعبہ" (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح۔ فتح الباری جز ۲ ص ۳۵۲)

امام صفوں میں پھرے اور مقتدیوں کے کندھوں اور سینوں پر ہاتھ رکھے اور اُن سے کہے کہ سیدھے ہو جاؤ، آگے پیچھے نہ ہو[1] امام کے ساتھ کچھ اور بھی آدمی ہوں جو صفیں سیدھی کرائیں، مقتدیوں کو اپنے کندھے ان کے لئے نرم کر دینے چاہئیں[2]۔ عاقل اور بالغ لوگ امام کے قریب کھڑے ہوں پھر وہ جو اُن کے قریب ہوں، پھر وہ جو اُن کے قریب ہوں (اسی طرح آخر تک) یعنی نا بالغ بچوں کی صفیں آخر میں ہوں[3]۔

مَردوں کی صفیں آگے ہوں اور عورتوں کی صفیں پیچھے[4]

---

[1] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح مناکبنا فی الصلوٰۃ ویقول استووا ولا تختلفوا (صحیح مسلم عن ابی مسعودؓ) یتخلل الصفوف من ناحیۃ الی ناحیۃ یمسح ..... صدورنا (رواہ النسائی وسندہ صحیح)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ولینوا فی ایدی اخوانکم" (رواہ احمد عن ابی امامۃ رض ورجالہ ثقات ورواہ ابو داؤد عن ابن عمرؓ وسندہ صحیح مرعاۃ ج ۳/۹۲)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلنی منکم اولوا الاحلام والنہی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم (صحیح مسلم عن ابی مسعودؓ)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر صفوف الرجال اولہا وشرہا آخرہا وخیر

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

ستونوں کے درمیان صفیں نہ بنائی جائیں[1] پہلے اگلی صفیں پوری کی جائیں[2] جو کچھ کمی ہو وہ آخری صف میں ہو[3] صفیں قریب قریب رہیں، صفوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو[4] امام اور مقتدیوں کے درمیان اگر کوئی دیوار وغیرہ آجائے تو صلوٰۃ ہوجائے گی[5] صف کے پیچھے اکیلا صلوٰۃ نہ پڑھے، اگر غلطی سے پڑھ لے تو دوہرائے[6] عورت مردوں کی صف کے پیچھے اکیلی بھی کھڑی

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) صفوف النساء آخرھا وشرھا اولہا (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی)

[1] عن انس کنا ننہی عن الصلوٰۃ بین السواری ونطرد عنہا وقال لا تصلوا بین الاساطین واتموا الصفوف (رواہ الحاکم وابوداؤد وسندہ صحیح وروی الحاکم نحوہ عن قرۃ (۲۱۸/۱) وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ جلد اول جزء ۴ ص ۳۴) [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تصفون کما تصف الملٰئکۃ .... یتمون الصفوف الاولی (صحیح مسلم) [3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر (رواہ ابوداؤد عن انس وسکت عنہ ھو والمنذری۔ مرعاۃ جلد ۳ ص ۹۰ وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۳۴۲/۱) [4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "قاربوا بینھا" (رواہ ابوداؤد عن انس وسندہ صحیح مرعاۃ جلد ۳ ص ۸۹)

[5] صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجرتہ والناس یأتمون بہ من وراء الحجرۃ (رواہ ابوداؤد عن عائشۃ رضی وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۳ ص ۱۰۳)

[6] رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یصلی خلف الصف وحدہ فامرہ ان یعید الصلوٰۃ (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وحسنہ وصححہ احمد وابن خزیمۃ وغیرھما۔ مرعاۃ ج ۳ ص ۹۴) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لرجل فرد خلف الصف (رواہ احمد وابن ماجۃ وسندہ صحیح۔ بلوغ ج ۵ ص ۳۲۸)

ہوسکتی ہے[1]

اگر مقتدی ایک مرد ہو تو وہ امام کے برابر اس کی داہنی طرف کھڑا ہو[2]

اگر دو آدمیوں کی جماعت میں تیسرا آدمی شامل ہو تو امام کو چاہیئے کہ دونوں مقتدیوں کو پیچھے کر دے[3]

اگر شروع ہی سے دو مقتدی ہوں تو وہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں[4]

---

[1] عن انس صلیت انا ویتیم .... خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وام سلیم خلفنا (صحیح مسلم)

[2] نعدلنی .... الی الشق الایمن (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عباس) وفی روایۃ جعلنی حذاءہٗ (رواہ احمد۔ بلوغ ۲۹۱/۵ سندہ صحیح)

[3] قال جابر اقامنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یمینہ ثم جاء جبار فقام عن یسارہ فاخذ بیدینا فدفعنا حتی اقامنا خلفہ (صحیح مسلم باب حدیث جابر الطویل)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانوا ثلاثۃ فلیؤمھم احدھم (صحیح مسلم)

اگر مقتدیوں میں ایک مرد اور ایک عورت ہو تو مرد امام کے داہنی جانب کھڑا ہو اور عورت پیچھے۔[۱]

امام مقتدیوں کی بہ نسبت بلند مقام پر کھڑا نہ ہو۔[۲]

امام اس وقت تک صلوٰۃ شروع نہ کرے جب تک تمام صفیں سیدھی نہ ہو جائیں۔[۳]

صف کو ملائے، نہ توڑے نہیں۔[۴]

جہاں تک ہو سکے پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کوشش کرے کیونکہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کی بڑی فضیلت ہے۔[۵]

---

[۱] قال انس رضی اقامنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یمینہ واقام المرأۃ خلفنا (صحیح مسلم)
[۲] انہم کانوا ینہون عن ذلک (ابوداؤد عن ابی مسعود رضی وحذیفۃ رضی۔ سندہ صحیح مرعاۃ ۳/۹۹)
[۳] واذا استوینا کبر (ابوداؤد عن النعمان۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات ۲۴۲/۱)
[۴] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطعہ قطعہ اللہ (ابوداؤد سندہ صحیح۔ التعلیقات ۲۴۴/۱)
[۵] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو یعلمون ما فی الصف الاول لاستہموا (صحیح بخاری ۸۴/۱)

آدابُ المَساجدُ

جب مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے پھر یہ دعا[1] پڑھے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے اللہ میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب مسجد سے نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے پھر یہ دعا[1] پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ[1]

اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دُعاء پڑھ لے تو

باقی تمام دن شیطان سے محفوظ رہے گا:-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِهِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل احدکم المسجد فلیقل ..... (صحیح مسلم عن ابی اُسیدؓ)
اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی ولیقل .... واذا خرج فلیسلم علی النبی ولیقل....
(ابو داؤد وابن ماجہ عن ابی حمید۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی $\frac{1}{150}$)

الرَّجِیْم[1]

میں شیطان مردود سے اللہ عظمت والے کی پناہ طلب کرتا ہوں اور اُس کے عزّت والے چہرے اور اُس کی قدیم بادشاہت کی پناہ طلب کرتا ہوں ؛

جب مسجد میں داخل ہو تو اُس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو رکعت (تحیّۃ المسجد) نہ پڑھ لے[2]۔ اگر بھُولے سے بیٹھ جائے تو یاد آتے ہی کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھے[3]۔ جمعہ کے خطبہ کے دوران بھی ان دو رکعتوں کو پڑھے لیکن ہلکی پڑھے[4]۔ بدبودار چیز کھا کر مسجد نہ آئے[5]۔

---

۱ کان یقول اذا دخل المسجد : اعوذ .... (ابوداؤد، سندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۲۴۴)

۲ قال رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتّٰی یرکع رکعتین (صحیح مسلم عن ابی قتادۃؓ)

۳ دخل اعرابی..... فجلس.....فقال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أرکعت رکعتین قال لا فامرہ ..... فرکع رکعتین (رواہُ احمد عن ابی سعیدؓ وصححہ الترمذی۔ بلوغ جزء ۲ صہ۴۳) قعد سلیک قبل ان یصلی فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارکعت رکعتین فقال لا قال قم فارکعھما (صحیح مسلم)

۴ قال اذا جاء احدکم یوم الجمعۃ والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیھما (صحیح مسلم)

۵ من اکل من ھذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجدنا وفی روایۃ فلا یأتین المساجد (صحیح مسلم)

مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔ اگر مسجد کی زمین کچی ہو اور اتفاق سے تھوک دے تو اُسے مٹی میں دبا دے۔[1] اگر بحالتِ صلوٰۃ تھوکے تو سامنے نہ تھوکے، نہ دائیں طرف تھوکے بلکہ بائیں طرف تھوکے بشرطیکہ بائیں طرف کوئی نہ ہو یا بائیں پیر کے نیچے تھوکے اور اُسے مٹی میں دبا دے۔[2] ورنہ کپڑے میں تھوکے اور اُسے مَسَل دے۔[3] (پکے فرش اور جانمازوں کی صورت میں اسی پر عمل کرنا چاہیئے)۔

مسجدوں کو صاف، سُتھرا اور خوشبودار رکھا جائے۔[4]

مسجدوں کو نہ بہت بلند بنائیے، نہ اُن کو مزّین

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البزاق فی المسجد خطیئۃ وکفارتہا دفنہا (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام احدکم الی الصلوٰۃ فلا یبصق امامہ ...... ولا عن یمینہ ...... ولیبصق عن یسارہ او تحت قدمہ فیدفنہا وفی روایۃ تحت قدمہ الیسری (صحیح بخاری وصحیح مسلم) والبصق تلقاء شمالک ان کان فارغا (عبد الرزاق $\frac{1}{432}$ وسندہ صحیح وروی نحوہٗ ابوداؤد)

[3] ثم اخذ طرف ردائہ فبصق فیہ ثم رد بعضہ علی بعض فقال او یفعل ہکذا (صحیح بخاری عن انسؓ)

[4] امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببناء المسجد فی الدور وان ینظف ویطیب (رواہ ابوداؤد عن عائشۃؓ وسندہٗ صحیح۔ التعلیقات $\frac{1}{223}$) وامرنا ان تنظفہا (رواہ احمد وابوداؤد عن سمرۃؓ وسندہ صحیح۔ نیل ج ۲ ص ۱۲۸)

کرے[1] (یعنی مسجدیں سادگی کا نمونہ ہوں) مسجد میں مشاعرہ نہ کرے، نہ خرید و فروخت کرے اور نہ جمعہ کے دن صلوٰۃ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھے[2]

مسجد میں بلند آواز سے گم شدہ جانور کو تلاش نہ کرے اگر کوئی ایسا کرے تو سننے والا اُسے یہ جواب دے:-

لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ[3]

{ اللہ وہ جانور تجھے نہ لوٹائے۔}

اگر کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھے تو

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما امرت بتشييد المساجد {رواه ابو داؤد عن ابن عباسؓ وسنده صحيح۔ التعليقات ۱/۲۲۴) صحح ابن حبان (نيل ج۲ ص۱۲۵)} وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اشراط الساعة ان يتباهى الناس فى المساجد (رواه النسائى وابو داؤد وسنده صحيح۔ التعليقات ۱/۲۲۴) وصحح ابن خزيمة (نيل ج۲ ص۱۶۰)

[2] نهى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تناشد الاشعار فى المسجد وعن البيع والاشتراء فيه وان يتحلق الناس يوم الجمعة قبل الصلوٰة فى المسجد {رواه ابو داؤد والترمذى وصحح ابن خزيمة (مرعاة جلد ۲ ص۱۷) (حسنه الالبانى (التعليقات ۱/۲۲۸)}

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع رجلا ينشد ضالة فى المسجد فليقل لا ردها اللہ عليك (صحيح مسلم عن ابى هريرةؓ)

یہ کہے :-

لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ[1]

اللہ تجھے تجارت میں نفع نہ دے

مسجد میں اپنے لئے کوئی جگہ مخصوص نہ کرے[2]

جب اچھی طرح سے وضوء کر کے مسجد کے لئے روانہ ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے[3]

مسجد میں بھی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے[4]

---

[1] رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃؓ وحسنہ وصححہ الحاکم وصححہ الالبانی۔ (التعلیقات ۱/۲۲۸)

[2] نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یوطن الرجل المکان فی المسجد { رواہ ابوداؤد و النسائی عن عبدالرحمٰن بن شبل وسندہ حسن۔ التعلیقات ۱/۲۸۳ }

[3] اذا توضأ احدکم فاحسن وضوءہ ثم خرج عامدًا الی المسجد فلا یشبکن بین اصابعہ فانہ فی الصلوٰۃ { رواہ احمد وابوداؤد وسندہ حسنٌ ، مرعاۃ ۲/۱۵۱ ورواہ الحاکم وسندہ صحیح ۱/۲۰۶ }

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان احدکم فی المسجد فلا یشبکن { رواہ احمد بسند حسن عن غلام ابی سعید وبسند جید عن کعب بن عجرۃؓ۔ بلوغ الامانی جزء ۳ ص ۵۳ }

مسجد میں داخل ہو تو پہلے سیدھا پیر اندر رکھے اور جب نکلے تو پہلے الٹا پیر باہر نکالے [1]

مسجد کی دیوار پر تھوک دیکھے تو اُسے کھرچ کر اُس جگہ خوشبو لگا دے [2]

بحالتِ جنابت کوئی مرد یا عورت مسجد میں داخل نہ ہو جب تک نہا نہ لے۔ اور نہ کوئی عورت اذیّتِ ماہانہ کی حالت میں مسجد میں داخل ہو جب تک نہا نہ لے [3]

مسجد میں نہ قصاص لے اور نہ حد قائم کرے [4]

---

[1] من السنة اذا دخلت المسجد ان تبدأ برجلك اليمنى...... الخ {رواه الحاكم وسكت عليه الحافظ۔ فتح الباری جزء ۲ صفحہ ۶۹} وصححه الحاكم والذهبی (المستدرك جزء ۱ صفحہ ۲۱۸)

[2] رأى نخامة...... فحكها (صحیح بخاری وصحیح مسلم) دعا بخلوق فخضب (رواه احمد و سنده صحیح۔ بلوغ جزء ۳ صفحہ ۵۶)

[3] قال رسول الله صلے الله عليه وسلم انی لا احل المسجد لحائض ولا جنب {رواه ابوداؤد وصححه ابن خزيمة۔ مرعاة جلد اول صفحہ ۵۱۹}

[4] ان النبی صلی الله عليه وسلم نهى ان يستقاد بالمسجد وان تنشد الاشعار وان تقام فيه الحدود (احمد ۳/۴۳۴، ابوداؤد۔ سنده حسن۔ ارواء الغليل جزء ۷ صفحہ ۳۶۱ وله شواهد)

متفرق مسائل

مقبرہ اور حمام میں صلوٰۃ نہ پڑھے [۱] نہ قبر کی طرف منہ کر کے صلوٰۃ پڑھے [۲]

نجاست اور جانوروں کو ذبح کرنے کے مقامات، راستوں اور اُونٹوں کے باڑوں میں اور کعبہ کی چھت پر صلوٰۃ نہ پڑھے [۳]

فرض کے علاوہ دوسری صلاتوں کا ثواب بہ نسبت مسجد کے گھر میں زیادہ ملتا ہے [۴] اگر کہیں جگہ نہ ملے سوائے بکریوں اور اونٹوں کے باڑے کے تو بکریوں کے باڑے میں صلوٰۃ ادا کرے [۵]

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الارض کلہا مسجد الا المقبرۃ والحمام {رواہ ابوداؤد والترمذی وسندہ صحیح (مرعاۃ جلد اوّل ص۳۸۴)}

[۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصلوا الی القبور (صحیح مسلم عن ابی مرثد رض)

[۳] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبع مواطن لا تجوز فیہا الصلوٰۃ ...... الخ {رواہ ابن ماجہ عن عمر رض وسندہ حسن (مرعاۃ جلد اوّل ص۴۸۵)}

[۴] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ المرء فی بیتہ افضل من صلاتہ فی مسجدی ھذا الا المکتوبۃ {رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ الترمذی والمنذری (مرعاۃ جلد ۲ ص۲۳۱)}

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان افضل الصلاۃ صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب صلاۃ اللیل ۱/۱۸۹)

[۵] ان لم تجدوا الا مرابض الغنم و اعطان الابل فصلوا فی مرابض الغنم ولا تصلوا فی اعطان الابل (ابن ماجہ۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر ۱/۳۰۳)

امامت

امام اُسے بنایا جائے جو کتابُ اللہ کا سب سے بڑا قاری ہو۔ اگر اس میں سب برابر ہوں تو امام اُسے بنایا جائے جو سُنّت کا سب سے زیادہ عالِم ہو، اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو امام اُسے بنایا جائے جو ہجرت میں سب سے مقدّم ہو۔ اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو امام اُسے بنایا جائے جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔[۱]

اگر کتابُ اللہ کا سب سے بڑا قاری کوئی نابالغ لڑکا ہو تو امام اُسے ہی بنایا جائے۔[۲] اگر کتابُ اللہ کا سب سے

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤم القوم اقرأھم لکتاب اللہ... فاعلمہم بالسنۃ.... فاقدمہم ہجرۃ.... فاقدمہم سناً (صحیح مسلم عن ابی مسعودؓ)

[۲] عن عمرو بن سلمۃؓ قال فلم یکن احد اکثر قرآناً منی...... فقدمونی بین ایدیہم وانا ابن ست او سبع سنین (صحیح بخاری)

بڑا قاری غلام ہو تو اُسے امام بنایا جائے۔[1]

جو شخص صلوٰۃ میں قبلہ کی طرف تھوکے اُسے امام نہ بنایا جائے۔[2]

کوئی شخص دوسرے کی جائے حکومت یا اُس کے گھر میں بغیر اُس کی اجازت کے امامت نہ کرے۔[3]

کوئی شخص ایسی حالت میں کسی قوم کی امامت نہ کرے کہ قوم کے لوگ اُسے ناپسند کرتے ہوں۔[4]

---

[1] لما قدم المھاجرون الاولون المدینۃ کان یؤمھم سالم غلام ابی حذیفۃؓ وکان اکثرہم قرآنا (صحیح بخاری عن ابن عمرؓ)

[2] ان رجلا ام قوما فبصق فی القبلۃ..... فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی لکم (ابوداؤد عن السائب، سکت عنہ المنذری۔ مرعاۃ ۲/۱۹۴ وروی الطبرانی نحوہ عن ابن عمر وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۲۳۲/۱)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن الرجل الرجل فی سلطانہ...... الا باذنہ وفی روایۃ لا یؤمن الرجل الرجل فی اھلہ (صحیح مسلم عن ابی مسعودؓ)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ لا ترفع لھم صلوتھم فوق رؤسھم شبرا، رجل ام قوما وھم لہ کارھون...... (رواہ ابن ماجۃ عن ابن عباسؓ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۱۱۵)

امام کو چاہیئے کہ ہلکی صلوٰۃ پڑھائے۔[1]

اگر امام کی آواز سب کو سنائی نہ دے تو کوئی دوسرا آدمی بلند آواز سے اللہ اکبر کہے۔[2]

امام مقتدیوں کی بہ نسبت بلند مقام پر کھڑا نہ ہو۔[3]

جب کسی قوم سے ملنے جائے تو ان کو صلوٰۃ نہ پڑھائے۔ انہی میں سے کوئی آدمی صلوٰۃ پڑھائے۔[4]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم للناس فلیخفف (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)

[2] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بالناس وابوبکر یسمعھم التکبیر (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من اسمع الناس تکبیر الامام ۱۸۲/۱ وصحیح مسلم باب استخلاف الامام ۱/۱۷۹)

[3] ان حذیفۃ ام الناس بالمدائن علی دکان فاخذ ابومسعود۔۔۔۔ فقال الم تعلم انھم کانوا ینھون عن ذلك (ابوداؤد۔ سندہ صحیح۔ مرعاۃ ۲/۹۹)

[4] اذا زار احدکم قوما فلا یصل بھم ولیصل بھم رجل منھم (مسند احمد۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۱/۱۶۲)

سب سے زیادہ کمزور آدمی کا لحاظ کرے[۱]

اگر کوئی عورت جماعت میں شامل ہو اور اُس کے بچہ کے رونے کی آواز آئے تو صلٰوۃ میں تخفیف کرے[۲]

اقامت کے بعد امام کو چاہیئے کہ مقتدیوں کی طرف مُنہ کر کے صفوں کو سیدھا کرنے کی ہدایت کرے[۳]۔ پھر صفوں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاکر لوگوں کے کندھوں اور سینوں پر ہاتھ رکھ کر صفوں کو ٹھیک کرے[۴]

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقتد باضعفہم (رواہ احمد والاربعۃ۔ بلوغ ۳/۲۷ و سندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۲۱۱)

[۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاقوم فی الصلٰوۃ ارید ان اطول فیہا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلٰوتی کراہیۃ ان اشق علی امہ (صحیح بخاری عن ابی قتادۃ رضی)

[۳] عن انس رضی قال اقیمت الصلٰوۃ فاقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجہہ فقال اقیموا صفوفکم وتراصوا (صحیح بخاری باب اقبل الامام علی الناس)

[۴] عن ابی مسعود رضی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح مناکبنا فی الصلٰوۃ ویقول استووا (صحیح مسلم) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتخلل الصفوف من ناحیۃ الی ناحیۃ یمسح مناکبنا وصدورنا {رواہ النسائی وابوداؤد واللفظ للنسائی وسندہ صحیح}

جو شخص فرض صلوٰۃ پڑھ چکا ہو وہ دوسرے لوگوں کو فرض صلوٰۃ پڑھا سکتا ہے، امام کی یہ صلوٰۃ نفل ہوگی۔[1]

نابینا کو امام بنایا جا سکتا ہے۔[2]

اگر کسی مجبوری کی وجہ سے امام بیٹھ کر صلوٰۃ پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر صلوٰۃ پڑھیں۔[3]

---

[1] كان معاذؓ يصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم يأتي قومه فيصلي بهم (صحيح بخاری وصحيح مسلم عن جابرؓ) فيصلي بهم وهي له نافلة (مصنف عبدالرزاق وسنده صحيح۔ مرعاة جلد ۲ ص ۱۳۶)

[2] استخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم ابن ام مكتوم يؤم الناس وهو اعمى (رواه ابوداؤد عن انسؓ وسنده صحيح۔ التعليقات ۱/۲۵۰ وروى نحوه ابويعلى عن عائشةؓ ورجاله رجال الصحيح۔ مرعاة ج ۲ ص ۱۰۰)

[3] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى جالسا فصلوا جلوسا (صحيح بخاری وصحيح مسلم)

امام فرض صلوٰۃ کا سلام پھیرنے کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے اتنے عرصہ بیٹھے جتنے عرصہ میں "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" پڑھا جا سکے [1] پھر اُسے چاہیئے کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے اس طرح بیٹھ جائے کہ اس کی پیٹھ قبلہ کی طرف نہ ہو [2] منہ خواہ سیدھی طرف موڑ کر بیٹھے یا الٹی طرف موڑ کر بیٹھے [3] لیکن زیادہ تر سیدھی طرف موڑ کر بیٹھے [4]

---

[1] كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا سلم لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ جزء اول صفحہ ۲۳۸)

[2] عن البراء كنا اذا صلينا خلف النبي صلى الله عليه وسلم احببنا ان نكون عن يمينه يقبل علينا بوجهه (صحیح مسلم ۲۸۶/۱)

[3] رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينصرف عن يمينه (صحیح مسلم عن انس رض) رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينصرف عن شماله (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن مسعود رض)

[4] عن البراء كنا اذا صلينا خلف النبي صلى الله عليه وسلم احببنا ان نكون عن يمينه يقبل علينا بوجهه (صحیح مسلم ۲۸۶/۱)

اگر امام بیٹھ کر صلوٰۃ پڑھائے اور اپنے داہنی طرف کسی کو نائب بنا کر کھڑا کر لے تو پھر مقتدی کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھ سکتے ہیں [1]

اگر امام کھڑے ہو کر صلوٰۃ نہ پڑھا سکے تو وہ کسی دوسرے کو امام بنا کر خود اس کے پیچھے بیٹھ کر صلوٰۃ ادا کر سکتا ہے [2]

لباس

عورت بغیر دوپٹہ کے صلوٰۃ نہ پڑھے [3] اور نہ ایسی حالت میں صلوٰۃ ادا کرے کہ اس کے قدموں کی پُشت کھلی

---

[1] فاجلساہ الی جنب ابی بکر فجعل ابوبکر یصلی وھو یأتم بصلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والناس بصلاۃ ابی بکر والنبی صلی اللہ علیہ وسلم قاعد (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب انما جعل الامام لیؤتم بہ ۱/۱۷۶)

[2] عن عائشۃ الصدیقۃ رضؓ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلف ابی بکر فی مرضہ التی مات فیہ قاعدًا (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء اذا صلی الامام قاعدا فصلوا قعودًا ۱/۱۱۷) وروی الترمذی نحوہ عن انس رضؓ وصححہ ۱/۱۱۸)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقبل صلوٰۃ حائض الا بخمار (رواہ الترمذی وحسنہ وصححہ الحاکم (مرعاۃ ۲/۲۱۰)

ہوئی ہو[1]۔ کندھوں پر اس طرح کپڑا نہ ڈالے کہ دونوں طرف لٹکتا ہے، نہ کپڑے وغیرہ سے منہ کو ڈھانکے[5]۔ جوتے پہن کر صلوٰۃ پڑھی جا سکتی ہے[2]۔

اگر جوتے پہن کر صلوٰۃ ادا نہ کرے تو اُنہیں اُتار کر بائیں طرف رکھ لے، اگر بائیں طرف کوئی آدمی ہو تو دونوں پیروں کے درمیان رکھے[3]۔

مَرد ہو یا عورت صلوٰۃ پڑھتے وقت کامل اور زینت دینے والا لباس پہنے[4]۔

اگر کسی کے پاس صرف ایک ہی چادر ہو تو وہ اس کو

---

[1] اذا کان الدرع سابغاً یغطی ظہور قدمیھا (رواہ ابوداؤد عن اُمّ سلمۃؓ۔ صححہ الحاکم وقواہ الشوکانی (مرعاۃ جلد ۱ صـ۵۰۳) } وصححہ الذھبی (المستدرک $\frac{1}{250}$)

[2] عن ابی سلمۃ قال سألت انساً اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ قال نعم (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلا یضع نعلیہ عن یمینہ ولا عن یسارہ فتکون عن یمین غیرہ الا ان لا یکون علی یسارہ احد ولیضعھما بین رجلیہ (ابوداؤد وسندہ صحیح۔ مرعاۃ $\frac{1}{505}$) وفی روایۃ اولیصل فیھما ابو داؤد وسندہ صحیح۔ التعلیقات $\frac{1}{239}$)

[4] قال اللہ تبارک وتعالیٰ "خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۔ ۳۱)

[5] نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن السدل فی الصلوٰۃ وان یغطی الرجل فاہ (رواہ ابوداؤد وسندہ حسن۔ التعلیقات $\frac{1}{238}$ وصححہ الحاکم والذھبی۔ التعلیقات لاحمد شاکر علی الترمذی)

اِس طرح اوڑھے کہ کندھے ڈھک جائیں [1]

جس لباس کو پہن کر صحبت کی ہو اُس کو پہن کر صلٰوۃ پڑھی جا سکتی ہے [2] اگر جماع کرتے وقت کپڑے میں نجاست لگ جائے تو اُسے دھو ڈالے [5]

سُترہ

جب صلٰوۃ پڑھنے کھڑا ہو تو اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے مثل (یعنی تقریباً ۳۰ سینٹی میٹر اُونچی) کوئی چیز رکھ لے تاکہ اگر کوئی سامنے سے نکلنا چاہے تو نِکل جائے [3] نیزہ، تیر یا بَرچھی بھی سامنے گاڑ سکتا ہے [4]

---

[1] لا یصلین احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقیہ منہ شئ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃ واللفظ لمسلم) [2] عن معاویۃ انہ سأل ام حبیبۃ ھل کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی الثوب الذی یجامعھا فیہ فقالت نعم اذا لم یر فیہ اذیً (رواہ ابوداؤد ورجالہ ثقات۔ نیل ۲/۱۰۰ وسندہ صحیح) [3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع احدکم بین یدیہ مثل مؤخرۃ الرحل فلیصل ولا یبال من مر وراء ذلک (صحیح مسلم عن طلحہؓ) [4] والعنزۃ .... تنصب بالمصلی بین یدیہ فیصلی الیھا (صحیح بخاری عن ابن عمرؓ) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیستتر لصلاتہ ولو بسھم (رواہ احمد عن سبرۃ وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۳ ص۱۲۸) [5] کنت اغسل الجنابۃ من ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری ۱/۶۷)

اپنی سواری کو سامنے بٹھا کر بھی صلوٰۃ پڑھ سکتا ہے [1]

امام کا سُترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے [2]

مصلّی کے سامنے سے ہرگز نہ گذرے [3]

اگر کوئی شخص مصلّی اور سُترہ کے درمیان سے گذرنا چاہے تو مصلّی کو چاہیئے کہ اُسے روک دے، اگر وہ نہ مانے تو اُس سے لڑے (لیکن سامنے سے نہ نکلنے دے) [4]

مصلّی کے سامنے اگر کوئی شخص لیٹا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں [5]

---

[1] کان یعرض راحلتہ فیصلی الیہا (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمرؓ)

[2] صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی العنزۃ بالناس ورأیت الناس والدواب یمرون بین یدی العنزۃ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی جحیفہؓ)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیہ لکان ان یقف اربعین (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی جہیمؓ)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم الی شیٔ..... فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ (صحیح بخاری عن ابی سعیدؓ)

[5] عن عائشۃؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل وانا معترضۃ بینہ وبین القبلۃ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

سُترہ کو اپنے قریب رکھے [۱]

اگر سامنے رکھنے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو ایک خط ہی کھینچ لے [۲]

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلّٰی احدکم الی سترۃ فلیدن منہا {رواہ ابوداؤد عن سہل رضی صححہ الحاکم ووافقہ الذہبی (مرعاۃ جلد ۱ ص ۵۱۲) }

[۲] ان لم یکن معہ عصا فلیخط خطاً {رواہ احمد وابوداؤد عن ابی ہریرۃ رضی وسندہ حسن۔ نیل ج ۳ ص ۲ ! وصححہ احمد وابن المدینی (بلوغ جزء ۲ ص ۱۲۸) }

تعدادِ رکعات

فجر[1]:- ۲ سُنّت۔ ۲ فرض۔

ظہر[2]:- ۴ یا ۲ سُنّت۔ ۴ فرض۔ ۲ سُنّت۔ ۲ مستحب۔

عصر[3]:- ۲ یا ۴ مستحب۔ ۴ فرض۔

---

[1] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا طلع الفجر صلّٰی رکعتین (صحیح مسلم عن عائشۃؓ) قال ابن عمرؓ حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... رکعتین قبل الغداۃ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

[2] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قبل الظہر اربعًا ... یصلی رکعتین (بعد الظہر) (صحیح مسلم عن عائشۃ رض) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حافظ علی اربع رکعات قبل الظہر واربع بعدھا حرمہ اللہ علی النار [رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والترمذی وصححہ الترمذی] قال ابن عمرؓ حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین قبل الظہر ورکعتین بعد الظہر (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ امرأ صلّٰی قبل العصر اربعا [رواہ احمد وابوداؤد والترمذی حسنہ الترمذی وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قبل العصر رکعتین (ابوداؤد وسندہ حسن۔ التعلیقات - [illegible])

مغرب[1] :۔ ۲ مستحب۔ ۳ فرض۔ ۲ سُنّت۔

عشاء[2] :۔ ۴ فرض۔ ۲ سُنّت۔ ۲ مستحب

جمعہ[3] :۔ ۲ فرض۔ ۴ سُنّت۔

عید[4] :۔ ۲ فرض۔

تہجّد یا تراویح یا وتر[5] :۔ ۱۲ یا ۱۰ یا اس سے کم (جفت تعداد میں) مستحب۔ ۱ سنّت یعنی وتر

نوٹ: مستحب سے مراد وہ نوافل ہیں جن کا ذکر احادیث میں ملتا ہے اور جن کی عام نوافل سے زیادہ فضیلت ہے۔

---

[1] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بالناس المغرب ثم یدخل فیصلی رکعتین (صحیح مسلم عن عائشہ رض) کنا نصلی علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین بعد غروب الشمس قبل صلوٰۃ المغرب (صحیح مسلم عن انس رض) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین کل اذانین صلاۃ..... لمن شاء (صحیح بخاری عن عبداللہ بن مغفل رض) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا قبل صلوٰۃ المغرب قال فی الثالثۃ لمن شاء (صحیح بخاری عن عبداللہ المزنی) و زاد ابوداؤد "رکعتین" وسندہ صحیح۔ (فتح الباری جزء ۳ صـ۳۰۲)

[2] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بالناس العشاء..... فیصلی رکعتین (صحیح مسلم عن عائشہ رض) فصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء ثم جاء الی منزلہ فصلی اربع رکعات (صحیح بخاری عن ابن عباس رض)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم بعد الجمعۃ فصلوا اربعًا

{بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ}

متفرق مسائل

(۱) دو صلاتوں (یعنی فرض اور سنت وغیرہ) کے درمیان فصل کرے۔ سلام پھیرتے ہی فوراً دوبارہ نیت نہ باندھے جب تک بات نہ کرلے یا اُس جگہ سے ہٹ نہ جائے۔[۱]

(۲) صبح کی سنتیں پڑھ کر تھوڑی دیر سیدھی کروٹ لیٹ جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیٹنے کا حکم دیا ہے۔[۲]

{حاشیہ بقیہ گزشتہ صفحہ} (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ) [۴] عن عمرؓ قال صلوۃ السفر رکعتان وصلاۃ الاضحٰی رکعتان وصلاۃ الفطر رکعتان وصلاۃ الجمعۃ رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم {رواہ ابن خزیمۃ۔ سندہ صحیح۔ قد روی من طریق اخری باسانید رجالہا ثقات۔ نیل ۳/۱۴۳ ورواہ البیہقی بسند صحیح عن عمر موقوفا۔ بلوغ ۹۶/۱۰۲)

[۵] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذا اردت ان تنصرف فارکع رکعۃ توتر لک ما صلیت (صحیح بخاری باب ما جآء فی الوتر)

حاشیہ صفحہ ہذا [۱] امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا نوصل صلاۃ حتی نتکلم او نخرج (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن معاویۃؓ)

[۲] اذا صلی رکعتی الفجر یضطجع علی شقہ الایمن (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عائشۃؓ) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم رکعتی الفجر فلیضطجع علی یمینہ {رواہ ابوداؤد والترمذی وسندہ صحیح (مرعاۃ ج ۲ ص ۱۴۱)}

(۳) عصر کی ۴ رکعتیں جو فرض سے پہلے پڑھی جائیں اُن میں دُو دُو رکعت پر سلام پھیرنا چاہیئے [۱]

(۴) دن اور رات کے تمام نوافل اور سنتوں میں ہر ۲ دو رکعت پر سلام پھیرے [۲]

(۵) نوافل بیٹھ کر پڑھے جا سکتے ہیں لیکن ثواب آدھا ملے گا۔ اگر لیٹ کر پڑھے گا تو بیٹھ کر پڑھنے والے کے ثواب کا نصف ثواب ملے گا۔ [۳]

(۶) مکہ معظمہ میں جمعہ کی نماز کے بعد آگے بڑھ کر ۲ رکعت پڑھے، پھر آگے بڑھ کر چار رکعت پڑھے [۴]

---

[۱] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قبل العصر اربع رکعات یفصل بینھن بالتسلیم (رواہ الترمذی والنسائی وحسنہ الترمذی والالبانی۔ التعلیقات جلد ۱ ص ۳۶۸)

[۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ اللیل والنہار مثنی مثنی (رواہ ابوداؤد عن ابن عمرؓ وصححہ البخاری۔ نیل جز ۳ ص ۶۷)

[۳] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی قاعداً فلہ نصف اجر القائم ومن صلی نائماً فلہ نصف اجر القاعد (صحیح بخاری باب صلاۃ القاعد)

[۴] کان ابن عمر اذا صلی الجمعۃ بمکۃ تقدم فصلی رکعتین ثم یتقدم فیصلی اربعا.... قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۳۷۲)

(۷) جب صبح کی صلوٰۃ کے لئے مسجد روانہ ہو تو یہ دُعاء پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا

اے اللہ میرے دل کو نور سے معمور کر دے، میری زبان میں نور کر دے۔ میری آنکھ میں نور کر دے، میرے کان میں نور

کر دے، میرے رگ و ریشہ میں نور کر دے، میرے گوشت میں نور کر دے، میرے خون میں نور کر دے، میرے بالوں میں نور کر دے، میری جلد میں نور کر دے، میرے داہنی طرف نور کر دے، میرے بائیں طرف نور کر دے، میرے اُوپر نور کر دے، میرے نیچے نور کر دے، میرے آگے نور کر دے میرے پیچھے نور کر دے، میرے لئے نور کر دے، میرے نفس میں نور کر دے، میرے لئے نور کو بڑا کر دے، اے اللہ مجھے نور عطاء فرما۔[1]

(۸) جمعہ کے فرضوں سے پہلے مستحب رکعات کی تعداد مقرر نہیں[2] صبح صادق کے بعد علاوہ فرض کے صرف دو سنت پڑھے[3]

---

[1] خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوۃ وھو یقول اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا (صحیح مسلم عن ابن عباسؓ)
[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغتسل .... فصلی ما قدر لہ........ (صحیح مسلم عن ابی ھریرۃ رضؓ) [3] لاتصلوا بعد الفجر الا سجدتین (ابو داؤد ابن ماجۃ بسندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر ۲/۹۴۵)

مسنون قرأت

فجر

فرضوں میں:۔ سورۂ قٓ [1]، اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ [2]۔ سورۂ مُؤْمِنُوْن [3]۔ سورۂ حُجُرَات تا سورۂ بروج [4]، دونوں رکعتوں میں سے ہر رکعت میں پوری سورۂ زلزال [5]، سورۂ طور [6]، سورۂ واقعہ [7] یٰسٓ [8]، صٰٓفّٰت [9] فجر کی صلوٰۃ میں ۶۰ تا ۱۰۰ آیات کی تلاوت کی جائے [10]

---

[1] صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ رض [2] صحیح مسلم عن عمرو بن حریث رض [3] صحیح مسلم عن عبداللہ بن السائب رض [4] رواہ النسائی عن ابی ہریرۃ رض وسندہٗ صحیح (مرعاۃ جلد ۱ ص ۶۱۹)

[5] رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح (التعلیقات ۱/۲۷۳)۔

[6] صحیح بخاری عن ام سلمۃ رض باب طواف النساء وباب من صلی رکعتی الطواف خارجا من المسجد

[7] ابن خزیمۃ جلد ۱ ص ۲۶۵ وسندہ صحیح۔ [8] رواہ احمد وسندہ صحیح۔ صلاۃ النبی للالبانی ص ۱۰۱ وبلوغ ۳/۲۳۱۔ [9] رواہ ابویعلی والمقدسی فی المختارۃ۔ صلاۃ النبی للالبانی ص ۱۰۱۔ [10] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصبح .... ویقرأ فیھا ما بین الستین الی المائۃ (صحیح بخاری کتاب المواقیت)

جمعہ کے دن: الٓمٓ تَنۡزِیۡل پہلی رکعت میں اور هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ دوسری رکعت میں [1]

سفر میں: سُورۂ اَلۡفَلَق اور سُورۂ اَلنَّاس [2]

سُنتوں میں: قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ اور قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ [3]

یا

پہلی رکعت میں یہ آیت پڑھے:

قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَمَاۤ اُوۡتِیَ مُوۡسٰی وَعِیۡسٰی وَمَاۤ اُوۡتِیَ النَّبِیُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّهِمۡ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ وَنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ (البقرۃ - ١٣٦)

---

[1] صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضؓ

[2] رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وسندہ صحیح۔ [illegible]

[3] صحیح مسلم۔

اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھے :-

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○

(آل عمران - ۵۲)[۱]

ظہر

فرضوں میں :- وَاللَّیْلِ[۲] ، سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی[۳]

---

۱ صحیح مسلم عن ابن عباس رض

۲ صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ رض

۳ صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ رض

بُرُوج و طَارِق [1]

شَمس و اِنشقَاق و غَاشِيَة [2]

پہلی دو رکعتوں میں تقریبًا تیس تیس آیتیں

اور آخری دو میں تقریبًا پندرہ پندرہ [3]

عصر

فرضوں میں:- بُرُوج و طَارِق [4]، لَیل و شَمس [5]

پہلی دو رکعتوں میں تقریبًا پندرہ پندرہ آیتیں

اور آخری دو میں اس کا نصف [6]

مغرب

فرضوں میں:- طُور [7]، وَالمُرسَلٰت [8]

---

[1] رواہ ابوداؤد والترمذی وصححہ الترمذی

[2] ابن خزیمۃ وسندہ صحیح (ابن خزیمۃ جلد اول ص۲۵۶)، [3] صحیح مسلم عن ابی سعید رض۔

[4] رواہ ابوداؤد والترمذی وصححہ الترمذی [5] ابن خزیمۃ وسندہ صحیح (ابن خزیمۃ جلد اول ص۲۵۶)

[6] صحیح مسلم عن ابی سعید رض [7] صحیح بخاری و صحیح مسلم عن جبیر بن مطعم رض۔

[8] صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ام الفضل رض۔

اعراف (۲ دو رکعتوں میں متفرق مقامات سے)[1]

پہلی ۲ دو رکعتوں میں سورۂ لَمْ یَکُن سے آخر قرآن مجید تک کی سورتیں[2] سورۂ محمّد[3] سورۂ تین[4]

عشاء

فرضوں میں:- سورۂ وَالشَّمْس، سورۂ وَالضُّحٰی، سورۂ وَاللَّیْل، سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی[5]

پہلی دو رکعتوں میں سورۂ بُرُوْج سے سورۂ لَمْ یَکُن تک کی سورتیں[6] سورۂ اِقْرَاْ۔[7] سورۂ وَالتِّیْن[8] سورۂ اِذَا السَّمَآءُ

---

[1] رواہ النسائی عن عائشۃ وسندہ صحیح۔ (التعلیقات ۱/۱۴۸) [2] رواہ النسائی عن ابی ہریرۃ رض وسندہ صحیح (مرعاۃ جلد ۱ ص ۶۱۹) [3] طبرانی و المقدسی بسند صحیح۔ صلاۃ النبی للالبانی ص ۱۱۳
[4] احمد و الطیالسی بسند صحیح۔ صلاۃ النبی ص ۱۱۴ [5] صحیح بخاری و صحیح مسلم عن جابر رض۔
[6] رواہ النسائی عن ابی ہریرۃ رض وسندہ صحیح (مرعاۃ جلد ۱ ص ۶۱۹) [7] صحیح مسلم عن جابر رض۔
[8] صحیح بخاری و صحیح مسلم عن البراء رض

اِنْشَقَّتْ [1]

جمعہ

سُورۂ جُمُعَۃ اور سُورۂ مُنَافِقُوْنَ [2] یا سُورۂ
جُمُعَۃ اور سُورۂ ھَلْ اَتٰکَ [3] یا
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور ھَلْ
اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃ [3]

عید

سُورۂ قٓ، وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد اور سُورۂ
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃ [4] یا
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور ھَلْ
اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃ [5]

---

[1] صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ رضؓ
[2] صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضؓ
[3] صحیح مسلم عن النعمان بن بشیرؓ
[4] صحیح مسلم کتاب العیدین عن ابی واقدؓ
[5] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن النعمان بن بشیرؓ

متفرق مسائل

کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے مقابلہ میں بلند آواز سے قرأت نہ کرے[1] اگر قرآن مجید یاد نہ ہو سکے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے[4] جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھے تو پڑھنے والا جواب میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے[2]

اگر امام قرأت میں غلطی کرے تو مقتدی بتا دے[3]

نوٹ :۔ قرأت کے باقی مسائل "قیام" کے عنوان کے تحت ص۱۸۱ تا ص۱۸۵ پر بیان کئے گئے ہیں۔

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجہر بعضکم علی بعض بالقرآن [رواہ مالک احمد عن البیاضی وسندہ صحیح ورواہ النسائی عن ابی سعیدؓ وسندہ صحیح (مرعاۃ ج۱ ص۶۲۳)]

[2] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قال سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی {رواہ احمد وابوداؤد وسندہ صحیح۔ مرعاۃ ج۱ ص۶۲۷}

[3] صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ فیہا فلبس علیہ فلما انصرف قال لابی...... ما منعک (رواہ ابوداؤد بسند صحیح۔ صلاۃ النبی للالبانی ص۱۳۱)

[4] فان کان معک قرآن فاقرأ والا فاحمد اللہ وکبرہ وھللہ ثم ارکع (رواہ الترمذی فی حدیث المسیئ صلاتہ وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۲۵۳)

وہ اوقات جن میں صلوٰۃ پڑھنا منع ہے

① طلوعِ آفتاب کے وقت۔[١]

② غروبِ آفتاب کے وقت۔[٢]

③ نصف النہار کے وقت۔[٣]

④ صلوٰۃ فجر کے بعد جب تک سورج بلند اور سفید نہ ہو جائے۔[٤]

⑤ صلوٰۃِ عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے۔[٥]

---

[١] و [٢] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتحری احدکم فیصلی عند طلوع الشمس و لا عند غروبہا (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمرؓ) [٣] وحین یقوم قائم الظہیرۃ (صحیح مسلم عن عقبۃ بن عامرؓ)

[٤] و [٥] لا صلوٰۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس و لا صلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس (صحیح بخاری) وفی روایۃ لا صلوٰۃ بعد صلوٰۃ العصر حتی تغرب الشمس ولا صلوٰۃ بعد صلوٰۃ الفجر حتی تطلع الشمس (صحیح مسلم) فلما ارتفعت الشمس وابیاضت قام فصلی (صحیح بخاری باب الاذان بعد ذھاب الوقت)

متفرق مسائل

صبح کی سنتیں اگر جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے رہ جائیں تو وہ فرض کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہیں[1] (بشرطیکہ طلوعِ آفتاب شروع نہ ہوا ہو)، اگر طلوع شروع ہو گیا ہو تو سورج کے بلند اور سفید ہو جانے کے بعد پڑھے[2] اگر صلوٰۃِ فجر کی ایک رکعت طلوعِ آفتاب سے پہلے اور صلوٰۃ عصر کی ایک رکعت غروبِ آفتاب سے پہلے مل جائے تو ان صلاتوں کو پورا کرے[3]

نوٹ :۔ طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت

---

[1] رأى النبي صلى الله عليه وسلم رجلاً يصلي بعد صلوٰة الصبح ركعتين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوٰة الصبح ركعتين فقال الرجل اني لم اكن صليت الركعتين اللتين قبلهما فصليتهما الآن فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم (رواه ابن خزيمة عن قيس و سنده صحيح (مرعاة ۲۶ صـ۵)

[2] من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس (رواه الترمذي و سنده صحيح۔ نيل الاوطار جزء ۳ صـ۲۱) لا صلوٰة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس (صحيح بخاري)

[3] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ادرك ركعة من الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرك الصبح..... (صحيح بخاري و صحيح مسلم عن ابي هريرة رض) وفي رواية للبخاري فليتم صلوٰته۔

صلوٰۃ اِس لئے منع ہے کہ ان اوقات میں کُفّار سُورج کو سجدہ کرتے ہیں[1] اور نصف النہار کے وقت اس لئے منع ہے کہ اس وقت جہنّم کو دہکایا جاتا ہے[2]۔

جماعت

مَردوں کو جماعت سے صلوٰۃ ادا کرنا بہت ضروری ہے[3]۔ تین آدمی جہاں کہیں بھی ہوں اُنہیں جماعت سے صلوٰۃ ادا کرنا چاہیئے[4]۔ بلکہ دو کو بھی جماعت سے صلوٰۃ ادا کرنا چاہیئے[5]۔

اگر اذان کی آواز آتی ہو تو نابینا کو بھی جماعت سے صلوٰۃ

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حینئذ یسجد لہا الکفار (صحیح مسلم عن عمرو بن عبسۃ)
[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حینئذ تسجر جہنم (صحیح مسلم عن عمرو بن عبسۃ)
[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لقد ہممت ان آمر بحطب ...... ثم اخالف الی رجال (وفی روایۃ مسلم لایشہدون الصلوٰۃ) فاحرق علیہم بیوتہم (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ وروی مسلم نحوہ)
[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن ثلاثۃ فی قریۃ ولا بدو لاتقام فیہم الصلوٰۃ الا استحوذ علیہم الشیطان (رواہ ابوداؤد عن ابی الدرداء وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار ج ۳ ص ۲)
[5] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذنا واقیما ثم لیؤمکما اکبرکما (صحیح بخاری)

پڑھنے کیلئے آنا ضروری ہے [1]

عورتوں پر جماعت سے صلوٰۃ پڑھنا ضروری نہیں لیکن اگر وہ رات کو مسجد آنے کی اجازت مانگیں تو انہیں روکا نہ جائے۔ [2] البتہ ان کے گھر ان کے لئے مسجد سے بہتر ہیں۔ (یعنی گھر میں صلوٰۃ پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے) [3] بلکہ گھر میں بھی زیادہ سے زیادہ پوشیدہ جگہ صلوٰۃ پڑھنا بہتر ہے [4]

اگر عورت مسجد آئے تو خوشبو لگا کر ہرگز نہ آئے۔ [5]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (للرجل الاعمیٰ) ھل تسمع النداء بالصلوٰۃ قال نعم قال واجب (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استأذنکم نساءکم باللیل الی المسجد فأذنوا لھن۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمر رض)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبیوتھن خیر لھن (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۲۲۲)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰتک فی بیتک خیر لک من صلوٰتک فی حجرتک وصلوٰتک فی حجرتک خیر لک من صلوٰتک فی دارک وصلوٰتک فی دارک خیر لک من صلوٰتک فی مسجد قومک (احمد عن ام حمید وسندہ حسن۔ مرعاۃ ۲/۴۲ ورویٰ نحوہ الحاکم عن ام سلمۃ وسندہ صحیح ۱/۲۰۹ ورویٰ نحوہ ابوداؤد عن ابن مسعود وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۲۲۲) [5] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شھدت احداکن المسجد فلا تمس طیبا (صحیح مسلم)

اگر کوئی شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے تو مسجد سے بغیر صلوٰۃ پڑھے نہ جائے۔[1] اگر مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ جماعت ہو چکی ہو تو دوسری جماعت کر لے۔[2] جماعت میں شامل ہونے کے لئے بھاگے نہیں وقار سے آئے۔[3] اگر قیامگاہ پر صلوٰۃ پڑھ چکا ہو پھر مسجد جائے، وہاں جماعت ہو رہی ہو تو جماعت میں شامل ہو جائے، علیحدہ نہ بیٹھے۔[4] جماعت میں جتنے آدمی زیادہ ہوں گے اُتنا ہی ثواب بھی بڑھتا چلا جائے گا۔[5] جب اقامت ہو جائے تو کوئی صلوٰۃ نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شامل ہو کر اُسی صلوٰۃ کو ادا کرے جس کی اقامت ہوئی ہو۔[6]

۱؎ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کنتم فی المسجد فنودی بالصلوٰۃ فلا یخرج احدکم حتی یصلی (رواہ احمد عن ابی ہریرۃؓ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۸) خرج رجل من المسجد بعد ما اُذّن فیہ فقال ابو ہریرۃؓ اما ھذا فقد عصیٰ ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم) ۲؎ جاء رجل وقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا رجل یتصدق علے ھذا فیصلی معہ فقام رجل فصلی معہ (رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ الترمذی والمنذری وصححہ الحاکم والذہبی (مرعاۃ جلد ۲ ص ۱۳۲)}

۳؎ اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تاتوھا تسعون (صحیح بخاری) ۴؎ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتما فی رحالکما ثم اتیتما مسجد جماعۃ فصلیا معھم (رواہ ابوداؤد عن یزیدؓ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۱۳۵) ۵؎ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الرجل مع الرجل ازکیٰ من صلاتہ وحدہ وصلاتہ مع الرجلین ازکی .... (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وصححہ ابن سکن والعقیلی وابن المدینی۔

۶؎ اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۴۷)

جو شخص اذان کی آواز سُنے اور پھر بھی بغیر کسی عُذر کے جماعت سے صلوٰۃ نہ پڑھے تو اُس کی صلوٰۃ نہ ہوگی[۱] اگر کوئی شخص صلوٰۃ شروع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہو تو جس رکن میں امام ہو وہ بھی اُسی رکن میں اُس کے ساتھ شامل ہوجائے[۲] جتنی رکعتیں رہ جائیں انہیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرے[۳] صرف عورتیں بھی اگر چاہیں تو جماعت کرسکتی ہیں کسی بوڑھے مرد سے اذان دلوائیں، جو عورت امام بنے وہ صف کے بیچ میں کھڑی ہو۔ آگے نہ کھڑی ہو[۴]

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع النداء فلم یجبہ فلا صلوٰۃ الا من عذر (رواہ الدار قطنی و ابن ماجۃ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ ۲/۸۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل اعمی ھل تسمع النداء بالصلوٰۃ فقال نعم قال فاجب (صحیح مسلم) [۲] قال معاذ لا اراہ علی حال الا کنت علیھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان معاذ قد سن لکم سنۃ کذلک فافعلوا (ابوداؤد وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۳۵۹) عن المغیرۃ قال تخلفت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... وعبدالرحمن یصلی بھم فصلی مع الناس رکعۃ الاخیرۃ فلما سلم عبدالرحمن قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتم صلاتہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) ←

اذا اتی احدکم الصلوٰۃ والامام علی حال فلیصنع کما یصنع الامام (ترمذی۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر ۱/۱۱۰)

[۳] فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا (صحیح بخاری)

[۴] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزورھا (ای اُمّ ورقۃ) فی بیتھا وجعل لھا مؤذنا یؤذن لھا وامرھا ان تؤم اہل دارھا قال عبدالرحمن انا رأیت مؤذنھا شیخا کبیرا (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح۔ التعلیق المغنی شرح دارقطنی ص۱۵۵، وعن ریطۃ قالت امتنا عائشۃ فقامت بینھن فی الصلوٰۃ المکتوبۃ (رواہ الدارقطنی وعبدالرزاق وسندہ صحیح (التعلیق المغنی ص۱۵۵))

صلوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ
پہلی رکعت

"قیام"

جب صلوٰۃ ادا کرنے کھڑا ہو تو اپنی زینت کی چیزیں پہن لے، یعنی اچھا صاف ستھرا کامل لباس پہن لے[۱] پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے[۲] سیدھا باادب کھڑا ہو جائے[۳]۔ نہ آگے کی طرف جھکے نہ پیچھے کی طرف بلکہ حالتِ اعتدال میں رہے[۴]

---

[۱] قال اللہ تعالیٰ "خذوا زینتکم عند کل مسجد" {الاعراف ۳۱} وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلّی احدکم فلیلبس ثوبیہ فان اللہ عزوجل احق ان یزیّن لہ (رواہ الطبرانی فی الکبیر اسنادہ حسن مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد اول ص۵۰۶) [۲] فولوا وجوھکم شطرہ {البقرۃ ۱۴۴} [۳] قوموا للہ قانتین {البقرۃ ۲۳۸}

[۴] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام فی الصلوٰۃ اعتدل قائماً {ابن ماجۃ عن ابی حمیدؓ۔ رجالہ ثقات (تقریب) وسندہ صحیح} حتی یقر کل عظم منہ فی موضعہ معتدلاً {ابوداؤد عن ابی حمیدؓ۔ رجالہ ثقات (تقریب) وسندہ صحیح}

دونوں قدموں کو سیدھا اور برابر رکھے [1]

اگر فرض صلوٰۃ ہو تو اقامت کہے [2]

پھر سر جھکائے [3] اور نگاہیں نیچی کرلے [4]

پھر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ ہاتھ کندھوں کے سامنے یا کانوں کے اوپر کے حصہ کے مقابل آجائیں [5]

اگر چادر اوڑھے ہوئے ہو تو ہاتھوں کو چادر سے باہر نکال کر اٹھائے [6]

---

[1] صف القدمین.... من السنۃ (رواہ ابوداؤد عن ابن الزبیرؓ وسندہ حسنٌ)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقم ثم کبر (ابوداؤد عن رفاعۃؓ) رجال ثقات (تقریب) ورواہ الترمذی وحسنہ وصححہ الذہبی (تعلیقات احمد شاکر علی الترمذی) وصححہ الالبانی فی تعلیقاتہ علی المشکوٰۃ ۱/۲۵۲

[3] اذا نزلت "الذین ہم فی صلوتہم خاشعون" فطأطأ رأسہ (رواہ الحاکم وصححہ علی شرط الشیخین ۲/۳۹۳ نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۵۹)

[4] لینتھین عن ذلک او لتخطفن ابصارہم (صحیح بخاری)

[5] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ (صحیح مسلم عن مالکؓ) کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمرؓ)

[6] فلما اراد ان یرکع اخرج یدیہ من الثوب ثم رفعھما (صحیح مسلم باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری ۱/۱۷۱)

اُنگلیوں کو کھول دے، موڑے نہیں [1]

اُنگلیوں کو نہ بالکل ملائے اور نہ ان میں تفریق کرے [2]

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے [3]

پھر سیدھے ہاتھ سے اُلٹے ہاتھ کو اس طرح پکڑے کہ سیدھے ہاتھ کا کچھ حصّہ اُلٹے ہاتھ کی پُشتِ کف پر ہو، کُچھ پہنچے پر ہو اور کچھ کلائی پر یعنی سیدھے ہاتھ کو الٹی ذراع پر رکھ لے [4] اس طرح کرنے کے بعد ہاتھوں کو سینہ پر رکھ لے [5]

---

[1] اذا کبر للصلوۃ نشر اصابعہ (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃؓ) وصححہ احمد محمد شاکر وقال تابع یحییٰ بن یمان شبابۃ وشبابۃ ثقۃ ویحییٰ ثقۃ (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی)

[2] لم یفرج بین اصابعہ ولم یضمہا (صحیح ابن خزیمۃ عن ابی ہریرۃ رض) وسندہٗ صحیح (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص۲۳۳ و ص۲۳۴)

[3] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی صلوۃ یکبر (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)

[4] اخذ شمالہ بیمینہ (ابوداؤد عن وائلؓ وسندہٗ صحیح) وفی روایۃ وضع یدہ الیمنی علی ظہر کفہ الیسری والرسغ والساعد (رواہ ابوداؤد واحمد عن وائلؓ) وسندہ صحیح (التعلیقات ۱/۲۲۹) ... وصححہ ابن خزیمۃ (تسہیل القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ صفحہ ۹۳) کان الناس یؤمرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعہ الیسری فی الصلوۃ (صحیح بخاری عن سہل)

[5] یضع یدہ علی صدرہ (رواہ احمد عن ھلبؓ وسندہ حسنٌ او صححہ ابن عبدالبر (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی باب ما جآء فی الانصراف) وحسنہ الالبانی (التعلیقات ۱/۲۵۲)

پھر یہ پڑھے :۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ
وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى
جَدُّكَ وَ لَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
كَبِيْرًا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا
اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ [1]

---

[1] "ثم يكبر الله عزوجل ويحمده ثم يقرأ" وفی روایة "ثم يكبر ويحمد الله عزوجل ويثني عليه" (ابوداؤد عن رفاعة وسنده صحيح) وفی روایة عن رفاعة "يمجده" (نسائی . وسنده صحيح) "اذا قام من الليل كبر ثم يقول سبحانك اللهم ..... ونفثه" (ابوداؤد عن ابی سعيد) {بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ}

اے اللہ تو پاک ہے اور تو اپنی حمد کے ساتھ (تمام کمزوریوں سے منزّہ ہے) تیرا نام بابرکت ہے، تیری بزرگی بلند ہے تیرے سوا کوئی حاکم و معبود نہیں۔ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے بزرگی والا ، اللہ سب سے بڑا ہے بزرگی والا ، اللہ سب سے بڑا ہے بزرگی والا۔

میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو سُننے والا جاننے والا ہے شیطان مردود سے ، اُس کے خبط سے ، اُس کے تکبّر سے ، اُس کی شعر و شاعری سے۔

پھر خفیہ آواز سے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھے[1]

حاشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ] وصححہ الالبانی (التعلیقات $\frac{1}{258}$) وصححہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ علی الترمذی کان عمرؓ یجہر بھؤلاء الکلمات (صحیح مسلم) کان عمرؓ یسمعنا ویعلمنا (دارقطنی) وسندہٗ صحیح

[1] قال انسؓ صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ فلم اسمع احدا منھم یقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (صحیح مسلم)

پھر سُورۂ فاتحہ پڑھے۔ جہری رکعتوں میں جہر سے اور سِرّی رکعتوں میں خفیہ آواز سے، یعنی صبح کے فرض کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشاء کے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں جہر سے قرأت کرے۔ اِن رکعات کے علاوہ فرض صَلوات کی تمام رکعتوں میں خفیہ آواز سے قرأت کرے۔[1]

سُنّتوں اور نوافل میں خواہ بلند آواز سے قرأت کرے خواہ خفیہ آواز سے۔[2]

---

[1] صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ھریرۃ رضؓ وغیرہ

[2] عن عبداللہ قال قالت عائشۃؓ کیف کان قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فقالت کل ذلک قد کان یفعل، ربما اسر بالقراءۃ وربما جھر (رواہ الترمذی صححہ وفی الباب احادیث کثیرۃ)

سُورۂ فاتحہ کے بعد جہری رکعتوں میں جہر سے اور سِرّی رکعتوں میں خفیہ آواز سے آمین کہے[1]

پھر کوئی دوسری سورت پڑھے، جہری رکعتوں میں جہر سے اور سِرّی رکعتوں میں خفیہ آواز سے[2]

اگر دوسری سورت کو ابتداء سے پڑھے تو اُس سے پہلے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ خفیہ آواز سے پڑھے[3]

---

[1] کان رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ولا الضآلین قال آمین ورفع بہا صوتہ (ابوداؤد عن وائل رض) صححہ الدارقطنی والحافظ العسقلانی (بلوغ الامانی جزء ۳ ص ۲۰۵) والالبانی (التعلیقات ۱/۲۶۶)

[2] صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقرأ بأم القرآن ثم اقرأ بما شئت (رواہ احمد عن رفاعۃ۔ بلوغ ۳/۱۵۹) وروی نحوہٗ ابوداؤد وسندہٗ صحیح (التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۲۵۲)

[3] قال انس رض صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر رض وعمر رض وعثمان رض فکانوا یستفتحون بالحمد للہ رب العالمین لایذکرون بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فی اول قراءۃ ولا فی آخرھا (صحیح مسلم) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزلت علیّ آنفا سورۃ فقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انا اعطیناک الکوثر ۝ فصل لربک وانحر ۝ ان شانئک ھو الابتر ۝ (صحیح مسلم)

فجر اور ظہر کی پہلی رکعت میں قرأت کو طول دے۔
دوسری رکعت میں نسبتاً کم قرأت کرے[۱]
فجر میں نسبتاً قرأت زیادہ کرے[۲]
ہر صلوٰۃ میں پہلی دو رکعتوں میں آخری دو رکعتوں کے
مقابلہ میں زیادہ قرأت کرے[۳]
قرأت میں ہر حرف واضح ہو[۴]
قرأت کھینچ کھینچ کر کرے[۵]
قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھے، گھاس نہ کاٹے،

---

[۱] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطول الرکعۃ الاولیٰ من الظہر ویقصر الثانیۃ وکذلک فی الصبح (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی قتادۃؓ واللفظ لمسلم)

[۲] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الظہر واللیل اذا یغشیٰ وفی العصر نحو ذلک وفی الصبح اطول من ذلک (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ رض)

[۳] قال سعدؓ اما انا فامد فی الاولیین واحذف فی الاخریین ولا آلو ما اقتدیت بہ من صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ رض)

[۴] قراءۃ مفسرۃ حرفاً حرفاً (رواہ الترمذی فی ابواب فضائل قرآن عن ام سلمۃؓ وصححہ)

[۵] سئل انس رض کیف کانت قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کانت مداً (صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن)

ہر آیت پر وقف کرے[1] قرأت خوش الحانی سے کرے[2]۔ قرأت کے بعد دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھائے جس طرح ابتداء میں اٹھائے تھے[3] اگر کپڑا اوڑھے ہوئے ہو تو رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نکالے[4]

"رکوع"

پھر اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے[5]
اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھے[6]

---

[1] قال اللہ تبارک تعالیٰ "ورتل القرآن ترتیلا" (سورۃ المزمل) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقطع قراءتہ آیۃ آیۃ {رواہ احمد عن ام سلمۃؓ ورواہ الدارقطنی وقال اسنادہ صحیح ورواتہ ثقات (دارقطنی ص۱۱۸) وروی نحوہ الترمذی فی ابواب القراءات وسندہ صحیح۔ مرعاۃ ۳۷۲/۴}

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن (صحیح بخاری کتاب التوحید) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینوا القرآن باصواتکم (رواہ احمد وابوداؤد والدارمی وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۹۷۴/۱)

[3] اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ وقبل ان یرکع (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمرؓ واللفظ لمسلم) [4] اخرج یدیہ من الثوب ثم رفعھما (صحیح مسلم ۱۷۱/۱)

[5] ثم یکبر حین یرکع (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃؓ)

[6] ویضع راحتیہ علی رکبتیہ (رواہ ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسندہ صحیح)

اُنگلیوں کو کُشادہ کرے[1] اور اُن کو پنڈلیوں پر رکھے[2]

پھر گھٹنوں کو ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے[3]

دونوں ہاتھوں کو کمان کے چِلّے کی طرح تان لے[4]

کُہنیوں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھے[4]

سَر کو نہ جُھکائے نہ اُٹھائے بلکہ پیٹھ کے برابر رکھے۔

رُکوع میں اطمینان سے ٹھہر جائے یہاں تک کہ (کمر وغیرہ) حالتِ اعتدال میں آجائے[4]

---

[1] فرج اصابعه (صحیح ابن خزیمه عن وائل بن حجرؓ ۱/۳۰۱ وسنده صحیح) فصلت اصابعه علی ساقیه وفی روایة فرج بین اصابعه (احمد عن ابی مسعودؓ۔ رجاله ثقات۔ بلوغ ۱/۱۴۹) وسنده صحیح۔

[2] فصلت اصابعه علی ساقیه (احمد عن ابی مسعودؓ) وسنده صحیح۔

[3] وضع یدیه علی رکبتیه کانه قابض علیهما (رواه ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسنده صحیح) امکن یدیه من رکبتیه (صحیح بخاری عن ابی حمیدؓ) امرنا ان نضرب بالاکف علی الرکب (صحیح مسلم ۱/۲۰۲)

[4] وتر یدیه فتجافی عن جنبیه ثم یعتدل فلا ینصب رأسه ولا یقنع (رواه ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسنده صحیح) لم یشخص رأسه ولم یصوبه ولکن بین ذلک (صحیح مسلم عن عائشةؓ) ثم ارکع حتی تطمئن راکعاً (صحیح بخاری عن ابی هریرةؓ)

پیٹھ کو بالکل سیدھا اور تنا ہوا رکھے[۱]
پیٹھ کو اتنا ہموار کرلے کہ اگر پیٹھ پر پانی ڈالا جائے
تو بہے نہیں[۲]
پھر رکوع میں کافی دیر تک سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ
(پاک ہے میرا رب عظمت والا) پڑھتا رہے[۳]

"قومہ"

پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ
{جو اللہ کی تعریف کرتا ہے اللہ اُس کی سُن لیتا ہے}

۱؎ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامدد ظہرک (رواہ احمد وابوداؤد عن رفاعۃ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۲۵۴)

۲؎ عن ابی برزۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رکع لو صب علی ظہرہ ماء لاستقر (رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہ ثقات۔ مجمع الزوائد ۲/۱۲۳ وسندہ حسن۔ بلوغ ۳/۲۵۸ وروی نحوہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی مسعود وسندہ حسن۔ بلوغ ۳/۲۵۸)

۳؎ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما الرکوع فعظموا فیہ الرب عزوجل (صحیح مسلم باب النھی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع ۱/۱۹۹) ثم رکع فجعل یقول سبحان ربی العظیم (صحیح مسلم باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل ۱/۲۱۲) اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ قام حتی نقول قد اوھم (صحیح بخاری وصحیح مسلم) کان رکوعہ وسجودہ وبین السجدتین واذا رفع رأسہ من الرکوع قریبا من السواء (صحیح بخاری)

کہتا ہوا سر اُٹھائے [1] اور سیدھا کھڑا ہو جائے، یہاں تک کہ ریڑھ کی ہر ہڈی حالتِ اعتدال میں اپنی جگہ پر آجائے [2]

سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد یہ ثناء پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ

{اے اللہ، اے ہمارے رب تو ہی ہر قسم کی تعریف کا مستحق ہے}

یا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھے [3] اور دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھائے جس طرح شروع صلوٰۃ میں اُٹھائے تھے۔

کمر کو نہ آگے جھکائے نہ پیچھے جھکائے بلکہ حالتِ

---

[1] ثم يقول سمع الله لمن حمده حين يرفع صلبه (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ رضؓ)

[2] اذا رفع راسه استوى حتى يعود كل فقار مكانه (صحیح بخاری عن ابی حمید رضؓ) وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ارفع حتى تعتدل قائما (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ) وفی روایۃ حتى تطمئن (رواہ ابن ماجہ) وسندہ صحیح (نیل الاوطار جزء ۲ صـ۲۲۳)

[3] كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا قال سمع الله لمن حمده قال اللهم ربنا ولك الحمد (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ باب ما يقول الامام ومن خلفه اذا رفع رأسه من الركوع) وفی روایۃ ثم يقول ربنا ولك الحمد (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ $\frac{1}{۲۰۳}$)

اعتدال میں رکھے[1]

کچھ دیر بعد ہاتھوں کو گرا دے اور اس حالت میں کافی دیر اطمینان سے کھڑا رہے[2] اور یہ ثناء پڑھے:۔

مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ
مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ، اَهْلَ
الثَّنَاءِ وَ الْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ
الْعَبْدُ وَ كُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ
اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ
وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ
ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ[3]

---

[1] ثم یرفع رأسہ فیقول سمع اللہ لمن حمدہ ثم یرفع یدیہ حتی یحاذی بہما منکبیہ معتدلاً (رواہ ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسندہ صحیح) اذا رفع رأسہ من الرکوع رفع یدیہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن مالک بن حویرثؓ) فقال سمع اللہ لمن حمدہ اللّٰھم ربنا لک الحمد ورفع یدیہ (ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسندہ صحیح)

[2] اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ قام حتی نقول قد اوہم (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن انسؓ) ثم یمکث قائما حتی یقع کل عظم فی موضعہ ثم یھبط ساجداً (مصنف ابن ابی شیبۃ عن ابی حمیدؓ سندہ صحیح)

[3] صحیح مسلم باب ما یقول اذا رفع رأسہ من الرکوع عن ابی سعیدؓ۔ عمت فی نسخۃ لمسلم ملء الارض

{(یہ تعریف تیرے لئے ہے) آسمانوں اور زمین کو بھر کر اور اُس کے بعد اُس چیز کو بھر کر جس کو تُو بھرنا چاہے۔ اے ثناء و بزرگی والے جو کچھ اس بندے نے کہا تو ہی اس کا حقدار ہے اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔ اے اللہ جو تُو دے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اُسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی بزرگ شخص کی بڑائی و بزرگی اُس کو تیرے ہاں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔}

"سجدہ"

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ کے لئے جُھکے [۱]

---

[۱] ثم یکبّر حین یھوی (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ رض)

سجدہ میں پیشانی و ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پیر کے پنجے زمین پر ٹکائے[۱]

ہتھیلیاں اور اُنگلیاں نہ سمیٹے بلکہ اُن کو پھیلا دے، اُنگلیوں کو ملا لے، کمر کو بلند رکھے[۲] اُنگلیاں قبلہ رُخ رکھے[۳]۔

سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے[۴]

دونوں کُہنیوں کو بلند رکھے[۵] بغلوں کو کُھلا رکھے[۶]

ہاتھوں، کلائیوں اور بازوؤں کو اِتنا کُشادہ رکھے کہ بکری کا بچہ اُن کے نیچے سے نِکل سکے[۷]۔

---

[۱] امرت ان اسجد علی سبعۃ اعظم علی الجبہۃ واشار بیدہ علی انفہ والیدین والرکبتین واطراف القدمین (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عباسؓ) فامکن انفہ وجبہتہ (رواہ ابوداؤد عن ابی حمیدؓ بسندہ صحیح) لاصلوۃ لمن لا یمس انفہ الارض ما یمس الجبین (بیہقی ج۲ ص۱۰۴۔ دارقطنی ج۱ ص۱۳۸ وطبرانی کبیر طبرانی اوسط عن ابن عباسؓ۔ رجالہ موثقون وصححہ الحاکم (المستدرک ج۱ ص۲۷۰)) ...... [۲] فسجد فانتصب علیٰ کفیہ (رواہ ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسندہ صحیح) بسط کفیہ ورفع عجیزتہ (رواہ احمد عن البراءؓ وسندہ جید (بلوغ الامانی جز۳ ص۲۸۱)) اذا سجد ضم اصابعہ (رواہ ابن خزیمۃ وسندہ صحیح صلاۃ النبی ص۱۳۸) [۳] سجد بین کفیہ (صحیح مسلم عن وائلؓ) [۴] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تضع کفیک وارفع مرفقیک (صحیح مسلم عن البراءؓ) [۵] فرج بین یدیہ حتی یبدو بیاض ابطیہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبداللہ بن مالکؓ) [۶] لو شاءت بھمۃ ان تمر بین یدیہ (وفی روایۃ ابی داؤد تحت یدیہ) لمرت (صحیح مسلم عن میمونۃؓ) وسند ابی داؤد صحیح (التعلیقات ۱/۲- ص ۶ (رواہ ابن خزیمۃ ۱/۳۲۸ وسندہ صحیح صلاۃ النبی ص ۱۳۸)

پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھے یعنی پیٹھ میں بالکل خم نہ ہو۔[1]
پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھے اور رانوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھے[2]

بازوؤں کو پیٹ اور پہلوؤں سے علیحدہ رکھے[3]

قدموں کو کھڑا رکھے[4] ایڑیوں کو ملا لے[5] پیر کی اُنگلیوں کو موڑ کر قبلہ رُو کر لے[6]

اطمینان سے سجدہ کرے[7] پھر کئی مرتبہ یہ دعا پڑھے:۔

---

[1] لا تجزئ صلوٰة الرجل حتی یقیم ظہرہ فی الرکوع والسجود {رواہ ابوداؤد عن ابی مسعودؓ واسنادہ صحیح (نیل الاوطار ج ۲ صہ ۲۱۳) }

[2] فرج بین فخذیہ غیر حامل بطنہ علی شیٔ من فخذیہ {رواہ ابوداؤد عن ابی حمیدؓ۔ وسندہ حسن}

[3] ولا قابضہما (صحیح بخاری عن ابی حمیدؓ) فتح عضدیہ عن بطنہ (احمد عن ابی حمیدؓ) وفی روایۃ الترمذی نحیٰ یدیہ عن جنبیہ (صححہ الترمذی)

[4] وھما منصوبتان (صحیح مسلم عن عائشہؓ) امر بوضع الیدین ونصب القدمین (سندہ صحیح۔ الحاکم ۱/۲۷۱)

[5] فوجدتہ ساجداً راصاً عقبیہ (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ صہ ۳۲۸ وبیہقی جلد ۲ صہ ۱۱۶) اسنادہ صحیح (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ صہ ۳۲۸)

[6] واستقبل باطراف اصابع رجلیہ القبلۃ (صحیح بخاری عن ابی حمیدؓ)

[7] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃؓ)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ (اے

اللہ، اے ہمارے رب تو پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ (بے عیب) ہے، اے

اللہ مجھے بخش دے) [۱]

"جلسہ"

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اپنا سر اُٹھائے [۲] اور اُلٹے پیر کو

بچھا کر اُس پر سیدھا بیٹھ جائے، یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی

جگہ پر آجائے۔ سیدھے ہاتھ کو سیدھے گھٹنے پر رکھے اور

اُلٹے ہاتھ کو اُلٹے گھٹنے پر رکھے [۳]

ہاتھ کا کچھ حصہ ران پر بھی ہو سکے [۴]

---

[۱] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکثر ان یقول فی رکوعہ وسجودہ سبحانك .... الخ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما السجود فاجتہدوا فی الدعاء (صحیح مسلم باب النہی عن قراءة القرآن فی الرکوع $\frac{1}{199}$) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء (صحیح مسلم باب ما یقال فی الرکوع) ثم یسجد و یقعد بین السجدتین حتی نقول قد اوھم (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کان رکوعہ و سجودہ و بین السجدتین و اذا رفع راسہ من الرکوع قریبا من السواء (صحیح بخاری)

[۲] ثم یکبر حین یرفع راسہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض) [۳] ثنی رجلہ الیسری ویقعد علیہا وفی روایۃ حتی یرجع کل عظم فی موضعہ وفی روایۃ اقبل بصدر الیمنی علی قبلتہ ووضع کفہ الیمنی علی رکبتہ الیمنی وکفہ الیسری علی رکبتہ الیسری (رواہ ابو داؤد عن ابی حمید و سندہ صحیح) [۴] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ رض) وضع کفہ الیمنی علی فخذہ الیمنی ووضع کفہ الیسری علی فخذہ الیسری (صحیح مسلم عن ابن عمر رض)

اُلٹے ہاتھ کو اُلٹے گھٹنے پر پھیلا کر اُسے پکڑلے[۱]
سیدھے پَیر کو کھڑا کرلے[۲] اور اُس کی پُشت کو قبلہ کی طرف کرلے[۳] سیدھے پَیر کی اُنگلیوں کو موڑ کر قبلہ رُو کرلے[۴]

سیدھے ہاتھ کی کُہنی کو تنا ہوا رکھے[۵] سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کو بیچ کی اُنگلی پر اس طرح رکھے کہ انگوٹھا انگشتِ شہادت کی جڑ کے قریب ہو، اور انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی سے حلقہ بن جائے، انگشتِ شہادت کو بلند کر کے

۱؎ وضع ...... یدہ الیسریٰ علیٰ رکبتہ باسطہا علیہا (صحیح مسلم عن ابن عمرؓ) یلقم کفہ الیسریٰ رکبتہ (صحیح مسلم عن ابن زبیرؓ)

۲؎ کان یفرش رجلہ الیسریٰ وینصب رجلہ الیمنیٰ (صحیح مسلم عن عائشہؓ) وفی روایۃ نصب قدمہ الاخریٰ (رواہ ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسندہٗ صحیح)

۳؎ اقبل بصدر الیمنیٰ علیٰ قبلتہ (رواہ ابوداؤد عن ابی حمیدؓ۔ وسندہٗ صحیح)

۴؎ من سنۃ الصلوٰۃ ان تنصب القدم الیمنیٰ استقبالہ باصابعہا القبلۃ والجلوس علی الیسریٰ {رواہ النسائی عن ابن عمرؓ وسندہ صحیح۔ صلاۃ النبی للالبانی صـ۱۶۱}

۵؎ وحد مرفقہ الایمن علیٰ فخذہ الیمنیٰ (رواہ ابوداؤد عن وائلؓ ورجالہ ثقات) واسنادہ صحیح (ابن خزیمۃ جزء ۱ صـ۳۵۲ والتعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۲۸۴)

(توحید کا) اشارہ کرے، بیچ کی اُنگلی، چھوٹی اُنگلی اور اُس کے برابر والی اُنگلی کو موڑ لے[1]۔ انگشتِ شہادت میں خفیف سا خَم دے[2] اور اُس کا رُخ قبلہ کی طرف رکھے[3] اور دُعاء کے وقت اُسے ہلاتا رہے[4] کبھی کبھی اُنگلی کو ساکن کر دے[5] اپنی نظر انگشتِ شہادت سے آگے نہ لیجائے[5]۔

---

[1] عقد ثلاثة وخمسين واشار بالسبابة وفی روایة قبض اصابعه کلها (صحیح مسلم عن ابن عمرؓ) وضع الابهام علی الوسطی وقبض سائر اصابعه ثم سجد {رواہ احمد عن وائلؓ ج۴ ص۳۱۷ وسندہٗ جید (بلوغ الامانی جزء ۳ ص۱۴۹) وروی نحوہٗ ابوداؤد۔ وضع ابهام علی اصبعه الوسطی (صحیح مسلم عن ابن الزبیرؓ)}

[2] قد احناها شیئاً (رواہ النسائیؒ عن نمیرؓ ورجالہ ثقات) وروی احمد نحوہٗ وسندہٗ جید (بلوغ الامانی جزء ۴ ص۳۳)

[3] اشار باصبعه التی تلی الابهام الی القبلة {رواہ ابن خزیمةؒ عن ابن عمرؓ، سندہٗ صحیح (ابن خزیمةؒ جزء ۱ ص۳۵۵)}

[4] یحرکها یدعو بها {رواہ احمد والنسائیؒ عن وائل وسندہ جید۔ بلوغ الامانی جزء ۳ ص۱۴۸) وسندہٗ صحیح (صحیح ابن خزیمةؒ جزء ۱ ص۳۵۴)

[5] یشیر باصبعه اذا دعا ولا یحرکها ولا یجاوز بصرہ اشارته {رواہ ابوداؤد عن ابن الزبیرؓ وسندہٗ صحیح (مرعاة جلد اوّل ص۳۱۹)}

اس جلسہ میں اطمینان سے بیٹھے[1] اور کافی دیر تک بیٹھا رہے[2]

رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ میں ٹھہرنے کا وقت تقریباً برابر ہو[3] اِس جلسہ میں یہ دُعاء پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَارْفَعْنِيْ[4]

{اے اللہ میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، میری (حالت کی) اصلاح فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت پر چلا، مجھے رزق عطاء فرما اور مجھے بلندی عطاء فرما}

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ارفع حتی تطمئن جالسا (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃؓ)

[2] یقعد بین السجدتین حتی نقول قد اوہم (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن انسؓ)

[3] کان رکوع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و سجودہ و بین السجدتین و اذا رفع رأسہ من الرکوع...... قریبا من السواء (صحیح بخاری عن البراءؓ)

[4] رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ بعض ہذہ الالفاظ منقصۃً وزیادۃً ______ (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی) رجالہ ثقات (شرح ابن ماجۃ للسندی۔ ابن ماجۃ جلد اوّل صفحہ ۲۹۰) صححہ الحاکم والذہبی المستدرک جزء اول صفحہ ۲۶۲ و صفحہ ۲۷۱۔

"دوسرا سجدہ"

پھر اللہ اکبر کہکر پہلے سجدہ کی طرح دوسرا سجدہ کرے[1]

"جلسۂ استراحت"

دوسرا سجدہ کرنے کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا سَر اُٹھائے[2] اور اسی طرح اطمینان سے سیدھا بیٹھ جائے جس طرح پہلے سجدہ کے بعد بیٹھا تھا، یہاں تک کہ ہر ہڈی حالتِ اعتدال میں اپنی جگہ پر آجائے[3]

دوسری رکعت

پھر دونوں ہاتھ زمین پر ٹِکائے[4] پھر گھٹنے اُٹھانے

---

[1] ثم یکبر حین یسجد (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ)
[2] ثم یکبر حین یرفع رأسہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ)
[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا (صحیح بخاری کتاب الاستئذان عن ابی ہریرۃؓ) اذا کان فی وتر من صلاتہ لم ینھض حتی یستوی قاعدا (صحیح بخاری عن مالکؓ) ثم یقول اللہ اکبر ویرفع ویثنی رجلہ الیسرٰی فیقعد علیھا ثم یعتدل حتی یرجع کل عظم الی موضعہ (رواہ ابوداؤد عن ابی حمید وفی روایۃ الترمذی ثم نھض وسندہ صحیح) [4] اعتمد علی الارض ثم قام (صحیح بخاری عن مالکؓ بن حویرثؓ)

سے پہلے ہاتھوں کو زمین سے اُٹھالے[1] اور سیدھا کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ادا کرے[2] البتہ اس رکعت میں کھڑے ہوتے ہی سُورۂ فاتحہ شروع کر دے[3]

قَعدۂ اُولیٰ

جب دوسری رکعت کا دوسرا سجدہ کر چکے تو اُسی طرح بیٹھ جائے جس طرح جلسہ میں بیٹھا تھا[4]

سیدھا بیٹھ جانے کے بعد انگشتِ شہادت سے اُسی طرح اشارہ کرے جس طرح جلسہ میں کیا تھا، اور اُس کو

---

[1] اذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه {رواه ابو داؤد والنسائی عن وائلؓ وصححه الحاكم والذهبی (۱/۲۲۶) وابن حبان (الحاشی الجديدة على النسائی)}

[2] قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ثم ارفع حتی تستوی قائما ثم افعل ذلك فی صلوتك كلها (صحیح بخاری كتاب الايمان والنذور عن ابی هريرةؓ) ثم يصنع فی الاخرى مثل ذلك (رواه ابو داؤد عن ابی حميدؓ وسنده صحيح)

[3] كان رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا نهض من (وفی رواية ابی عوانة "فی") الركعة الثانية استفتح القراءة بالحمد لله رب العلمين ولم يسكت (صحیح مسلم عن ابی هريرةؓ)

[4] اذا جلس فی الركعتين جلس علی رجله اليسرى ونصب اليمنى. (صحیح بخاری عن ابی حميدؓ)

دُعاء کے وقت حرکت دیتا رہے[1] لیکن مسلسل حرکت نہ دے۔ نگاہ انگشتِ شہادت سے آگے نہ لیجائے[2]۔ اس قعدہ میں خفی آواز سے تشہد (یعنی التحیات) پڑھے[3]۔

تشہد کے الفاظ یہ ہیں :۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ اَشْھَدُ اَنْ

---

[1] اذا قعد فی التشہد.... اشار بالسبابۃ وفی روایۃ اذا جلس فی الصلوٰۃ.... رفع اصبعہ الیمنی التی تلی الابہام فدعا بہا (صحیح مسلم عن ابن عمرؓ) یحرکہا یدعو بہا (رواہ النسائی عن وائلؓ وسندہ جید۔ بلوغ الامانی ج ۳ صـ ۱۴۸) سندہ صحیح (صحیح ابن خزیمۃ ج ۱ صـ ۳۵۴)

[2] یشیر باصبعہ اذا دعا ولا یحرکہا ولا یجاوز بصرہ اشارتہ {ابوداؤد عن ابن زبیرؓ وسندہ صحیح (مرعاۃ جلد اوّل صـ ۶۶۹)}

[3] من السنۃ ان یخفی التشہد {رواہ ابوداؤد عن ابن مسعودؓ وسندہ صحیح (مرعاۃ جلد اوّل صـ ؟) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی کل رکعتین التحیۃ (صحیح مسلم عن عائشۃ الصدیقۃؓ) وفی جامع الاصول ابوالجوزاء سمع من عائشۃؓ (مرعاۃ جلد اوّل صـ ۵۳۶)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ[1]

{ تمام عبادتیں، صلاتیں اور پاکیزہ کلمات اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبیؐ آپ پر سلام ہو، آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل ہو۔ سلام ہم پر بھی ہو اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر بھی۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی حاکم و معبود نہیں سوائے اللہ کے، اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمدؐ، اللہ کے بندے اور اُس کے رسُول ہیں }

اگر دوسری رکعت پر سَلام پھیرنا ہو تو ابتداء ہی سے بائیں کولہے پر بیٹھے[2] اور تشہد کے بعد درود و دُعاء پڑھ کر سلام پھیر دے (اس کا مفصل بیان قعدۂ اخیرہ کے عنوان

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبداللہ بن مسعود رضؓ۔

[2] اذا جلس فی الرکعۃ الآخرۃ قدم رجلہ الیسرٰی .... وقعد علی مقعدتہ (صحیح بخاری عن ابی حمیدؓ) قعد متورکًا علی شقہ الایسر (ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسندہ صحیح)

کے تحت آگے آرہا ہے) اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرنا نہ ہو تو تشہد کے بعد اُسی طریقہ سے کھڑا ہو جائے جس طریقہ سے کہ پہلی رکعت کے بعد کھڑا ہوا تھا [1]

تیسری رکعت

اللہ اکبر کہتا ہوا تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے [2]۔

سیدھا کھڑا ہونے کے بعد دونوں ہاتھ اُسی طرح اُٹھائے جس طرح شروع صلوٰۃ میں اُٹھائے تھے [3]

پھر تیسری رکعت بھی اُسی طریقہ سے پڑھے جس طریقہ سے دوسری رکعت پڑھی تھی۔

---

[1] ان کان فی وسط الصلاۃ نہض حین یفرغ من تشہدہ (رواہ احمد عن ابن مسعودؓ و رجالہ موثقون (بلوغ ۲/۳)، وسندہ صحیح) [2] ثم یکبر حین یقوم من الجلوس فی الاثنتین (صحیح بخاری، صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ)

[3] اذا قام من الرکعتین کبر ورفع یدیہ حتی یحاذی بہما منکبیہ کما کبر عند افتتاح الصلوٰۃ (ابو داؤد عن ابی حمیدؓ وسندہ صحیح) اذا قام من الرکعتین رفع یدیہ (صحیح بخاری عن ابن عمرؓ) وفی الباب عن علیؓ عند ابی داؤد۔ صححہ احمد والترمذی

اس رکعت میں قرأت آہستہ کرے۔ سُورۂ فاتحہ بھی پڑھے اور دوسری سُورت بھی۔[۱]

جب تیسری رکعت کے دونوں سجدے کر چکے تو اُسی طرح بیٹھ جائے جس طرح پہلی رکعت میں بیٹھا تھا۔ سیدھا بیٹھنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔[۲]

اگر تیسری رکعت پر سلام پھیرنا ہو تو بائیں کولہے پر بیٹھے، اُلٹا پاؤں بچھا کر اُس پر نہ بیٹھے۔ پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔[۳]

---

[۱] "ثم یصنع ذلک فی کل بقیۃ صلوتہ" (ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسندہ صحیح) "اقرأ بأم القرآن وبما شاء اللہ ان تقرأ" {رواہ ابوداؤد عن رفاعۃؓ وروی احمد نحوہ۔ بلوغ الامانی جزء ۳ صفحہ ۱۵۶} وسندہ صحیح۔ ——— فی روایۃ ابی داؤد" وصف الصلوٰۃ فکذا اربع رکعات" (وسندہ صحیح) "حزرنا قیامہ فی الرکعتین الاولیین من الظہر قدر ثلاثین آیۃ وحزرنا قیامہ فی الاخریین قدر النصف من ذلک" (صحیح مسلم عن ابی سعیدؓ)

[۲] اذا کان فی وتر من صلوتہ لم ینہض حتی یستوی قاعدًا (صحیح بخاری عن مالک بن حویرثؓ)

[۳] اذا جلس فی الرکعۃ الآخرۃ قدم رجلہ الیسرٰی ونصب الاخرٰی وقعد علی مقعدتہ (صحیح بخاری عن ابی حمیدؓ) قعد متورکًا علی شقہ الایسر (ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسندہ صحیح)

چوتھی رکعت

اگر چار رکعت کی صلوٰۃ ہو تو تیسری رکعت کے دونوں سجدے کرنے کے بعد اُلٹے پَیر پر اطمینان سے بیٹھ جائے۔ پھر اُسی طریقہ سے کھڑا ہو جائے جس طریقہ سے پہلی رکعت کے بعد کھڑا ہوا تھا۔ پھر اس رکعت کو اُسی طریقہ سے پڑھے جس طریقہ سے تیسری رکعت پڑھی تھی[1]

قعدۂ اخیرہ

جب چوتھی رکعت کے دونوں سجدے کر چکے تو بطور تورّک کے سیدھا بیٹھ جائے۔ یعنی بایاں کولہا زمین پر ٹِکائے، اُلٹے پَیر کو باہر نکال کر دونوں پَیروں کو ایک

---

[1] "ثم یصنع ذٰلک فی کل بقیۃ صلوتہ" (رواہ ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسندہٗ صحیح) "واصنع الصلوٰۃ ھٰکذا اربع رکعات" (رواہ ابوداؤد عن رفاعۃؓ وسندہٗ صحیح) "حزرنا قیامہ فی الاخریین قدر النصف من ذٰلک (صحیح مسلم عن ابی سعیدؓ)

طرف کرلے، سیدھے پیر کو کھڑا رکھے (اگر پہلی، دوسری یا تیسری رکعت میں سلام پھیرنا ہو تو بیٹھنے کی کیفیت یہی ہوگی) [1]

ہاتھوں کی، انگلیوں کی اور نگاہ کی کیفیت وہی رہے گی جو جلسہ کے عنوان کے تحت بیان کی جاچکی ہے۔ انگشتِ شہادت سے اشارہ اور حرکت کی کیفیت بھی وہی ہوگی جو قعدۂ اولیٰ کے عنوان کے تحت بیان کی جاچکی ہے [2]

---

[1] "اذا کانت السجدة التی فیها التسلیم اخر رجله الیسرٰی وقعد متورکا علی شقه الایسر" (ابوداؤد عن ابی حمیدؓ وسنده صحیح) "اذا جلس فی الرکعة الاخرة قدم رجله الیسرٰی ونصب الاخرٰی وقعد علی مقعدته" (صحیح بخاری عن ابی حمیدؓ)

[2] "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قعد فی التشهد...... عقد ثلاثة وخمسین واشار بالسبابة (صحیح مسلم عن ابن عمرؓ) "اذا جلس فی الصلوٰة وضع کفه الیمنٰی علی فخذه الیمنٰی وقبض اصابعه کلها واشار باصبعه التی تلی الابهام" (صحیح مسلم عن ابن عمرؓ) "ولا یجاوز بصره اشارته" (ابوداؤد عن ابن الزبیرؓ وسنده صحیح مرعاة جلد ۲ صفحہ ۴۸۰)

پھر التحیات پڑھے[1] (التحیات کے الفاظ پہلے گذر چکے ہیں)

پھر یہ پڑھے:-

اَحْسَنُ الْکَلَامِ کَلَامُ اللّٰهِ وَاَحْسَنُ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ[2]

{سب سے بہتر کلام، اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہتر طریقہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے}

پھر یہ درود شریف پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

---

[1] "وکان یقول فی کل رکعتین التحیۃ" {صحیح مسلم عن عائشۃ رض۔ وفی جامع الاصول ابا الجوزاء "سمع من عائشۃ" (مرعاۃ جلد اول ص۵۲۶)}

[2] "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی صلوتہ بعد التشہد احسن الکلام...... علیہ وسلم {نسائی عن جابر رض ۱/۱۴۲ (سندہ صحیح) ورجالہ ثقات (مرعاۃ جلد اول ص۶۱۴)}

آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ[1]

{اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم پر نازل فرمائی تھی، بیشک تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالٰی "واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا" عن کعب بن عجرۃ رض وعن ابی مسعودؓ اقبل رجل فقال یارسول اللہ...... کیف نصلی علیک اذا نحن صلینا فی صلاتنا فصمت ثم قال قولوا اللھم صل...... الخ {رواہ ابن خزیمۃ واسنادہ حسن وصححہ الحاکم (ابن خزیمۃ جزء ۱ ص۳۵۱)}

اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آلِ محمدؐ پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم پر نازل فرمائی تھی۔ بیشک تو تعریف والا، بزرگی والا ہے}

پھر یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ[1]

{اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں دوزخ کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تشہد احدکم فلیستعذ باللہ من اربع یقول اللھم ...... الخ (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضہ) وفی روایۃ اذا فرغ احدکم من التشہد الآخر فلیتعوذ باللہ من اربع (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ احدکم من التشہد الآخر فلیتعوذ من اربع (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۴ ص ۲۹)

کے فتنہ سے اور مسیح دجّال کے فتنہ کے شر سے}

اس دُعاء کے بعد اپنے لئے جو دُعاء چاہے مانگے [1]

پھر سیدھی طرف مُنہ کرے، حتّٰی کہ پیچھے والوں کو دایاں رخسار نظر آنے لگے۔ پھر اپنے پاس والے کی طرف متوجہ ہو کر کہے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پھر اسی طرح بائیں طرف مُنہ کر کے کہے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

دونوں طرف صرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ بھی کہہ سکتا ہے [2]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تشھد احدکم فلیتعوذ باللہ من اربع۔۔۔ ثم یدعو لنفسہ بما بدالہ {رواہ النسائی عن ابی ہریرۃؓ و رجالہ ثقات (التقریب) و صححہ النووی (المرعاۃ الامانی جزء ۴ صفحہ ۲۹)}

[2] کان یسلم عن یمینہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتّٰی یری بیاض خدہ الایمن و عن یسارہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتّٰی یری بیاض خدہ الایسر (رواہ النسائی وابوداؤد والترمذی عن ابن مسعودؓ و صححہ الترمذی) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم احدکم فلیلتفت الٰی صاحبہ {بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ}

سلام کو زیادہ نہ کھینچے بلکہ مختصر کرے[1]

صلوٰۃِ فرض کے بعد پڑھنے کی دُعائیں

صلوٰۃِ فرض کے بعد بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرے[2]

سلام پھیرتے ہی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے[3]

پھر تین ۳ مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہے[4] اور یہ ثنائیں

{بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ} (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃؓ) وعن وائل قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان یسلم عن یمینہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وعن شمالہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، {رواہ ابو داؤد وصححہ الحافظ (نیل الاوطار جزو ۲ ص ۲۵۲)}

[1] حذف السلام سنۃ {رواہ ابو داؤد عن ابی ہریرۃؓ۔ صححہ الترمذی وصححہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ علی الترمذی}

[2] رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ عن ابن عباسؓ)

[3] کنت اعرف انقضاء صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتکبیر (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ عن ابن عباسؓ)

[4] (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ عن ثوبانؓ)

پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ[1]

{اے اللہ تو سلام ہے۔ سلامتی تیری ہی طرف سے ہے اے جلال و عزت والے تو با برکت ہے}

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ[2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوۃ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
[2] صحیح بخاری و صحیح مسلم عن مغیرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

{ اللہ اکیلے کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہت ہے اور اُسی کیلئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ جو تو دے اُسے کوئی روکنے والا نہیں، جو تو روک لے اُسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی بزرگ شخص کی بزرگی اُس کو تیرے ہاں فائدہ نہیں پہنچا سکتی }

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ

لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔[۱]

{ اللہ اکیلے کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اُسی کی ہے، ہر قسم کی تعریف اُسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

نہ کسی میں نیکی کرنے کی قوت ہے اور نہ بُرائی سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے۔ کوئی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے، ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے سوائے اُس کے، نعمت اُسی کی ہے فضل اُسی کا ہے، اور اچھی تعریف اُسی کے لئے ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، ہم خالص اُسی کا دین ماننے والے ہیں خواہ کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ گذرے }

اگر چاہے تو مندرجہ ذیل اذکار کا بھی وِرد کرے:۔

۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ عن ابن الزبیر رضی اللہ عنہ۔

۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ[۱] یا
۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے[۲] یا یہ پڑھے:-
۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، پھر ایک مرتبہ:-

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[۳]

{نہیں کوئی معبود سوا اللہ اکیلے کے، اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی بادشاہت ہے اور ہر قسم کی تعریف اُسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے}

جو شخص اسے پڑھے اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

---

[۱] صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض [۲] صحیح مسلم عن کعب رض [۳] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ [1]

{اے اللہ میں بُزدلی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اور میں بُخل سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اور میں نکمی عُمر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اور دُنیا کے فتنہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں}

قُل ھو اللہ احد، قُل اعوذ بربّ الفلق اور قُل اعوذ بربّ النّاس [2]

آیۃ الکرسی [3] اور قُل ھو اللہ احد [4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الدعوات وکتاب الجہاد۔
[2] عن عقبۃ بن عامر قال امرنی رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقرأ بالمعوذات فی دبر کل صلوٰۃ {رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وسکت عنہ المنذری (مرعاۃ ۱/۴۴۳) وصححہ الحاکم والذہبی (المستدرک ۱/۲۵۳)} [3] رواہ النسائی فی الکبریٰ عن ابی امامۃ رض وصححہ ابن حبان و المنذری (مرعاۃ جلد ۱ ص۴۲۷) [4] رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ رض وسندہ جید (مرعاۃ جلد ۱ ص۴۲۸)

رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ[1]

{اے میرے رب مجھے اُس دن اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو (دوبارہ) زندہ کریگا}

تسبیح و تہلیل وغیرہ کا شمار سیدھے ہاتھ کی اُنگلیوں کے ذریعہ کیجئے[2]

نوٹ:۔ فرض نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر دعا کرنا بدعت ہے۔

---

[1] صحیح مسلم عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب استحباب یمین الامام جلد اول ص ۲۴۸

[2] عن یسیرۃ قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعقدن بالانامل فانھن مسئولات مستنطقات (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد) وصححہ السیوطی (نیل الاوطار جزء ۲ ص ۳۱۶) وعن ابن عمرو قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعقد التسبیح بیمینہ {رواہ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التسبیح بالحصی ۱/۲۱۰ وسندہ صحیح (التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۱۱۳)}

امام اور مقتدی کی صلوٰۃ میں فرق

امام اور مقتدی کی صلوٰۃ میں معمولی سا فرق ہے جو ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

مقتدی کسی بھی رُکن کو امام سے پہلے ادا نہ کرے[1] بلکہ ہر کام کو امام کے بعد کرے لیکن اتنا بعد میں بھی نہ کرے کہ امام اور مقتدی کے افعال میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ جب امام اللہ اکبر کہے تو مقتدی بھی اللہ اکبر کہے۔ جب وہ رکوع کرے تو مقتدی بھی رکوع کرے پھر اسی طرح تمام ارکان کو ادا کرے[2]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبادروا الامام (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ باب النھی عن مبادرۃ الامام بالتکبیر وغیرہ)

[2] انما الامام لیؤتم بہ فلا تختلفوا علیہ فاذا کبر فکبروا واذا رکع فارکعوا (صحیح مسلم باب ائتمام المأموم بالامام عن ابی ہریرۃ رضؓ)

امام کے افعال سے کامل مطابقت رکھے۔ حتیٰ کہ اگر امام کھڑے ہو کر صلوٰۃ ادا کرے تو مقتدی بھی کھڑے ہو کر صلوٰۃ ادا کرے اور اگر امام بیٹھ کر صلوٰۃ ادا کرے تو مقتدی بھی بیٹھ کر صلوٰۃ ادا کرے خواہ مقتدی کو بیٹھ کر صلوٰۃ ادا کرنے کا عُذر ہو یا نہ ہو[1]۔

جب امام رکوع میں پہنچ جائے تو مقتدی رکوع کرے[2]۔ اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت مقتدی اُس وقت جُھکے جب امام سجدہ میں پہنچ جائے[3]۔

جب امام وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہہ کر اٰمِيْن کہے تو مقتدی

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی قائما فصلوا قیاما، و اذا صلی جالسا فصلوا جلوسا اجمعون (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن انسؓ)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر و رکع فکبروا وارکعوا فان الامام یرکع قبلکم و یرفع قبلکم فتلک بتلک (صحیح مسلم باب التشہد فی الصلوٰۃ عن ابی موسیٰؓ)

[3] عن البراءؓ قال لم یحن احد منا ظہرہ حتی یقع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا (صحیح بخاری باب متی یسجد من خلف الامام) و فی روایۃ مسلم حتی یضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبہتہ علی الارض (صحیح مسلم باب متابعۃ الامام)

بھی آمین کہے، مقتدی امام سے پہلے آمین نہ کہے[1]

مقتدی بھی بلند آواز سے آمین کہے[2] لیکن قرأت بلند آواز سے نہ کرے[3]

جب امام بلند آواز سے قرأت کرے تو مقتدی کچھ نہ پڑھے۔ خاموشی سے سنتا رہے[4]

امام کو چاہیئے کہ دو سکتے کرے۔ ایک تکبیرِ تحریمہ کے بعد اور دوسرا قرأت ختم کرنے کے بعد، رکوع سے پہلے[5]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین، فقولوا آمین (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃؓ باب جہر الماموم بالتامین وصحیح مسلم باب التسمیع) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امن الامام فامنوا (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ)

[2] عن عطاء قال ادرکت مائتین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا المسجد اذا قال الامام ولا الضالین سمعت لھم رجۃ بآمین (رواہ البیہقی وسکت علیہ کما نظر فتح الباری جزء ۲ صفحہ ۲۱۰) عن نعیم قال صلیت وراء ابی ھریرۃ ..... فقال آمین فقال الناس آمین (رواہ النسائی $\frac{1}{105}$ وسندہ صحیح نیل $\frac{2}{199}$)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکم قرا خلفی ..... قد علمت ان بعضکم خالجنیہا (صحیح مسلم باب نہی الماموم عن جہرہ بالقراءۃ) [4] قال اللہ تعالیٰ "واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا" وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا قرا فانصتوا (صحیح مسلم باب التشہد فی الصلوٰۃ عن ابی موسیٰؓ)

[5] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسکت سکتتین اذا استفتح واذا فرغ من القراءۃ کلہا (رواہ ابوداؤد والترمذی [illegible])

مقتدی ہر حالت میں سُورۂ فاتحہ پڑھے لیکن جس رکعت میں امام بلند آواز سے قرأت کرے اُس میں مقتدی سُورۂ فاتحہ امام کے سکتات میں پڑھے۔ ایسی حالت میں مقتدی کوئی دوسری سُورت بالکل نہ پڑھے، البتہ جس رکعت میں امام بلند آواز سے قرأت نہ کرے اُس میں مقتدی سُورۂ فاتحہ کے علاوہ اگر کوئی دوسری سُورت پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے[۱]

جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو مقتدی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہے[۲] یا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لا تقرؤا بشیءٍ من القرآن اذا جھرت الا بام القرآن فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بھا (رواہ ابوداؤد والدارقطنی وقال الدارقطنی رجالہ کلھم ثقات وحسنہ الدارقطنی جزء اوّل ص۱۲۱) یقرءون خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انصت فاذا قرأ لم یقرءوا واذا انصت قرءوا (رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۶۹ وصححہ فی ص۵۵) ان السلف (ای اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم) کان اذا ام احدھم الناس کبر ثم انصت حتی یظن ان من خلفہ قد قرأ فاتحۃ الکتاب (جزء القراءۃ للامام البخاری ص۶۳) رواتہ ثقات وسندہ حسن [۲] قال رسول اللہ [حاشیہ بقیہ بر صفحہ آئندہ]

کہے[1]۔ لیکن امام سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ اللّٰھم ربنا ولک الحمد یا ربنا ولک الحمد بھی کہے اور اتنی آواز سے کہے کہ مقتدی سن لیں[2]۔

نوٹ:۔ مقتدی کو سمع اللہ لمن حمدہ نہیں کہنا چاہیئے۔ جو حدیث اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے وہ بقول امام دارقطنی محفوظ نہیں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "لم یصح فی ذٰلک شیء" اس سلسلہ میں کچھ بھی صحیح نہیں (فتح الباری جزء ۲ ص۲۲۵ و ص۲۲۷)

بعد میں آنے والے کو امام کے ساتھ اُسی حالت میں شامل ہو جانا چاہیئے جس حالت میں امام ہو۔ جو رکعت رہ جائے اُسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرلے[3]۔

{حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ} صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللّٰھم ربنا ولک الحمد (صحیح بخاری باب فضل اللّٰھم ربنا ولک الحمد عن ابی ہریرۃؓ۔

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا ولک الحمد (صحیح بخاری عن عائشۃؓ وانسؓ باب انما جعل الامام لیؤتم بہ وصحیح مسلم عن انسؓ باب ائتمام الماموم بالامام)

[2] اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ قال اللّٰھم ربنا ولک الحمد (صحیح بخاری باب یقول الامام ومن خلفہ اذا رفع رأسہ من الرکوع عن ابی ہریرۃ رضؓ) [3] اور لکعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدی الرکعتین (خلف عبدالرحمن) فلما سلم عبدالرحمن قام یتم صلوتہ (صحیح مسلم باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بہم)

مَرد اور عورت کی صَلٰوۃ میں فرق

مَرد اور عورت کی صلٰوۃ میں کوئی فرق نہیں ہے[۱]

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور اُن کی قوم کے لوگ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے واپس جانے لگے تو آپؐ نے اُن سے فرمایا تھا:۔

" واپس جاؤ اور اپنے اہل وعیال میں قیام کرو اور اُن کو تعلیم دو[۲]۔ اور اُنہیں حکم دو کہ وہ اس اس طریقہ سے فلاں فلاں وقت صلوٰۃ ادا

---

[۱] عورتوں کے سجدہ کے بارے میں مراسیل ابی داؤد میں ایک روایت ہے وہ مرسل ہونیکی وجہ سے ناقابل حجت ہے۔ عورتوں کے سینہ تک ہاتھ اُٹھانے کے سلسلہ میں طبرانی میں جو روایت حضرت وائلؓ سے مروی ہے اُس میں ایک راویہ مجہول ہے۔

[۲] اقیموا فیھم وعلموھم (صحیح بخاری باب الاذان للمسافرین)۔

کریں[۱] اور صلوٰۃ اسی طریقہ سے پڑھنا جس طریقہ سے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔"[۲]

اس موقع پر آپؐ نے اُن لوگوں کو عورتوں کی صلوٰۃ کا کوئی علیحدہ طریقہ تعلیم نہیں کیا، اگر کیا ہوتا تو حضرت مالکؓ ضرور اس کی بھی تبلیغ کرتے جس طرح وہ اور باتوں کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔

صلوٰۃ میں بھول واقع ہونا

جب صلوٰۃ میں کسی قسم کی بھول ہو جائے تو سلام کے بعد دو سجدے کرے، یہ سجدے ہر قسم کی زیادتی اور کمی کے لئے کافی ہیں۔[۳]

---

[۱] صلوا صلوٰۃ کذا فی حین کذا، صلوا صلوٰۃ کذا فی حین کذا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ)
[۲] صلوا کما رأیتمونی اصلی (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاذان للمسافرین)
[۳] اذا نسی احدکم فلیسجد سجدتین (صحیح مسلم باب السہو فی الصلوٰۃ عن ابن مسعودؓ) لکل سہو سجدتان بعد ما یسلم (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ عن ثوبانؓ وسندہ صحیح (بلوغ الامانی جزء ۴ صفحہ ۱۵۶) ثم سلم ثم یسجد سجدتین (صحیح بخاری باب قول اللہ تعالیٰ "واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی" عن ابن مسعود رضؓ) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدتا السہو فی الصلوٰۃ تجزئان من کل زیادۃ ونقصان (رواہ ابویعلی والبیہقی عن عائشۃ الصدیقۃ۔ سندہ حسن۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی جزء اول ص ۶۲۸)

اگر رکعات کی تعداد میں بھول ہو جائے تو شک کو چھوڑ دے اور یقین پر اعتماد کرے (مثلاً تین اور چار میں شک ہو تو چوتھی کو شمار نہ کرے اس لئے کہ وہ مشکوک ہے۔ تین پر یقین ہے، لہذا ایک رکعت اور پڑھے)

پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے (اس صورت میں سجدوں سے پہلے سلام نہ پھیرے) [1]

جب سہو کے سجدے کرے تو اللہ اکبر کہے اور اپنے سجدوں کے مثل یا اُن سے بھی زیادہ طویل سجدہ کرے، پھر سر اُٹھائے اور اللہ اکبر کہے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے سجدۂ کے مثل سجدہ کرے، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اُٹھائے [2]

سہو کے سجدے سلام کے بعد کرے یا سلام سے

---

[1] فلیطرح الشک ولیبن علی ما استیقن ثم لیسجد سجدتین قبل ان یسلم (صحیح مسلم عن ابی سعیدؓ)
[2] ثم سلم ثم کبر فسجد مثل سجودہ او اطول ثم رفع رأسہ فکبر ثم وضع رأسہ فکبر فسجد مثل سجودہ او اطول ثم رفع رأسہ وکبر (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضؓ)

پہلے ہر حال میں ان سجدوں کے بعد سلام پھیرے [۱]

اگر قعدۂ اولیٰ بھول جائے اور سیدھا کھڑا ہو جائے تو پھر نہ بیٹھے بلکہ کھڑا رہے، پھر آخر میں سہو کے سجدے کر لے [۲]

اگر امام بھولے تو اُس کو یاد دلانے کے لئے مرد سُبحان اللہ کہیں اور عورتیں ہاتھ پر ہاتھ ماریں [۳]

اگر امام قرأت میں بھلا دیا جائے تو مقتدی اُسے یاد دلا دے [۴]

نوٹ: سجدۂ سہو سے پہلے صرف ایک سلام پھیرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

۱؎ ثم سلم ثم سجد سجدتی السہو ثم سلم (صحیح مسلم عن عمرانؓ) کبر قبل التسلیم فسجد سجدتین وھو جالس ثم سلم (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عبداللہ بن بحینۃ رضؓ)

۲؎ قام مغیرۃؓ ولم یجلس فسبح من خلفہ فاشار الیھم ان قوموا بنا..... قال ھکذا صنع بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ ابوداؤد والترمذی وصححہ الترمذی۔ نیل الاوطار جزء ۳ ص۱۰۱)

۳؎ من نابہ شئ فی صلوتہ فلیسبح فانما التصفیق للنساء (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن سہل بن سعدؓ)

۴؎ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ فقرا فیھا فلبس علیہ فلما انصرف قال لابی.... .... ما منعک (رواہ ابوداؤد ۱/۱۲۸ وسندہ صحیح۔ صلاۃ النبی للالبانی ص۱۳۱) وزاد ابن حبان ان تفتحھا علی ورجالہ ثقات (نیل ۲/۲۷۹) وفی الباب عن مسور (جزء القراءۃ للبخاری ص۸۷) وسندہ حسن وعن انس کنا نفتح علی الائمۃ علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسندہ صحیح المستدرک (۱/۲۷۶)

اگر بھول سے کوئی رکعت رہ جائے اور امام سلام پھیرنے کے بعد مسجد سے نکل جائے تو اُسے چاہیئے کہ واپس مسجد میں آئے اور دوبارہ اقامت کہلوا کر بھولی ہوئی رکعت ادا کرے [1]

---

[1] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی یوما فسلم وقد بقیت من الصلوٰۃ رکعۃ فادرکہ رجل فقال نسیت من الصلوٰۃ رکعۃ فدخل المسجد وامر بلالاً فاقام الصلوٰۃ فصلی للناس رکعۃ (رواہ النسائی فی کتاب الاذان ۷۷/۱ ورواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک ۳۲۳/۱)

صلوٰۃ الجمعۃ

صلوٰۃ الجمعۃ ہر مسلم پر جماعت کے ساتھ فرض ہے، سوائے غلام، عورت، بچہ اور مریض کے [1]

جمعہ کی صلوٰۃ کے لئے بہتر ہے کہ بہت سویرے پیدل چلتا ہوا مسجد آجائے اور امام کے قریب جگہ حاصل کرے [2]

جب امام منبر پر بیٹھ جائے اور اذان دی جائے تو پھر کسی کاروبار میں مشغول نہ ہو، بلکہ فوراً مسجد کی طرف روانہ ہو جائے [3]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الا علی اربعۃ عبد مملوک او امرأۃ او صبی او مریض (رواہ الحاکم عن ابی موسیٰ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صـ ۲۸۹ ورواہ ابوداؤد عن طارق)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ..... بکر وابتکر ومشی ولم یرکب ودنا من الامام ..... (رواہ ابوداؤد وغیرہ عن اوس وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صـ ۲۹۷) ادنوا من الامام (حاکم جلد ۱ صـ ۲۸۹)

[3] قال اللہ تبارک و تعالیٰ " اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع " (سورۃ الجمعۃ)

جمعہ کے دن ضرور نہائے، مسواک کرے اور اگر میسّر ہو تو خوشبو بھی لگائے[۱]، سر میں تیل ڈالے[۲]، بہترین لباس پہنے[۳] اور اچھی طرح وضوء کر کے مسجد کو روانہ ہو۔[۴]

مسجد پہنچ کر لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہُوا آگے نہ بڑھے[۵] نہ دُو آدمیوں کے درمیان تفریق کرے[۶] (یعنی نہ گردنیں پھلانگے اور نہ دُو آدمیوں کے درمیان گھُس کر کھڑا ہو)۔

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغسل یوم الجمعۃ واجب علی کل محتلم وان یستن وان یمس طیبا ان وجد (صحیح بخاری عن ابی سعیدؓ)

[۲] ویدھن من دھنہ (صحیح بخاری عن سلمانؓ)

[۳] ولبس من احسن ثیابہ (رواہ ابوداؤد واحمد عن ابی ھریرۃؓ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۹۰)

[۴] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء ثم اتی الجمعۃ..... ..... (صحیح مسلم عن ابی ھریرۃؓ)

[۵] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "فلم یتخط أعناق الناس ـــ" (رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃؓ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۹۰)

[۶] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "فلا یفرق بین اثنین" (صحیح بخاری عن سلمانؓ)

مسجد پہنچ کر (دو رکعت تحیۃ المسجد کے علاوہ) جتنے نفل چاہے پڑھے[1]

تحیۃ المسجد پڑھنی ضروری ہے، اس کو کسی حال میں نہ چھوڑے، اگر خطبہ شروع ہوگیا ہو تب بھی تحیۃ المسجد پڑھ کر بیٹھے لیکن ہلکی پڑھے[2]

پھر جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش ہو کر توجہ کے ساتھ خطبہ سنے[3]

دورانِ خطبہ کسی سے بات نہ کرے۔ بلکہ کسی بات کرنے والے سے یہ بھی نہ کہے کہ "چُپ رہو۔"[4]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ثم یصلی ما کتب لہ" (صحیح بخاری عن سلمانؓ) فصلی ما قدر لہ (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضؓ) [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء احدکم یوم الجمعۃ والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیہما (صحیح مسلم عن جابر رضؓ وروی البخاری نحوہ فی باب ما جاء فی التطوع مثنٰی مثنٰی) [3] ثم ینصت اذا تکلم الامام (صحیح بخاری عن سلمانؓ) فاستمع وانصت (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضؓ)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ انصت والامام یخطب فقد لغوت (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

بات کرنے والے کا جمعہ ضائع ہو جاتا ہے[1]
کنکری وغیرہ کو ہاتھ نہ لگائے[2] نہ کسی کام میں مشغول ہو[3]
جب امام منبر پر آکر بیٹھ جائے تو مؤذن مسجد کے دروازہ پر امام کے سامنے کھڑے ہو کر اذان دے[4]

نوٹ:۔ اِس اذان سے پہلے کوئی اور اذان مسنون نہیں ہے۔

امام کو چاہیئے کہ کھڑے ہو کر دو خطبے دے۔ ان خطبوں میں قرآن مجید کی تلاوت کرے اور لوگوں کو نصیحت کرے، دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھ جائے[5] خطبے مختصر دے لیکن تفریط

---

[1] قال رجل لابی بن کعب متی انزلت ھذہ .... فاشار الیہ ان اسکت فلما انصرفوا قال ابی لیس لک من صلاتک الیوم ..... فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق ابی (رواہ احمد وابن ماجۃ وسندہ صحیح ۔ بلوغ ۶/۱۰)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "من مس الحصی فقد لغا" (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)
[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ولم یلغ" (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی عن اوس رض وسندہ صحیح ۔ مرعاۃ ج۲ ص۲۹۵) [4] کان النداء یوم الجمعۃ اولہ اذا جلس الامام علی المنبر (صحیح بخاری) وفی روایۃ کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب المسجد (ابوداؤد وسندہ حسن)
[5] کانت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبتان یجلس بینھما یقرأ القرآن ویذکر الناس (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ رض)

سے بچتے ہوئے [1] ہر خطبہ کی ابتداء حمد و ثنا سے کرے۔ [عہ]
خطبہ میں آواز کو بلند کرے [2] ہر جمعہ کو خطبہ میں سورۂ قٓ تلاوت
کرے [3] خطبہ میں دونوں ہاتھ نہ ہلائے، صرف ایک ہاتھ کی انگشتِ
شہادت سے اشارہ کرے [4] خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا یا کمان
لے لے [5]

امام کے منبر سے اترتے ہی اقامت کہی جائے [6]

پھر امام کو چاہیئے کہ زوال ہوتے ہی دو رکعت صلوٰة
پڑھائے، صلوٰة کو طول نہ دے لیکن افراط سے بچتے ہوئے [8]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقصروا الخطبۃ (صحیح مسلم عن عمارؓ) کانت خطبتہ قصدا (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ)
[2] وعلا صوتہ (صحیح مسلم عن جابرؓ) [3] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأھا کل جمعۃ علی المنبر اذا خطب الناس (صحیح مسلم عن ام ہشامؓ) [4] ما یزید علی ان یقول بیدہ ھکذا واشار باصبعہ المسبحۃ (صحیح مسلم عن عمارۃؓ) [5] فقام متوکئا علی عصا أو قوس فحمد اللہ واثنی علیہ (رواہ ابوداؤد عن الحکم بن حزنؓ وسندہ حسن۔ مرعاۃ جلد ۲ ص۳۳۲) [6] کان بلالؓ..... یقیم اذا نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ احمد والنسائی وسکت علیہ الحافظ۔ فتح ۲/۴۴ وسندہ حسن)
[8] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیلوا الصلوٰة (صحیح مسلم عن عمارؓ) کانت صلوٰتہ قصدا (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃؓ) کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الجمعۃ حین تمیل الشمس (صحیح بخاری عن انسؓ) وعن عمرؓ قال..... صلوٰة الجمعۃ رکعتان..... تمام من غیر قصر علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ احمد والنسائی ورجالہ رجال الصحیح۔ نیل ۳/۲۷۱ ورواہ البیہقی بسند صحیح عن عمر موقوفا۔ بلوغ ۱/۲۹) - [عہ] کان یخطب الناس یحمد اللہ ویثنی علیہ (صحیح مسلم)

جمعہ کی صلوٰۃ میں مندرجہ ذیل سورتیں پڑھی جائیں :۔

(۱) سورۃ الجمعۃ اور سورۃ المنافقون [۱] یا

(۲) سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیۃ یا

(۳) سورۃ الجمعۃ اور سورۃ الغاشیۃ [۲]

صلوٰۃ الجمعۃ کے بعد چار رکعت دو سلام سے پڑھے [۳]

متفرق مسائل اگر جمعہ کے دن (مسجد میں) اونگھ آئے تو جگہ بدل دے [ع]۔ بہتر ہے کہ جن کپڑوں میں روزانہ کام کاج کرتا ہے ان کے علاوہ دو کپڑے جمعہ کیلئے علیحدہ رکھے [۴] شب جمعہ کو عبادت کیلئے خاص نہ کرے [۵]۔

---

[۱] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بہما (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)

[۲] کان یقرأ سورۃ الجمعۃ وھل اتاک حدیث الغاشیۃ (صحیح مسلم عن النعمان) کان یقرأ بسبح اسم وھل اتاک (صحیح مسلم) [۳] صلوٰۃ اللیل والنہار مثنی مثنی (ابو داؤد، سندہ صحیح) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم بعد الجمعۃ فصلوا اربعا (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)

[۴] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما علی احدکم ان وجد ان یتخذ ثوبین لیوم الجمعۃ سوی ثوبی مہنتہ (رواہ ابو داؤد عن یوسف بن عبداللہ بن سلام وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۱ ص ۲۹۹) وروی نحوہ ابن عبدالبر فی التمہید عن عائشۃ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۹۹) [۵] صحیح مسلم

[ع] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نعس احدکم یوم الجمعۃ فلیتحول من مجلسہ ذلک (رواہ احمد والترمذی وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۴۳۹)

صلوٰۃ الخوف

صلوٰۃ الخوف کی ایک رکعت فرض ہے۔[۱]

صلوٰۃ الخوف کی دو رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔[۲]

صلوٰۃ الخوف سے پہلے اذان دی جائے۔[۳]

صلوٰۃ الخوف پڑھنے کی مختلف صورتیں ہیں۔

(۱) پہلی صورت:۔ اسلامی فوج کے دو حصے کر دئے جائیں۔ ایک حصہ امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور دوسرا حصہ دشمن کے مقابلہ پر رہے۔ امام اپنے ساتھ کھڑے ہوئے والوں کو ایک رکعت پڑھائے۔ دوسری رکعت کی ابتداء میں یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور وہ لوگ جو

---

[۱] فرض اللہ الصلوٰۃ علی لسان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم ..... فی الخوف رکعۃ (صحیح مسلم عن ابن عباسؓ)

[۲] صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمرؓ وغیرہ

[۳] فنودی بالصلوٰۃ (صحیح مسلم عن جابرؓ)

اب تک دشمن کے مقابلہ میں صف آراء تھے امام کے پیچھے آکر کھڑے ہو جائیں۔ اب امام اُن لوگوں کو ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے، پھر ہر ایک مجاہد ایک رکعت اور تنہا ادا کر لے [1]

(۲) دوسری صورت :- اسلامی فوج کے دو حصّے کر دئے جائیں۔ ایک حصّہ امام کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرنے کھڑا ہو جائے اور دوسرا حصّہ دشمن کا مقابلہ کرتا رہے۔ امام اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھا کر کھڑا رہے مقتدی ایک رکعت اور علیحدہ علیحدہ پڑھ لیں پھر دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں۔ اب وہ لوگ جو دشمن

---

[1] قامت طائفۃ معہ واقبلت طائفۃ علی العدو و رکع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمن معہ وسجد سجدتین ثم انصرفوا مکان الطائفۃ التی لم تصل فجاءوا فرکع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھم رکعۃ وسجد سجدتین ثم سلم فقام کل واحد منھم فرکع لنفسہ رکعۃ وسجد سجدتین (صحیح بخاری عن ابن عمرؓ)

کے مقابلہ میں تھے امام کے پیچھے آکر کھڑے ہو جائیں۔ امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھا کر بیٹھ جائے اور یہ لوگ ایک رکعت علیحدہ علیحدہ پڑھ لیں۔ پھر امام ان کے ساتھ سلام پھیرے۔[1]

(۳) **تیسری صورت**:۔ اسلامی فوج کے دو حصے کئے جائیں۔ ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں رہے۔ دوسرے حصہ کو امام دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے۔ پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور وہ لوگ جو دشمن کے مقابلہ میں تھے آجائیں۔ اب امام اُن کو بھی دو رکعت پڑھائے اور سلام پھیر دے۔ اس صورت میں امام کی چار

---

[1] ان طائفۃ صفت معہ وطائفۃ وجاہ العدو فصلّٰی بالتی معہ رکعۃ ثم ثبت قائمًا واتموا لانفسہم ثم انصرفوا فصفوا وجاہ العدو وجاءت الطائفۃ الاخری فصلی بہم الرکعۃ التی بقیت من صلوتہ ثم ثبت جالسًا واتموا لانفسہم ثم سلّم بہم (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن صالح بن خوات عمن صلّٰی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

رکعت ہوں گی اور باقی سب کی دُو دُو ۔[1]

مغرب کی صلٰوۃ اسی صورت سے پڑھی جائے۔ امام کی چھ رکعتیں ہوں گی اور باقی سب کی تین تین ۔[2]

(۴) چوتھی صورت :۔ دشمن قبلہ کی طرف ہو تو پوری اسلامی فوج دُو صفوں میں کھڑی ہو جائے، امام قیام کرے سب قیام کریں۔ امام رکوع کرے، سب رکوع کریں۔ امام سر اُٹھائے، سب سر اُٹھائیں۔ پھر امام سجدہ

---

[1] فصلّٰی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بطائفۃ رکعتین ثم تأخروا وصلّٰی بالطائفۃ الاخرٰی رکعتین فکانت لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اربع رکعات وللقوم رکعتان .... (صحیح مسلم عن جابر رض) فصلے بطائفۃ رکعتین ثم سلّم ثم جاء طائفۃ اخرٰی فصلی بہم رکعتین ثم سلّم {رواہ البغوی فی شرح السنۃ والنسائی عن جابر رض وروی احمد نحوہ۔ بلوغ ۲۱/۷ وسندہ صحیح) وروی ابن حزم عن ابی بکرۃ نحوہ۔ وروی احمد وابوداؤد والنسائی عن ابی بکرۃ نحوہ بسند لاباس بہ (بلوغ الامانی جزء ۷ صفحہ ۲)}

[2] صلی بالقوم فی الخوف صلوۃ المغرب ثلاث رکعات ثم انصرف وجاء الاخرون فصلے بہم ثلاث رکعات (رواہ الدارقطنی والحاکم عن ابی بکرۃ وصححہ الحاکم علی شرط الشیخین واقرہ الذہبی۔ مرعاۃ جلد ۳ صفحہ ۳۲۹ والمستدرک جزء اول صفحہ ۳۳۷)

کرے اور اس کے ساتھ صرف اگلی صف سجدہ کرے۔ پچھلی صف دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہے۔ پھر جب پہلی صف کھڑی ہو جائے تو دوسری صف سجدہ کرے۔ دونوں سجدوں کے بعد پچھلی صف آگے آجائے اور اگلی صف پیچھے چلی جائے، پھر پہلی رکعت کی طرح پہلے اگلی صف سجدہ کرے، پھر جب یہ لوگ کھڑے ہو جائیں تو پچھلی صف سجدہ میں چلی جائے، جب یہ لوگ سجدہ کرلیں تو سب بیٹھ جائیں اور امام کے ساتھ سب سلام پھیریں۔ [1]

⑤ **پانچویں صورت:۔** اسلامی فوج کے دو حصے کئے

---

[1] صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .... فصففنا خلفہ صفین والعدو بیننا وبین القبلۃ فکبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکبرنا جمیعا ثم رکع ورکعنا جمیعا ثم رفع رأسہ ورفعنا جمیعا ثم انحدر بالسجود والصف الذی یلیہ وقام الصف المؤخر فلما قضی السجود وقام الصف الذی یلیہ انحدر الصف المؤخر بالسجود ثم قاموا ثم تقدم الصف المؤخر وتأخر المقدم ..... ثم سلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسلمنا جمیعا وفی روایۃ فلما سجد الصف الثانی ثم جلسوا جمیعا (صحیح مسلم عن جابرؓ)

جائیں، ایک حصّہ دشمن کے مقابلہ میں رہے اور ایک حصّہ کو امام ایک رکعت پڑھائے۔ یہ حصّہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے اور دوسرا آکر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ اِس صورت میں امام کی دُو رکعتیں ہوں گی اور مقتدیوں کی ایک ایک رکعت[1]

(۶) **چھٹی صورت:۔** اسلامی فوج کی دُو جماعتیں کر دی جائیں، ایک جماعت امام کے پیچھے قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جائے، دوسری جماعت قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے دشمن کے مقابل کھڑی رہے۔ امام تکبیر کہے۔ دونوں جماعتیں

---

[1] صفّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم النّاس خلفہ صفین صفا خلفہ وصفا موازی العدو فصلی بالذین خلفہ رکعۃ ثم انصرف ھؤلاء وجاء اولٰئک فصلی بہم رکعۃ ولم یقضوا رکعۃ (رواہ النسائی عن ابن عباسؓ ورجالہ ثقات وصححہ ابن حبان وغیرہ (نیل جزء ۳ صفحہ ۲۷۳) وصححہ الحاکم والذہبی (المستدرک ۱/۳۳۵)) وقال حذیفہؓ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھؤلاء رکعۃ وبھؤلاء رکعۃ ولم یقضوا (رواہ ابو داؤد والنسائی ورجالہ رجال الصحیح (نیل جزء ۳ صفحہ ۲۷۳) وصححہ الحاکم والذہبی (المستدرک ۱/۳۳۵)) وروی النسائی والترمذی نحوہ عن ابی ہریرۃؓ وصححہ الترمذی (بلوغ جزء ۳ صفحہ ۱۲۴)

تکبیر کہیں، پھر امام رکوع کرے اور سجدے کرے تو قریب والی جماعت رکوع کرے اور سجدے کرے۔ دوسری جماعت بدستور دشمن کے مقابل کھڑی رہے۔ پھر جب امام کھڑا ہوجائے تو یہ جماعت بھی کھڑی ہوجائے اور اب یہ دشمن کے مقابل کھڑی ہوجائے اور وہ جماعت جو دشمن کے مقابل تھی اُن کے مقام پر آجائے۔ امام کھڑا رہے اور یہ جماعت رکوع اور سجدے کرکے کھڑی ہوجائے۔ پھر امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے۔ امام رکوع اور سجدے کرے تو یہ بھی رکوع و سجدے کریں۔ اور وہ لوگ جو دشمن کے مقابل کھڑے ہیں بدستور کھڑے رہیں۔ پھر امام اور قریب والی جماعت سجدے کرکے بیٹھ جائے اور وہ لوگ جو دشمن کے مقابل تھے اگلی جماعت کے پیچھے آکر رکوع اور سجدے کریں اور بیٹھ جائیں۔ پھر امام سلام پھیرے اور دونوں جماعتیں سلام پھیریں۔ لہ

{حوالہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں}

⑦ سَاتویں صورت :- اسلامی فوج کو دُو جماعتوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک جماعت امام کے سَاتھ صلوٰۃ ادا کرنے کھڑی ہو جائے اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل کھڑی رہے۔ امام پہلی جماعت کے سَاتھ قیام کرے، رکوع کرے اور ایک سجدہ کرے، پھر امام بیٹھ جائے اور مقتدی بیٹھنے کے بعد دوسرا سجدہ کریں، پھر یہ لوگ کھڑے ہو کر پیچھے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت آکر امام کے پیچھے صَف بنالے، پھر یہ لوگ قیام اور رکوع تنہا کریں، پھر امام اپنا دوسرا سجدہ اِن لوگوں کے ساتھ کرے۔ پھر امام

{حاشیہ گذشتہ صفحہ} ؎۱ قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصلوٰۃ العصر وقامت معہ طائفۃ وطائفۃ اخرای مقابلۃ العدو، ظهورهم الى القبلة ثم ركع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... ركعة مع الطائفة التي تليه ثم سجد وسجدت ...... فقام وقامت .... فذهبوا الى العدو ...... واقبلت الطائفة التي كانت مقابلة العدو فركعوا وسجدوا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم كما هو ثم قاموا فركع ..... وركعوا معه وسجدوا معه ثم اقبلت الطائفة التي كانت تقابل العدو فركعوا وسجدوا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعد ومن تبعه .... فسلم وسلموا جميعا (رواه احمد وابوداؤد والنسائی وسندہ صحیح ـ بلوغ جزء ۲ صـ ۲۴)

کھڑا ہو جائے اور یہ لوگ اپنا دوسرا سجدہ کریں، پھر دونوں جماعتیں امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑی ہو جائیں۔ پھر امام جلدی جلدی اُس رکعت کو ان سب کے ساتھ ادا کرے اور سب کے ساتھ سلام پھیرے۔[1]

⑧ **آٹھویں صورت:** جب جماعت کرنا ناممکن ہو جائے تو سواری پر یا پیدل چلتے پھرتے، بھاگتے دوڑتے انفرادی طور پر سر کے اشارے سے صلوٰۃ ادا کرے۔[2]

---

[1] فصدع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس صدعین ..... ثم مکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا وسجدوا لانفسہم السجدۃ الثانیۃ ..... فاقبلت الطائفۃ الاخری ..... ثم سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السجدۃ الثانیۃ فسجدوا معہ ثم قام ..... وسجدوا لانفسہم السجدۃ الثانیۃ ثم قامت الطائفتان جمیعا ..... ثم سلم فسلموا (رواہ احمد وابو داؤد عن عائشۃؓ وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزو ۷ صـ۲۶)

[2] قال اللہ تبارک تعالیٰ "فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا" (بقرۃ ۲۳۹) وقد صلی عبد اللہ بن انیسؓ علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یمشی ویصلی یومی ایماء (رواہ احمد وابو داؤد وسندہ حسن۔ نیل جزو ۳ صـ۲۷۴) وقال صلی اللہ علیہ وسلم انما ھو التکبیر والاشارۃ بالراس (بیہقی وسندہ صحیح۔ صلاۃ النبی لناصر الدین الالبانی صـ۶۴)

متفرق مسائل

(۱) پہلی جماعت جو امام کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرے وہ اپنے ہتھیار پہنے رہے۔ جب دوسری جماعت امام کے پیچھے صلوٰۃ ادا کرے تو وہ بھی اپنا دفاعی سامان اور ہتھیار پہنے رہے۔[۱]

(۲) بارش اور بیماری کے عُذر سے ہتھیار اُتارنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن دفاعی سامان پھر بھی پہنے رہنا چاہیئے۔[۲]

(۳) جب صلوٰۃ ختم ہو جائے تو بھی کھڑے، بیٹھے، اور

---

[۱] قال اللہ تبارک وتعالٰی "واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ فلتقم طآئفۃ منہم معک ولیأخذوا اسلحتہم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورآئکم ولتأت طآئفۃ اُخرٰی لم یصلّوا فلیصلّوا معک ولیأخذوا حذرہم واسلحتہم" {نسآء۔ ۱۰۲}

[۲] قال اللہ تبارک وتعالٰی "ولاجناح علیکم ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضٰی ان تضعوا اسلحتکم وخذوا حذرکم" {نسآء۔ ۱۰۲}

کروٹوں پر لیٹے ہوئے اللہ تعالٰی کا ذکر کرتا رہے، یعنی کسی وقت بھی اللہ تعالٰی کو نہ بھولے [1]

سجدۂ شکر

جب کوئی خوشی کی خبر سنے تو سجدۂ شکر ادا کرے [2]

---

[1] قال اللہ عزوجل "فاذا قضیتم الصلٰوۃ فاذکروا اللہ قیٰما و قعودا و علٰی جنوبکم" {نساء-۱۰۳}

---

[2] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاءہ امر سرورا او بشر بہ خر ساجدا شاکرا للہ تعالٰی (رواہ ابوداؤد والترمذی وسندہ حسن۔ التعلیقات ۱/۲۷۴)

صلوٰۃ العیدین

عید کے دن نہائے اور اچھا لباس پہنے [۱] عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے قبل چند طاق کھجوریں کھائے [۲] اور اگر صدقۂ فطر ابھی تک ادا نہ کیا ہو تو عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دے [۳]

صدقۂ فطر مسلمین میں سے بچے، بڑے، مرد، عورت، آزاد، غلام ہر ایک کی طرف سے ایک صاع (یعنی تقریباً ۲½ کلوگرام) طعام ادا کرے [۴]

---

[۱] وجد عمرؓ حلۃ من استبرق تباع فی السوق فقال یا رسول اللہ ابتع ھذہ فتجمل بھا للعید وللوفد فقال ھذہ لباس من لا خلاق لہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمرؓ) سال رجل علیا عن الغسل قال .... یوم الجمعۃ ویوم عرفۃ ویوم النحر ویوم الفطر (بیہقی. سندہ صحیح. ارواء الغلیل ۱/۱۷۷)

[۲] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغدو یوم الفطر حتّٰی یأکل تمرات (صحیح بخاری عن انسؓ) ویأکلھن وترًا (رواہ احمد عن انسؓ۔ سکت علیہ الحافظ فی فتح الباری وسندہ حسن)

[۳] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بزکاۃ الفطر ان تؤدی قبل خروج الناس الی الصلاۃ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمرؓ) [۴] فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃ الفطر صاعًا من تمر او صاعًا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمرؓ) عن ابی سعیدؓ کنا نخرج فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر صاعًا من طعام (صحیح بخاری) ادوا صاعًا من طعام فی الفطر (بیہقی۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر جزء اول ص ۱۰۱)

نوٹ :۔ طعام سے مُراد وہ چیز یا غلّہ ہے جو عام طور پر کھانے میں استعمال ہوتا ہو۔

عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ جانے سے قبل کچھ نہ کھائے۔[1]

صلٰوۃ العید کُھلے میدان میں ادا کرنی چاہیئے۔[2]

صلٰوۃ العید میں عورتوں کو بھی شریک ہونا ضروری ہے۔ اگر بعض عورتیں اذیتِ ماہانہ کی وجہ سے صلٰوۃ نہ پڑھ سکیں تو علیحدہ بیٹھ جائیں اور لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہتی رہیں، اُن کی دُعاؤں کے ساتھ دُعائیں مانگتی رہیں اور عید کے دن کی خیر و برکت اور طہارت (و پاکیزگی) کی

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول ما نبدأ بہ فی یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن البراءؓ) کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...... لا یطعم یوم الاضحیٰ حتی یصلی (رواہ الترمذی واحمد وصححہ ابن القطان وابن حبان والذہبی۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۳۳، المستدرک $\frac{1}{294}$ وبلوغ $\frac{6}{129}$ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی $\frac{1}{282}$)

[2] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلی (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی سعیدؓ)

امیدوار رہیں۔ اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تب بھی عیدگاہ ضرور جائے البتہ کسی ساتھ والی عورت کو چاہیئے کہ اپنی چادر میں اُسے بھی چھپا لے [1]

عورتیں زیور پہن کر عیدگاہ جا سکتی ہیں [2]

عید کی صلوٰۃ دو رکعت فرض ہے [3]

صلوٰۃ عید کا وقت تقریباً وہی ہے جو صلوٰۃ الضحیٰ (یعنی اشراق)

---

[1] عن اُمِّ عطیۃؓ قالت امرنا نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم وتعتزل الحیض عن مصلاھن قالت امرأۃ یا رسول اللہ احدٰنا لیس لھا جلباب قال لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا (صحیح بخاری صحیح مسلم) وفی روایۃ یشھدن الخیر (صحیح بخاری) وفی روایۃ یکبرن بتکبیرھم ویدعون بدعائھم ویرجون برکۃ ذلک الیوم وطھرتہ (صحیح بخاری) وفی روایۃ حتّٰی نخرج البکر من خدرھا (صحیح بخاری)

[2] امرھن (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بالصدقۃ قال ابن عباسؓ فرأیتھن یھوین الٰی اٰذانھن وحلوقھن یدفعن الٰی بلالؓ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

[3] قال اللہ تعالٰی ولتکبروا اللہ علٰی ماھدٰکم (بقرۃ۔ ۱۸۵) فصل لربک وانحر (کوثر۔ ۲) صلّٰی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر رکعتین (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عباسؓ) امرھم ..... ان یغدوا الٰی مصلاھم (رواہ ابوداؤد والنسائی وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۲۶) عن عمرؓ قال صلوٰۃ الاضحٰی رکعتان وصلوٰۃ الفطر رکعتان ..... تمام غیر قصر علٰی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ احمد والنسائی ورجالہ رجال الصحیح۔ نیل جزء ۳ صفحہ ۱۲۳ ورواہ ابن خزیمۃ وسندہ صحیح۔ ابن خزیمۃ جزء ۲ صفحہ ۳۴۰ ورواہ البیہقی بسند صحیح عن عمر موقوفاً۔ بلوغ ج ۱ ص ۱۰۲)

کا ہے[1]۔ جب عیدگاہ کے لئے روانہ ہو تو راستہ میں بلند آواز سے تکبیر پڑھتا رہے[عہ]۔ نہ عید کی صلوٰۃ سے پہلے کوئی صلوٰۃ ہے اور نہ عید کی صلوٰۃ کے بعد کوئی صلوٰۃ ہے[2]۔

صلوٰۃِ عید سے پہلے نہ اذان دی جائے نہ اقامت[3]۔

عید کی صلوٰۃ کو طول دے لیکن افراط سے بچتے ہوئے[4]۔

عید کی صلوٰۃ میں بارہ[۱۲] تکبیریں زائد کہی جائیں۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد مسلسل سات[۷] تکبیریں کہی جائیں۔ دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے ہی قرأت سے پہلے پانچ[۵] تکبیریں کہی

---

[1] عن عبداللہ بن بسرؓ انہ خرج مع الناس یوم عید فانکر ابطاء الامام وقال انا کنا قد فرغنا ساعتنا هذه وذلك حين التسبيح (رواہ ابوداؤد ورجالہ ثقات نیل جز ۳ ص ۲۴۵ وسندہ صحیح)

[2] لم یصل قبلھما ولا بعدھما (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عباسؓ)

[3] صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العیدین ..... بغیر اذان ولا اقامۃ (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ رضؓ) لم یذکر اذانا ولا اقامۃ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عباسؓ)

[4] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیلوا الصلوۃ (صحیح مسلم عن عمارؓ) کانت صلوتہ قصدا (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ رضؓ)

عہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج فی العیدین .... رافعا صوتہ بالتهلیل والتکبیر (رواہ البیہقی وقواہ الالبانی۔ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر ۱۷۰) کان ابن عمر یکبر .... (رواہ البیہقی وصححہ۔ نیل ۳/۲۴۵)۔ نوٹ:۔ تکبیر کے الفاظ ص ۲۵۱ کے حاشیہ میں دیکھئے

جائیں [۱] ہر تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اُٹھائے جائیں [۲] عه پہلی رکعت میں سُورۂ فاتحہ کے بعد سُورۂ "ق" پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سُورۂ "قمر" [۳] یا پہلی رکعت میں سُورۂ "اعلٰی" پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سُورۂ "غاشیہ" [۴] اگر عید جمعہ کے روز ہو تو دونوں صلٰوۃ العید کے بعد امام اپنی جائے صلٰوۃ پہ کھڑے ہو کر خطبہ دے [۵]

---

[۱] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی العید سبع فی الاولیٰ وخمس فی الآخرۃ والقراءۃ بعدھما کلتیھما (رواہ ابوداؤد عن عبداللہ بن عمرو وقال البخاری سندہ صحیح وصححہ احمد وعلی وقال العراقی اسنادہ صالح (مرعاۃ جلد ۲ صـ ۳۳۹) وفی الباب عن عائشۃؓ عند احمد وابی داؤد وعن عبدالرحمٰن بن عوفؓ عند البزار وعن ابی ہریرۃؓ عند احمد) [۲] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... یرفعھما فی کل تکبیرۃ قبل الرکوع (ابوداؤد والدارقطنی عن عبداللہ ابن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسندہ صحیح۔ [۳] صحیح مسلم عن ابی واقدؓ۔ [۴] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن النعمان بن بشیرؓ

[۵] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکرؓ وعمرؓ یصلون قبل الخطبۃ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمرؓ) فصلّے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم خطب (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عباسؓ) قام النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم الفطر فصلی فبدأ بالصلٰوۃ ثم خطب فلما فرغ نزل (صحیح بخاری عن جابرؓ) فینصرف الی الناس قائماً فی مصلاہ (ابن حبان سکت عنہ الحافظ فتح

عه کیونکہ رکوع سے پہلے ہاتھ باندھنا سنت ہے لہٰذا تکبیرات زوائد کے بعد ہاتھ باندھ لینے چاہئیں۔ صه اذا اجتمع عید والجمعۃ فی یوم واحد یقرأ بھما ایضاً فی الصلٰوتین (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ)

خطبہ مختصر دے لیکن تفریط سے بچتے ہوئے[1]

لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہیں، امام انہیں نصیحت کرے، حکم دے اور جو اہم باتیں ہوں وہ بتائے مثلاً جہاد وغیرہ کی تیاری کا حکم دے[2]

اگر عورتوں نے خطبہ نہیں سنا ہو تو ان کے قریب جا کر انہیں بھی وعظ و نصیحت کرے[3] مگر وہ اب بھی بیٹھے رہیں، کھڑے نہ ہوں[ع]۔

خطبہ کے وقت امام کو چاہیئے کہ اپنے ہاتھ میں عصا یا کمان لے لے[4]۔ خطبہ میں تشہد کے بعد کوئی سورت پڑھے اور دعا کرے[5]

جب عیدگاہ سے واپس ہو تو راستہ بدل دے، دوسرے

---

[1] اقصروا الخطبۃ (صحیح مسلم عن عمارؓ) کانت خطبتہ قصداً (صحیح مسلم عن جابر بن سمرۃ رضؓ)

[2] والناس علیٰ صفوفہم فیعظہم ویوصیہم ویأمرہم فان کان یرید ان یقطع بعثاً قطعہ او یأمر بشیء امر بہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی سعید رضؓ)

[3] ثم أتی النساء فوعظہن (صحیح بخاری وصحیح مسلم) فرأی انہ لم یسمع النساء (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ وصحیح مسلم عن ابن عباسؓ) [4] اعطی قوساً او عصا فاتکأ علیہ فحمد اللہ واثنی علیہ (رواہ احمد بلوغ ۶/۱۵۲ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۴۳) [ع] قال ابن عباسؓ کأنی انظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین یجلس الرجال بیدہ ثم اقبل یشقہم حتی جاء النساء (صحیح بخاری وصحیح مسلم واللفظ لمسلم) [5] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوم الفطر ویوم الاضحیٰ یخطب علی راحلتہ بعد الصلوٰۃ قال یتشہد ثم یقرأ بسورۃ من القرآن، یدعو ویدعوات (مصنف عبدالرزاق جزء ۳ صفحہ ۲۸۷ وسندہ صحیح)

راستہ سے گھر آئے۔[1]

نوٹ: عیدگاہ سے واپسی پر تکبیر پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ سے واپس آنے کے بعد قربانی کرے۔[2]

اگر صلوٰۃ العید سے پہلے قربانی کرلی تو صلوٰۃ العید کے بعد دوسری قربانی کرے۔[3]

قربانی تین دن ہوسکتی ہے: ۱۰، ۱۱، و ۱۲ ذوالحجہ۔[4]

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن ہرگز روزہ نہ رکھے۔[5]

اگر رویت ہلال کی خبر اتنی دیر میں پہنچے کہ عید کی صلوٰۃ کا وقت نکل جائے تو دوسرے دن عید کی صلوٰۃ ادا کرے

---

[1] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم عید خالف الطریق (صحیح بخاری) [2] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اول ما نبدأ فی یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر (صحیح بخاری و صحیح مسلم) [3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذبح قبل الصلوٰۃ فلیذبح مکانھا اخریٰ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) [4] قال اللہ تعالیٰ: ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام (الحج ۲۸) بعض صحابہ مثلاً ابن عمر (موطا)، عمرؓ، علیؓ، ابن عباسؓ، ابوہریرہؓ و انسؓ (محلی) نے کہا ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں: ۱۰، ۱۱ و ۱۲ ذوالحجہ (مرعاۃ ۲/۳۶۴) [5] نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الفطر والنحر (صحیح بخاری و

لیکن روزہ فوراً افطار کر دے [1]

عید کے ایام میں بچیاں دف بجا کر اچھے اشعار گا سکتی ہیں [2]

عید کے دن جنگی کھیلوں کا مظاہرہ کرے [3] عید کے دن جب کسی سے ملاقات ہو تو یہ کہے :۔

تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ [4] اگر جمعہ کے دن عید ہو تو جمعہ کی صلوٰۃ ضروری نہیں [5]

(نوٹ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی صلوٰۃ کبھی مسجد میں نہیں پڑھی، بارش کی وجہ سے صلوٰۃ العید مسجد میں پڑھنے کی حدیث منکر ہے، اس کا ایک راوی مجہول ہے) [6]

---

[1] ان رکباجاء وا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشھدون انھم راوا الھلال بالامس فامرھم ان یفطروا واذا اصبحوا ان یغدوا الی مصلاھم (ابوداؤد و نسائی۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات ۲۵۵/۱)

[2] عند عائشۃؓ جاریتان تدففان و تغنیان فانتھرھما ابوبکر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعھما (صحیح بخاری و صحیح مسلم) وفی روایۃ دعھما یا ابابکر فانھا ایام عید (صحیح بخاری)

[3] ھم (الحبشۃ) یلعبون فی المسجد فزجرھم عمر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعھم (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

[4] کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقوا یوم العید یقول بعضھم لبعض تقبل اللہ منا ومنک (قال الحافظ روینا فی المحاملیات باسناد حسن۔ فتح ۲/۹۸)۔ [5] صلی العید ثم رخص فی الجمعۃ (ابوداؤد ۱/۱۶۰، صححہ ابن المدینی والحاکم والذھبی۔ سبل ۲/۲۳۹)۔ [6] مرعاۃ ۲/۳۴۵

عید کا خطبہ سن کر گھر جائے [1]

نوٹ :- بغیر خطبہ سنے گھر واپس جانے کی اجازت جس حدیث میں ہے وہ ضعیف ہے [2]

ذوالحجہ کی پہلی تاریخ سے ۱۳ تاریخ تک تکبیر، تہلیل وتحمید کثرت سے کرے [3]

---

[1] والناس علی صفوفھم (صحیح بخاری وصحیح مسلم) یجلس الرجال بیدہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

[2] مرعاۃ ۳۴۹/۲

[3] اکثروا فیھن من التہلیل والتکبیر والتحمید (احمد سندہ جید۔ بلوغ ۱۶۸/۶) ایام التشریق ایام اکل وشرب وذکر للہ (صحیح مسلم) بعض صحابیوں سے تکبیر کے یہ الفاظ ثابت ہیں :-
اَللّٰہُ اکبر اللّٰہُ اکبر لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (ابن ابی شیبۃ)۔

قربانی کے مسائل

قربانی ایسے جانور کی کرے جس کے نیچے کی طرف دو۲ بڑے دانت نکل آئے ہوں۔ اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو پھر بھیڑ کا ایک سال کا بچہ قربان کرے[1] قربانی کا جانور بے عیب ہو، اس میں کسی قسم کا نقص نہ ہو،

---

[1] لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان (صحیح مسلم)

تمام اعضاء پورے ہوں[1] ۔ بیمار نہ ہو، بہت دبلا نہ ہو[2] ۔ جس شخص کو قربانی کرنی ہو وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد قربانی کرنے تک بال، ناخن اور جلد پر سے رواں وغیرہ نہ کترے البتہ جس شخص کو قربانی نہ کرنی ہو وہ کتر سکتا ہے[3] ۔

جس شخص کو قربانی کرنے کی وسعت نہ ہو وہ عید کے دن بال کترے ، مونچھوں کے بالوں کو پست کرے ، زیرِ ناف بال مونڈے اور ناخن کترے تو اُس کو بھی قربانی کا ثواب مِل جائے گا ۔[4] قربانی اپنے ہاتھ سے کرے[5]

---

[1] عن علیؓ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین.... (رواہ الترمذیؒ وابو داؤد والنسائی وصححہ الترمذی والمنذری وابن حبان والذہبی ۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۳۵۹)

[2] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل ماذا یتقی من الضحایا فقال اربعًا.... (رواہ مالک احمد وابوداؤد وسندہ صحیح ۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۳۶۱)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخلت العشر واراد احدکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ وبشرہ شیئًا وفی روایۃ فلا یأخذن من شعرہ ولا من اظفارہ شیئًا حتی یضحی (صحیح مسلم عن ام سلمۃؓ) [4] خذ من شعرک اظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فذلک تمام اضحیتک عند اللہ (رواہ ابوداؤد والنسائی وسندہ صحیح ۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۳۶۸)

[5] ذبحہما بیدہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن انسؓ)

سوائے اُونٹ کے تمام جانوروں کو لٹا کر ذبح کرے[1]

اُونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرے[2] نحر کرتے وقت اُونٹ کا ایک بایاں پَیر باندھ دے[3]

ذبح یا نحر کرتے وقت جانور کا مُنہ قبلہ کی طرف کرلے پھر مندرجہ ذیل دُعاء پڑھ کر ذبح کرے یا نحر کرے[4]:۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا

---

[1] اخذ الکبش فاضجعہ ثم ذبحہ (صحیح مسلم و مسند احمد عن عائشۃؓ) ضحّٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین..... فرأیتہ واضعًا قدمیہ علی صفاحھما (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن انسؓ)

[2] عن ابن عمرؓ انہ اتی علی رجل قد اناخ بدنتہ ینحرھا فقال ابعثھا قیامًا مقیدۃ سنۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

[3] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ینحرون البدنۃ معقولۃ الیسری قائمۃ علی ما بقی من قوائمھا {رواہ ابوداؤد عن جابرؓ (سکت عنہ المنذری و رجالہ رجال الصحیح۔ نیل جزء ۵ ص۱۰۳)}

[4] فلما وجھھا قال انی وجھت..... {رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجۃ وسندہ لا باس بہ (مرعاۃ المفاتیح جلد ۲ ص۳۵۱)} "علی ملۃ ابراہیم" اور "انا من المسلمین" صرف ابوداؤد میں ہے۔ "حنیفا" کے بعد "مسلما" صرف مسند احمد میں ہے۔ (بلوغ ۱۳/۹۲) وسندہ صحیح (المستدرک ۱/۴۶۷)

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ، اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ........ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

(خالی جگہ اپنا نام لے)

میں نے اپنا منہ اُس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا (ایسی حالت میں کہ مَیں) ابراہیم علیہ السّلام کی ملّت پر ہوں جو ایک اللہ کے ماننے والے مسلم تھے اور مَیں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بیشک میری صلوٰۃ میری قربانی ، میری زندگی اور میری مَوت اللہ کے لئے ہے جو ربّ العالمین ہے ، اُس کا کوئی شریک نہیں ، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور مَیں مسلمین میں سے ہوں۔ اے اللہ (یہ جانور)

تیری طرف سے (ملا) ہے اور تیرے ہی لئے (فلاں) کی طرف سے (قربان کیا جارہا) ہے، اللہ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں) اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

ہر صاحبِ وسعت پر قربانی ضروری ہے [1] (قربانی کیلئے نصاب کی شرط خودساختہ ہے، قرآن وحدیث سے ثابت نہیں)

ایک گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے [2]

گائے اور اُونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں [3]

قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کِھلائے [4]

---

[1] فصل لربك وانحر (الکوثر) ان اول ما نبدأ من یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقد اصاب سنتنا (صحیح بخاری) [2] کان الرجل فی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضحی بالشاۃ عنہ وعن اھل بیتہ (ترمذی، سندہ صحیح۔ مرعاۃ ۲/۳۶۷) [3] امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نشترك فی الابل والبقر کل سبعۃ منافی بدنۃ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)۔ [4] کان الرجل فی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضحی ...... فیأکلون ویطعمون (رواہ الترمذی وصححہ)۔

مُتفرق مسائل

قربانی کی کھالیں اور جھول وغیرہ خیرات کردے [1]

قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے [2]

سُورج گرہن اور چاند گرہن کی صلوٰۃ

جب سُورج گرہن یا چاند گرہن ہو تو اللہ تعالیٰ سے خوب ڈرے، گھبرائے، اللہ کے ذکر، دُعاء اور استغفار میں مشغول ہو جائے [3]

جب تک گرہن باقی رہے اللہ سے دُعاء کرتا رہے،

---

[1] عن علیؓ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... ان اتصدق بلحومها وجلودها واجلتها (صحیح بخاری وصحیح مسلم) [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخروا ثلاثا ثم تصدقوا بما بقی فلما کان بعد ذلک قالوا یا رسول اللہ ان الناس یتخذون الاسقیة من ضحایاھم ویجملون فیہا الودک فقال وما ذاک؟ قالوا نھیت ان توکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث فقال انما نھیتکم من اجل الدافة فکلوا وادخروا وتصدقوا (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عائشہؓ)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم شیئا من ذلک فافزعوا الی ذکرہ ودعائہ واستغفارہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی موسیٰؓ)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا رہے، صلوٰۃ پڑھتا رہے۔
اِس موقع پر اللہ کے نام پر کچھ صَدَقہ بھی دے[1]۔
سُورج گرہن ہو تو غلام بھی آزاد کرے[2]۔

جب سُورج گرہن یا چاند گرہن ہو تو ایک منادی کو مقرر کیا جائے کہ وہ اس طرح اعلان کرے "اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ"[3]۔

پھر امام کو چاہئے کہ دُو رکعت صلوٰۃ پڑھائے۔ ہر رکعت میں دُو رکوع کرے اور دُو سجدے کرے[4]۔

---

[1] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم ذٰلك فادعوا اللہ وکبروا وصلوا وتصدقوا (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عائشۃ رض)
[2] امر النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالعتاقۃ فی کسوف الشمس (صحیح بخاری عن اسماء)
[3] بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منادیا "الصلوٰۃ جامعۃ" (صحیح مسلم عن عائشۃ رض وروی البخاری فی صحیحہ نحوہٗ عن ابن عمرو رض)
[4] .... فصلے اربع رکعات فی رکعتین واربع سجدات (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشۃ رض)

جہر سے قراءت کرے [1] پہلا رکوع کرنے کے بعد

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

کہہ کر پھر قراءت شروع کر دے [2]

اس صلوٰۃ میں قیام بھی طویل ہوں۔ رکوع بھی طویل ہوں اور سجدے بھی طویل ہوں۔ لیکن دوسرا قیام پہلے قیام سے کم ہو، دوسرا رکوع پہلے رکوع سے کم ہو۔ دوسری رکعت میں بھی یہی کیفیت رہے، البتہ پہلی رکعت کے مقابلہ میں قیام اور رکوع کم طویل ہوں [3]

---

[1] جهر النبي صلى الله عليه وسلم في صلوة الخسوف بقراءته (صحيح بخاری و صحيح مسلم عن عائشة رضی)

[2] قال سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد ثم يعاود القراءة في صلوة الكسوف (صحيح بخاری عن عائشة رضی الله تعالى عنها)

[3] قام رسول الله صلى الله عليه وسلم قياما طويلا...... ركع ركوعا طويلا ثم رفع فقام قياما طويلا وهو دون القيام الاول ثم ركع ركوعا طويلا وهو دون الركوع الاول ثم رفع ثم سجد ثم قام فقام قياما طويلا وهو دون القيام الاول ثم ركع ركوعا طويلا وهو دون الركوع الاول...... (صحيح بخاری و صحيح مسلم عن ابن عباس رضی وعن عائشة رضی) فصلى بأطول قيام و ركوع و سجود (صحيح بخاری و صحيح مسلم عن ابی موسیٰ رضی الله تعالى عنہ)

صلٰوۃ کے بعد جب گرہن ختم ہو جائے تو امام خطبہ دے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد یہ کلمات کہے :-

اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ	بیشک سورج اور چاند اللہ کی
اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ	نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں
لَا یَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ	کسی کی موت و پیدائش کی وجہ سے
وَلَا لِحَیَاتِہٖ وَلٰکِنْ	ان میں گرہن نہیں لگتا بلکہ ان نشانیوں
یُخَوِّفُ اللّٰہُ بِھَا عِبَادَہٗ[1] [2]	کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے

گرہن کی صلٰوۃ میں ہر رکعت میں تین تین رکوع بھی کئے جا سکتے ہیں[3]۔ چار چار رکوع بھی کئے جا سکتے ہیں[4]۔

---

[1] وقد انجلت الشمس فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان الشمس .... (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عائشۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہا)

[2] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... ولکن یخوف ...... (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی موسےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

[3] فصلے بالناس ست رکعات باربع سجدات (صحیح مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

[4] صلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین کسفت الشمس ثمان رکعات فی اربع سجدات (صحیح مسلم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

اگر دو رکعت پڑھنے کے بعد بھی گرہن باقی رہے تو پھر دو دو رکعت کرکے مزید صلوٰۃ پڑھتا رہے یہاں تک کہ گرہن جاتا رہے۔[1]

صلوٰۃ الاستسقاء

صلوٰۃ الاستسقاء اُس صلوٰۃ کو کہتے ہیں جو بارش طلب کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

صلوٰۃ الاستسقاء عید کی طرح عیدگاہ میں پڑھی جاتی ہے۔[2]

امام کو چاہیئے کہ صلوٰۃ الاستسقاء کا دن مقرر کرکے

---

[1] فجعل یصلی رکعتین رکعتین ویسأل عنها حتی انجلت الشمس (رواہ ابو داؤد عن النعمان وصححہ النووی وابن حزم وابن عبدالبر مرعاۃ جلد ۳ صفحہ ۳۸۶)

[2] خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالناس الی المصلی یستسقی فصلی بہم رکعتین (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پہلے سے لوگوں کو مطلع کر دے[1]

عیدگاہ میں منبر رکھوا دیا جائے، پھر علی الصباح قرصِ آفتاب کے نمودار ہوتے ہی عیدگاہ روانہ ہو جائے[2]

جب صلوٰۃ الاستسقاء کے لئے گھر سے روانہ ہو تو زینت کا لباس نہ پہنے، چادر اوڑھ کر بڑی عاجزی و انکساری کے ساتھ تضرع و زاری کرتا ہوا عیدگاہ روانہ ہو۔[3]

راستہ میں آہستہ آہستہ چلے[4]

امام عیدگاہ پہنچکر منبر پر بیٹھ جائے اور اللہ تعالےٰ کی

---

[1] ووعد الناس یوماً یخرجون فیہ (رواہ ابوداؤد عن عائشۃؓ وسندہ صحیح۔ مرقاۃ جلد۲ صـ۲۹۸)

[2] فامر بمنبر فوضع لہ فی المصلے .... فخرج حین بدا حاجب الشمس (رواہ ابوداؤد عن عائشۃؓ وسندہ صحیح. مرقاۃ جلد۲ صـ۲۹۸)

[3] خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاستسقاء متبذلاً متواضعاً متخشعاً متضرعاً (رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی عن ابن عباسؓ وصححہ الترمذی وابوعوانۃ وابن حبان۔ مرقاۃ جلد۲ صـ۲۹۶) رفع یدیہ وحول رداءہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عبداللہ بن زیدؓ)

[4] خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متخشعاً متضرعاً متواضعاً متبذلاً مترسلاً (رواہ احمد عن ابن عباسؓ وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۶ صـ۲۳۵)

تکبیر اور حمد و ثناء بیان کرے[1] پھر اس طرح خطاب کرے:۔

اِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَ اسْتِيْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ اِبَّانِ زَمَانِهٖ عَنْكُمْ وَ قَدْ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ تَدْعُوْهُ وَ وَعَدَكُمْ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ لَكُمْ۔

تم نے اپنے شہروں میں قحط سالی اور بارش میں دیر ہونے کی شکایت کی اور تحقیق اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اس سے دعاء کرو اور اُس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعاء قبول فرمائے گا۔

پھر یہ پڑھے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ لَآ اِلٰهَ

---

[1] فقعد علی المنبر فکبر و حمد اللہ (رواہ ابوداؤد عن عائشہؓ و سندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد۳ ص۳۹۹)

إِلَّا اللّٰهُ، يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ اَنْتَ، اَنْتَ الْغَنِيُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَآ اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَ بَلَاغًا اِلٰى خَيْرٍ[۱]

ہر قسم کی تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے جو رحمٰن اور رحیم ہے اور جو انصاف کے دن کا مالک ہے نہیں کوئی حاکم و معبود سوائے اللہ کے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ، تو اللہ ہے، نہیں کوئی معبود و کارساز سوا تیرے، تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں ہم پر بارش نازل فرما اور اُس کو ہمارے لئے قوت کا اور بھلائی تک پہنچنے کا سبب بنا۔

---

[۱] ثم قال انکم شکوتم ...... (رواہ ابوداؤد عن عائشہؓ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۳ صفحہ ۳۹۹)
نوٹ:۔ خط کشیدہ لفظ "انت" ابن حبان میں ہے، ابوداؤد میں نہیں ہے۔

پھر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اتنے بلند کرے کہ بغلیں کھل جائیں[1]، ہاتھ چہرہ کے سامنے آجائیں[2]

ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کرلے اور دعاء کرتا ہے[3]۔

پھر لوگوں کی طرف پیٹھ کرلے، قبلہ کی طرف منہ کرلے اور چادر کو پلٹ لے یعنی داہنا دامن بائیں کندھے پر ڈال لے اور بایاں دامن داہنے کندھے پر ڈال لے اور اندر کا حصہ باہر کرلے پھر منبر پر ہی کھڑے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگے[4]

---

[1] ثم قال الحمد للہ رب العالمین .... ثم رفع یدیہ .... حتی بدا بیاض ابطیہ (رواہ ابوداؤد وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۹۹) قام فدعا اللہ قائما (صحیح بخاری عن عبداللہ بن زید)

[2] رافعا یدیہ قبل وجہہ (رواہ ابوداؤد عن عمیر رضی اللہ عنہ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)

[3] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقی فاشار بظہر کفیہ الی السماء (صحیح مسلم عن انس رضی اللہ عنہ)

[4] ثم حول الی الناس ظہرہ وقلب رداءہ وہو رافع یدیہ (رواہ ابوداؤد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۹۹) قلبہا علی عاتقیہ (رواہ ابوداؤد عن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۹۵) وعن عمیر رضی اللہ عنہ انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستسقی عند احجار الزیت .... قائما یدعو (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۹۶) فقام فدعا اللہ قائما ثم توجہ قبل القبلۃ وحول رداءہ (صحیح بخاری عن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) وحول رداءہ فقلبہ ظہرا لبطن (احمد۔ بلوغ جزء ۶ صفحہ ۲۴۵ وسندہ صحیح)

مقتدی بھی اسی طرح چادر کو پلٹ لیں (اور پھر دعاء کریں)[1]

پھر بڑی دیر تک امام عاجزی کے ساتھ دُعاء مانگتا رہے۔

اور تکبیر پڑھتا رہے[2]

دُعاء اِس طرح کرے :۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ[3]

اے اللہ اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو پانی پلا۔ اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنی مردہ زمین کو زندہ کر دے

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا

---

[1] وحوّل الناس معہ (رواہ احمد عن عبد اللہ بن زیدؓ و استشہد بہ الحافظ۔ بلوغ الامانی جزء ۶ صفحہ ۲۲۵ و سندہ حسن۔ فتح الباری ۳/۵۲)

[2] لم یزل فی الدعاء والتضرع والتکبیر و صلّی رکعتین (رواہ الترمذی عن ابن عباسؓ وصححہ)

[3] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا استسقی قال اللھم ..... (رواہ ابوداؤد و سندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۹۷ و بلوغ جزء ۶ صفحہ ۲۴۵)

مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ[1]

اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے پانی پلا جو ہماری فریاد رسی کا سبب ہو جس کا انجام اچھا ہو جس سے ارزانی ہو جائے، جو نفع پہنچانے والی ہو نقصان پہنچانے والی نہ ہو، جلدی آنے والی ہو دیر میں آنے والی نہ ہو۔

پھر لوگوں کی طرف منہ کرے اور منبر سے اُتر کر عید کی صلوٰۃ کی طرح (یعنی بارہ زائد تکبیروں کے ساتھ) دو رکعت صلوٰۃ پڑھائے[2]۔
اس صلوٰۃ کے لئے نہ اذان دی جائے نہ اقامت کہی جائے[3]۔
ان دونوں رکعتوں میں جہر سے قرأت کرے[4]

---

[1] رواہ ابوداؤد عن جابرؓ وسندہ صحیح۔ مرماۃ جلد ۳ صفحہ ۲۹۷
[2] ثم اقبل علی الناس ونزل فصلے رکعتین (رواہ ابوداؤد عن عائشۃؓ وسندہ صحیح۔ مرماۃ جلد ۳ صفحہ ۲۵۹) فصلے رکعتین کما یصلی العید (رواہ احمد والنسائی والترمذی عن ابن عباسؓ وسندہ صحیح۔ بلوغ ۱/۲۲۵ ونیل ۴/۷) فتوجہ الی القبلۃ یدعو وحول رداءہ ثم صلی رکعتین (صحیح بخاری)
[3] فصلی بنا رکعتین بلا اذان ولا اقامۃ (رواہ احمد عن ابی ہریرۃؓ ورواتہ ثقات (نیل الاوطار جزء ۴ صفحہ ۷) بلوغ ۲/۲۲۳ وسندہ صحیح)
[4] فصلے بہم رکعتین وجہر فیہما بالقراءۃ (صحیح بخاری عن عبداللہ بن زیدؓ)

صلوٰۃ کے بعد امام خطبہ دے[1]

جب بارش ہو تو اس طرح دُعاء کرے :۔

اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَّافِعًا[2]

اے اللہ نفع بخش بارش برسا

سجدۂ تلاوت

جب سجدہ کی آیت پڑھے تو سجدہ کرے اور سجدہ میں تین دفعہ یہ دعا پڑھے :۔ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِحَوْلِہٖ وَقُوَّتِہٖ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ترجمہ :۔ میرے چہرے نے اس ہستی کو سجدہ کیا جس ہستی نے اپنی قدرت اور قوت سے چہرہ کو بنایا، اس کے کان بنائے اور اسکی آنکھیں بنائیں، بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے[3]

---

[1] فصلّٰی بنا رکعتین .... ثم خطبنا (رواہ احمد عن ابی ہریرۃؓ بلوغ ۶/۲۳۲ وسندہ صحیح)
[2] صحیح بخاری [3] کان یقول فی سجود القرآن باللیل سجد وجھی .... (حاکم، سندہ صحیح ۱/۲۲۰)
واخرجہ ابن السکن وصححہ وقال فی آخرہ ثلاثا۔ مرعاۃ ۲/۵۰

تہجد، قیام اللّیل، قیام رمضان اور وتر

جب تہجّد کیلئے اُٹھے تو بیٹھنے کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے سُورۂ آلِ عمران کی آخری گیارہ آیات پڑھے[۱]

تہجد یا قیام رمضان کی عموماً گیارہ رکعت پڑھے[۲] اگر چاہے تو کبھی ۱۳ رکعت پڑھے[۳] اور اگر چاہے تو کبھی گیارہ سے کم بھی پڑھ سکتا ہے[۴]۔

حتیٰ کہ اگر ایک رکعت پڑھنا چاہے تو ایک ہی رکعت پڑھ لے[۵]

قیام رمضان جماعت سے ادا کیا جا سکتا ہے[۶]

جب تہجد یا قیام رمضان شروع کرے تو پہلے دو ہلکی رکعتیں

---

[۱] قعد فنظر الی السماء فقرأ ان فی خلق السمٰوات .... (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عباسؓ)
[۲] ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشہؓ)
[۳] فصلی رکعتین[۱] ثم رکعتین[۲] ثم رکعتین[۳] ثم رکعتین[۴] ثم رکعتین[۵] ثم رکعتین[۶] ثم اوتر (صحیح مسلم عن زید بن خالدؓ) فتتامت صلوٰتہ ثلاث عشرۃ رکعۃ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عباسؓ)
[۴] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذا اردت ان تنصرف فارکع رکعۃ (صحیح بخاری عن ابن عمرؓ) [۵] عن عائشۃؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... اذا اراد ان یوتر ایقظنی فاوترت (صحیح بخاری) [۶] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتخذ حجرۃ فی المسجد ... فصلی فیھا لیالی حتی اجتمع علیہ ناس (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

پڑھے۔ [1] پھر دو۲ طویل رکعتیں پڑھے، پھر اِن دو۲ سے ہلکی دو۲ طویل رکعتیں پڑھے، پھر ان سے ہلکی دو۲ طویل رکعتیں پڑھے، اسی طرح ہر دو۲ رکعت اپنے ماقبل دو رکعت سے ہلکی ہوں، پھر وتر پڑھے [2] قرأت نہ بہت بلند آواز سے کرے اور نہ بالکل خفیہ آواز سے، اگر کچھ آیتیں کسی سورت کی اور کچھ کسی اور سورت کی پڑھے تو بھی جائز ہے [عہ] ہر دو۲ رکعت پر سلام پھیرتا رہے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھے [3] رات کی صلوٰۃ میں وِتر بالکل آخر میں ہونا چاہیئے، وتر کے بعد کوئی صلوٰۃ نہیں پڑھنی چاہیئے [4]

تہجّد کا سب سے بہتر وقت یہ ہے کہ آدھی رات تک

---

[1] قال رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اذا قام احدکم من الّیل فلیفتح الصّلوٰۃ برکعتین خفیفتین (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)

[2] فصلّی رکعتین خفیفتین ثم صلّی رکعتین طویلتین ثم صلّی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما ..... ثم اوتر (صحیح مسلم عن ابن عباس رض) [3] یسلم بین کل رکعتین ویوتر بواحدۃ (صحیح مسلم عن عائشۃ رض) [4] اجعلوا اٰخر صلوٰتکم باللیل وترًا (صحیح بخاری وصحیح مسلم)۔ [عہ] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر ارفع من صوتک شیئا وقال لعمر اخفض من صوتک شیئا (رواہ ابوداؤد و سندہ صحیح التعلیقات ۱/۱۰۸ م) قال لبلال قد سمعتک یا بلال وانت تقرأ من ھذہ السورۃ ومن ھذہ السورۃ .... کلکم قد اصاب (رواہ ابوداؤد ۱/۱۹۵ وسندہ صحیح)

سوئے، پھر اُٹھ کر تہائی رات قیام کرے، پھر رات کا چھٹا حصّہ سو جائے[۱] اگر رات کو کچھ دیر صلوٰۃ پڑھے پھر سو جائے، پھر اٹھے صلوٰۃ پڑھے اور سو جائے، پھر اٹھے اور صلوٰۃ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے[عہ] تہجد اگر شروع رات میں یا رات کے نصف میں پڑھ لے تو بھی جائز ہے[۲]

جس کو آخر رات میں نہ اُٹھنے کا اندیشہ ہو وہ اوّل وقت یعنی عشاء کے بعد ہی وتر پڑھ لے ورنہ آخر رات میں پڑھے۔[۳]

اگر صلوٰۃ اللّیل پڑھتے پڑھتے نیند آنے لگے تو سو جائے جب نیند کا غلبہ جاتا رہے تو پھر اُٹھ کر صلوٰۃ پڑھے[۴]

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الصّلوٰۃ الی اللہ صلوٰۃ داؤدؑ..... کان ینام نصف اللّیل ویقوم ثلثہ وینام سدسہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عبداللہ بن عمروؓ)

[۲] من کل اللّیل اوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اول اللّیل واوسطہ واٰخرہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عائشہؓ) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی ما بین ان یفرغ من صلوٰۃ العشاء الی الفجر احدیٰ عشرۃ رکعۃ (صحیح مسلم عن عائشہؓ)

[۳] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خاف ان لا یقوم من اٰخر اللّیل فلیوتر اولہ ومن طمع ان یقوم اٰخرہ فلیوتر اٰخر اللّیل (صحیح مسلم عن جابرؓ)

[۴] اذا نعس احدکم وھو یصلی فلیرقد حتٰی یذھب عنہ النوم (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عائشہؓ)

[عہ] فصلی رکعتین .... فنام .... ثم فعل ذالک ثلاث مرات (صحیح مسلم عن ابن عباسؓ)

اگر تہجد یا تہجد کی کچھ رکعتیں نیند کی وجہ سے فوت ہو جائیں تو فجر اور ظہر کے مابین پورا کر لے [۱]

وتر کا وقت صلوٰۃ العشاء کے بعد سے طلوعِ صبح صادق تک رہتا ہے [۲]

عشاء کے بعد بھی وتر ایک رکعت پڑھا جا سکتا ہے [۳]

وتر کی آخری رکعت میں یہ دعاء پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْمَا

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن حزبہ او عن شیء منہ فقرأہ فیما بین صلوٰۃ الفجر و صلوٰۃ الظہر کتب لہ کانما قرأہ من اللیل (صحیح مسلم عن عمرؓ)

[۲] من کل اللیل قد اوتر من اول اللیل ...... فانتھی وترہ الی السحر (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشہؓ) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زادکم صلوٰۃ وھی الوتر فصلوھا بین صلاۃ العشاء الی صلوٰۃ الفجر (رواہ احمد عن ابی بصرۃ وسندہ صحیح ۔ بلوغ جزء ۲ ص ۲۸۰) اوتروا قبل ان تصبحوا (صحیح مسلم)

[۳] کان ابو موسیٰ بین مکۃ والمدینۃ فصلی العشاء رکعتین ثم قام فصلی رکعۃ اوتر بہا ..... ثم قال ما الوت ..... ان اقرأ بما قرأ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ النسائی وسندہ صحیح بصلاۃ النبی للالبانی ص ۱۲۳)

اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ[1][2]

اے اللہ مجھے ہدایت دے اُن لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت دی، مجھے عافیت دے اُن لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی، مجھ کو دوست بنا اُن لوگوں میں جن کو تو نے دوست بنایا، جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اُس میں برکت عطاء فرما اور مجھے اُس چیز کے شر سے بچا جو تو نے مقدر کر دی ہے، اس لئے کہ تو حکم کرتا ہے، تجھ پر کوئی حکم نہیں چلا سکتا، جس کو تو دوست رکھے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا اور جس سے تو دشمنی

[1] رواہ الترمذی وابوداؤد عن حسنؓ وسندہٗ صحیح (مرقاۃ ج ۲ ص ۲۱۳) واللفظ لابی داؤد۔
[2] امام کو یہ دعاء جمع کے صیغوں میں پڑھنی چاہیئے۔ دعاء کے الفاظ ص ۵۵۲ پر دیئے ہوئے ہیں۔

رکھے وہ عزت نہیں پا سکتا، اسے ہمارے رب تو بابرکت ہے، بلند و بالا ہے۔

مذکورہ بالا دعاء خواہ رکوع سے پہلے پڑھے[1]، خواہ رکوع کے بعد[2] [عمہ] اس دعاء کے بجائے وہ دعاء بھی پڑھی جا سکتی ہے جو صفحہ ۳۰۵ تا صفحہ ۳۰۷ پر دی ہوئی ہے۔

وتر کا سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ یہ ثناء پڑھے:۔

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

تمام کمزوریوں اور عیبوں سے منزہ ہے وہ بادشاہ جو پاکیزگیوں والا ہے۔

اور تیسری مرتبہ آواز کو بلند کرے اور کھینچے[3]

---

[1] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر فیقنت قبل الرکوع (رواہ ابن ماجۃ والمحمد سندہ صحیح، صلاۃ النبی ص ۱۹۵ للالبانی۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۱۳) ولہ شواہد کثیرۃ منہا ان ابن مسعودؓ واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یقنتون فی الوتر قبل الرکوع (رواہ ابن ابی شیبہ بحجم عن علقمۃ وسندہ حسن۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۱۴) [2] عن الحسن قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وتری اذا رفعت راسی ولم یبق الا السجود (رواہ الحاکم دکوا احمد محمد شاکر۔ مرعاۃ ج ۲ ص ۲۱۳)

[3] قال عند فراغہ سبحان الملک القدوس ثلث مرات یطیل فی آخرھن (رواہ النسائی عن ابی بن کعبؓ سندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۱۴) کان یقول اذا سلم سبحان الملک القدوس ثلثا ویرفع (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

عمہ ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھے کیونکہ قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے (ص ۲۰۹)

اگر وِتر پڑھنا بھول جائے یا وِتر کا وقت سوتے میں نکل جائے تو جب یاد آئے (یا جب جاگے) پڑھ لے[1]

تین رکعت وتر ایک سَلام سے نہ پڑھے[2]

اگر تین رکعت وِتر پڑھنے ہوں تو اِس طرح پڑھے کہ دو رکعت پڑھ کر سَلام پھیرے پھر ایک رکعت وتر پڑھے۔[3]

ان دو رکعتوں میں جو وِتر سے پہلے پڑھے، سُورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور سُورۂ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ

{حاشیہ بقیہ گزشتہ صفحہ} صوتہ بالثالثۃ۔ (رواہ النسائی عن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سندہ صحیح۔ مرعاۃ ج۲ ص۲۱۴)

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصبح احدکم ولم یوتر فلیوتر (رواہ الحاکم وصححہ۔ نیل جزء ۳ ص۴۱) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبح فیوتر (رواہ احمد عن عائشۃؓ وسندہ حسن۔ نیل جزء ۳ ص۴۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن وترہ اونسیہ فلیصل اذا ذکرہ (رواہ ابوداؤد عن ابی سعیدؓ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ ص۲۱۶)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتوتروا بثلاث اوتروا بخمس او بسبع ولا تشبھوا بصلاۃ المغرب (رواہ الدارقطنی وسندہ صحیح۔ نیل جزء ۳ ص۳۱)

[3] عن ابن عمرؓ انہ کان یفصل بین شفعہ ووترہ بتسلیمۃ واخبران النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعلہ (رواہ الطحاوی وسندہ قوی۔ نیل الاوطار جزء ۳ ص۲۹) وفی روایۃ البخاری ان ابن عمرؓ کان یسلم بین الرکعتین والرکعۃ فی الوتر۔

نوٹ:۔ ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا ابن مسعودؓ سے ثابت ہے: انہ کان یقرأ فی اٰخر رکعۃ من الوتر قل ھو اللہ احد ثم یرفع یدیہ فیقنت قبل الرکوع۔ سندہ صحیح۔ جزء رفع الیدین ص۳۱ (رواہ الطبرانی ۹/۲۸۳)

کی تلاوت کرے اور وتر میں سُورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے یعنی تینوں سورتیں ایک ہی رکعت میں پڑھے یا وتر میں سُورۂ نساء کی سو آیتیں تلاوت کرے[1] یا وتر میں صرف سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے[2]

پانچ رکعت، سات رکعت اور نو رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ

جب پانچ رکعت وتر پڑھے تو (التحیات کے لئے) کسی رکعت میں نہ بیٹھے سوائے پانچویں رکعت کے[3]

---

[1] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الرکعتین اللتین یوتر بعدھما بسبح اسم ربک الاعلیٰ وقل یایھا الکافرون ویقرأ فی الوتر بقل ھو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک $\frac{1}{305}$۔ التعلیقات $\frac{1}{297}$) صلی ابو موسیٰ الاشعری باصحابہ..... فصلی العشاء رکعتین ثم قام فقرأ مائۃ آیۃ من سورۃ النساء فی رکعۃ..... فقال ما الوت.......ان اصنع مثل ما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم {رواہ احمد والنسائی وسندہ جید (بلوغ الامانی جزء ۳ صـ۲۳۰) وسندہ صحیح (صلاۃ النبی للعلامۃ محمد ناصر الدین الالبانی صـ۱۲۳)}

[2] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات کان یقرأ..... فی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد (رواہ النسائی عن ابی و سندہ صحیح۔ مرعاۃ $\frac{2}{211}$)

[3] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر..... بخمس لا یجلس فی شیء الا فی آخرھا (صحیح مسلم باب صلاۃ اللیل)

جب سات رکعت وتر پڑھے تو چھٹی پر بیٹھے، پھر ساتویں رکعت پر بیٹھے[1]

جب نو رکعت وتر پڑھے تو آٹھویں رکعت پر بیٹھے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، اس کی حمد کرے، اُس سے دُعاء مانگے، پھر کھڑا ہو جائے اور نویں رکعت پڑھے۔ نویں رکعت پڑھ کر بیٹھ جائے، اللہ کا ذکر کرے، اُس کی حمد کرے، اس سے دعاء مانگے، پھر سلام پھیرے[2]

نوٹ:۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ، سات اور نو رکعات وتر پڑھنا بھی ثابت ہے اور اس کی اجازت بھی ہے لیکن ایک رکعت وتر پڑھنا بہتر ہے، آپؐ نے اسی کا حکم دیا ہے۔[3]

---

[1] اوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبع رکعات لایقعد الا فی السادسة ثم ینهض ولا یسلم فیصلی السابعة ثم یسلم تسلیمۃ (نسائی کیف الوتر بسبع۔ رجالہ ثقات وسندہ صحیح)

[2] (کان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی تسع رکعات لا یجلس فیها الا فی الثامنة فیذکر اللہ ویحمده ویدعوه ثم ینهض ولا یسلم ثم یقوم فیصلی التاسعة ثم یقعد فیذکر اللہ ویحمده ویدعوه ثم یسلم تسلیما (صحیح مسلم باب جامع صلوٰة اللیل)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاة اللیل مثنیٰ مثنیٰ فاذا اردت ان تنصرف فارکع رکعة توتر لک ما صلیت (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۶ ابواب الوتر)

صلٰوۃ الضحٰی

ضحٰی کے معنٰی ہیں ارتفاع النہار، یعنی دن چڑھے[۱] اس کو اشراق بھی کہتے ہیں۔

سورج کے بلند اور صاف و چمکدار ہونے کے بعد جو صلٰوۃ پڑھی جاتی ہے اُسے صلٰوۃ الضحٰی کہتے ہیں۔ اس کا افضل وقت وہ ہے جس وقت دھوپ کی تیزی سے اونٹوں کے بچے گرم ہو جائیں[۲]

صلٰوۃ الضحٰی کی دو رکعتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں[۳]، چار بھی[۴] اور آٹھ بھی[۵]

---

[۱] قاموس (مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۳۹) [۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلٰوۃ الاوابین حین ترمض الفصال (صحیح مسلم عن زید بن ارقم رض) [۳] عن ابی ذر رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبح علی کل سلامی من احدکم صدقۃ ..... ویجزئ من ذلک رکعتان یرکعہما من الضحٰی (صحیح مسلم) [۴] عن معاذۃ سألت عائشۃ رض کم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلٰوۃ الضحٰی قالت اربع رکعات ویزید ما شاء اللہ (صحیح مسلم) [۵] صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بقیہ بر صفحۂ آئندہ)

ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا چاہیئے۔[1]

صلوٰۃ الضحیٰ مستحب ہے۔[2]

جب تک سورج بلند نہ ہو جائے صلوٰۃ الضحیٰ نہ پڑھنی چاہیئے۔[3]

صَلٰوۃ الوضوء

صلوٰۃ الوضوء کو عام طور پر تحیۃ الوضوء کہتے ہیں۔

صلوٰۃ الوضوء وہ صلوٰۃ ہے جو ہر وضوء کے بعد وضوء کرتے ہی پڑھی جائے۔[4]

{حاشیہ صفحۂ گذشتہ} ثمانی رکعات... وذلک ضحیٰ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن اُمّ ہانیؓ)

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللیل والنہار مثنیٰ مثنیٰ (رواہ ابوداؤد ۱/۱۹۰ وصححہ البخاری۔ نیل جزء ۳ ص۲۶)

[2] عن مورق قال قلت لابن عمرؓ تصلی الضحیٰ قال لا.... قلت فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لااخالہ (صحیح بخاری)

[3] عن سعید انا اصلی صلوٰۃ الضحیٰ حین طلعت الشمس فعاب ابوبشیرؓ علی ذلک ونہانی ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتصلوا حتی ترتفع الشمس {رواہ احمد وسندہ جید (بلوغ جزء ۵ ص۲۷)} [4] قال بلالؓ (فی حضرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) انی لم اتطہر طہورًا فی ساعۃ من لیل ولا نہار الا صلیت بذلک الطہور ماکتب لی ان اصلی (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرہؓ)

اس صلوٰۃ کی دو رکعتیں مستحب ہیں[1]

صلوٰۃ الاستخارہ

استخارہ کے معنیٰ ہیں "(اللہ تعالیٰ سے) خیر طلب کرنا" یعنی جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعاء کرنا کہ "اے اللہ اگر یہ کام میرے لئے اچھا ہے تو اس میں مجھے خیر و برکت عطاء فرما اور اگر میرے لئے بُرا ہے تو اس کے شر سے مجھے بچا کر وہ کام کرائے جس میں خیر و برکت ہو"

جب استخارہ کرنا ہو تو دو رکعت پڑھے پھر یہ دعاء پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ

---

[1] قال بلال ما اصابنی حدث قط الا توضأت عنده ورأیت ان ﷲ علی رکعتین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہما (ای بہما سمع خشخشۃ بلال امامہ فی الجنۃ) رواہ الترمذی عن بریدۃ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۲۵۰

وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ [1]

اے اللہ ، میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے خیر طلب کرتا

---

[1] صحیح بخاری عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہوں، تیری قدرت کے ساتھ تجھ سے قدرت طلب
کرتا ہوں اور تیرے فضلِ عظیم کا تجھ سے سوال کرتا ہوں
کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے، میں قدرت نہیں رکھتا،
تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کا جاننے
والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے
دین، میری معاش اور میرے کام کے انجام کے
لحاظ سے میرے لئے بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر
فرمادے۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین، میری
معاش اور میرے کام کے انجام کے لحاظ سے میرے
لئے بُرا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے
پھیر دے، پھر جہاں کہیں سے بھی ہو میرے لئے خیر کو
مقدر فرمادے، پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔

نوٹ: کہا جاتا ہے کہ خواب میں اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی یہ بات حدیث سے ثابت نہیں۔

صَلٰوۃ التّوبہ

جب کوئی گناہ ہو جائے تو پاک ہو کر دوٗ رکعت پڑھے، پھر اللہ سے مغفرت مانگے [۱]

صَلٰوۃ الہمّ والغمّ

جب کسی کام کا فکر ہو یا غم ہو تو دو رکعت صلوٰۃ پڑھے [۲]

صَلٰوۃُ التّسبیح

صلوٰۃ التسبیح کی چاؔر رکعت ہیں۔ ہر رکعت میں سُورۂ فاتحہ

---

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یذنب ذنبا ثم یقوم فیتطہر ثم یصلی ثم یستغفر اللہ الا غفر اللہ لہ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی بکرؓ وسندہ صحیح وفی روایۃ ابی داؤد وابن ماجۃ یصلی رکعتین۔ مرعاۃ ۲۲۹/۳ وسندہ صحیح)

[۲] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ أمر صلی (رواہ ابوداؤد واحمد عن حذیفۃ وسندہ صحیح أو حسن۔ مرعاۃ جلد ۳ صفحہ ۲۵)

اور کوئی دوسری سورت پڑھنے کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۱۵ بار پڑھے۔ پھر رُکوع کرے اور رُکوع میں ۱۰ بار اِن کلمات کو پڑھے۔ پھر رُکوع سے اُٹھ کر ۱۰ مرتبہ پڑھے۔ پھر پہلے سجدِہ میں ۱۰ مرتبہ پڑھے۔ پھر بیٹھ جائے اور ۱۰ مرتبہ ان کلمات کو پڑھے، پھر دوسرے سجدِہ میں ۱۰ مرتبہ پڑھے۔ پھر دوسرے سجدِہ کے بعد بیٹھ جائے اور ۱۰ مرتبہ اِن کلمات کو پڑھے۔

نوٹ:۔ اس صلوٰۃ کو پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔[1]

صَلوٰۃ المسَافر

سفر میں چار رکعت فرض کے بجائے دو رکعت

---

[1] رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ عن ابن عباسؓ وکذلک روی ابوداؤد عن الانصاری وعن عبداللہ بن عمروؓ وسندھا حسنؓ وفی الباب عن فضل بن عباسؓ وعباسؓ وعبداللہ بن عمرؓ وعلی ابن ابی طالبؓ وجعفر وعبداللہ بن جعفر وابی رافعؓ وام سلمۃؓ۔ مرعاۃ جلد۲ ص۲۵۲، ۲۵۳

پڑھے [1] لیکن مغرب کی صلوٰۃ تین ہی رکعت پڑھی جائے۔[2]

مسافر اگر مقیم کے پیچھے صلوٰۃ ادا کرے تو چار رکعت ادا کرے[3]

سفر میں وِتر اور صبح کی دو سنّتوں کا پڑھنا بہتر ہے۔

دوسری سُنّتوں کو بھی اگر چاہے تو پڑھ لے[4]

سفر میں اگر کہیں مقیم ہو جائے تو بھی چار رکعت فرض کے بجائے دو رکعت ہی پڑھے[5]

سفر میں چار رکعت کے بجائے دو رکعت ہی فرض

---

[1] عن انسؓ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی مکۃ فکان یصلی رکعتین رکعتین حتی رجعنا الی المدینۃ۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

[2] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وباب الافاضۃ من عرفات الی المزدلفۃ، قال عبداللہ بن عمرؓ رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعجلہ السیر یؤخر المغرب فیصلیها ثلاثا (صحیح بخاری باب یصلی المغرب ثلاثا فی السفر)

[3] قال موسیٰ کنا مع ابن عباس فقلت انا اذا کنا معکم صلینا اربعا واذا رجعنا الی رحالنا صلینا رکعتین قال تلک سنۃ ابی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم (احمد $\frac{1}{216}$ ۔ سندہ صحیح۔ ارواء الغلیل للالبانی جلد ۳ ص ۲۱)

[4] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر علی راحلتہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمرؓ)
صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین ثم صلی الغداۃ (صحیح مسلم عن ابی قتادۃ رضؓ)
قال البراءؓ سافرت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما رأیتہ ترک رکعتین قبل الظہر (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وحسنہ البخاری مرعاۃ ج ۲ ص ۲۷۳) لم اره یسبح فی السفر (صحیح بخاری عن ابن عمرؓ)

[5] اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ عشر یقصر .... (صحیح بخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہیں [1] چار رکعت نہ پڑھے کیونکہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں کبھی چار رکعت نہیں پڑھیں [2]

سفر میں "ظہر اور عصر" اور "مغرب اور عشاء" کو ملا کر پڑھ سکتے ہیں [3]

سفر میں اگر کہیں مقیم ہو جائے تب بھی ان صلاتوں کو جمع کیا جا سکتا ہے [4]

ظہر اور عصر کو جمع کرنا ہو تو ظہر کے وقت ظہر اور عصر دونوں ملا کر پڑھ لی جائیں [5]، یا عصر کے وقت ظہر اور عصر

---

[1] عن عائشۃ رضی قالت فرضت الصلوٰۃ رکعتین ثم ...... ففرضت اربعًا وترکت صلوٰۃ السفر علی الفریضۃ الاولیٰ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

[2] فکان ر[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم لایزید فی السفر علی رکعتین (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمر [illegible] تعالٰی عنہما)

[3] کان رسول ا[illegible] اللہ علیہ وسلم یجمع بین صلوٰۃ الظہر والعصر اذا کان علی ظہر سیر ویجمع بین المغرب [illegible]شاء (صحیح بخاری عن ابن عباس رض)

[4] و [5] خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (من قبۃ) بالہاجرۃ الی البطحاء فتوضأ فصلی الظہر رکعتین والعصر رکعتین (صحیح مسلم باب سترۃ المصلی عن ابی جحیفۃ رض۔ وروی البخاری نحوہ فی ابواب السترۃ)

ملا کر پڑھ لی جائیں۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کو جمع کیا جا سکتا ہے[1]

نوٹ:۔ اگر پہلی صلوۃ کے وقت دوسری صلوۃ کو جمع کیا جائے تو اسے جمع تقدیم کہتے ہیں اور اگر دوسری صلوۃ کے وقت پہلی کو جمع کیا جائے تو اسے جمع تاخیر کہتے ہیں۔

جب سفر کی مسافت تین (عربی) میل (یعنی نو ہزار گز) ہو تو قصر کرنا چاہیئے[2]

نوٹ:۔ نو ہزار گز، پانچ (پاکستانی) میل یا آٹھ کلومیٹر سے کچھ زائد ہوتے ہیں۔

---

[1] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک فاذا زاغت الشمس قبل ان یرتحل جمع بین الظہر والعصر وان ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظہر حتی ینزل للعصر وفی المغرب مثل ذلک (رواہ ابوداؤد والترمذی عن معاذ وسندہ حسن۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۲۶۷)

[2] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج مسیرۃ ثلاثۃ امیال او ثلاثۃ۔ فراسخ صلی رکعتین (صحیح مسلم عن انس) قال ابن عمر تقصر الصلوۃ فی مسیرۃ ثلاثۃ امیال (ابن ابی شیبہ۔ سندہ صحیح۔ ارواء الغلیل للالبانی جزء ۳ صفحہ ۱۸)

فرض کے علاوہ تمام صلاتیں سواری پر پڑھی جا سکتی ہیں۔
ان صلاتوں میں رکوع و سجود کے لئے سر سے اشارہ کرے[1]۔
رکوع کے مقابلہ میں سجدہ کیلئے سر کو زیادہ جھکائے[2]۔
جب سواری پر صلوٰۃ شروع کرے تو تکبیر تحریمہ کے وقت
قبلہ کی طرف منہ کر لے، اس کے بعد پھر کسی طرف بھی منہ ہو
صلوٰۃ پڑھتا رہے[3]۔ کشتی میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ ادا کرے بشرطیکہ
غرق ہونے کا اندیشہ نہ ہو[4]۔

نوٹ:۔ مسافر کے لئے قرآن و حدیث میں ایسی کوئی مدت مقرر نہیں کہ
اس مدت سے زیادہ کہیں ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو قصر نہ کرے۔

---

[1] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی السفر علی راحلتہ حیث توجہت بہ یومی ایماء صلوٰۃ اللیل الا الفرائض و یوتر علی راحلتہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمرؓ) وفی روایۃ البخاری یومی برأسہ۔

[2] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجعل السجود اخفض من الرکوع (رواہ ابوداؤد والترمذی وصححہ الترمذی مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۶۹)

[3] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر واراد ان یتطوع استقبل القبلۃ بناقتہ فکبر ثم صلی حیث وجہ رکابہ (رواہ ابوداؤد عن انسؓ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ ج ۲ ص ۲۶۹) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی السفر علی راحلتہ حیث توجہت بہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمرؓ)

[4] صل قائما الا ان تخاف الغرق (حاکم عن ابن عمر۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی جزء ۲

صَلٰوۃ السّفر

جب سفر سے واپس آئے تو گھر جانے سے پہلے مسجد میں جا کر دو۲ رکعت صلٰوۃ ادا کرے۔[۱]

صَلٰوۃ المریض

مریض اگر کھڑے ہو کر صلٰوۃ نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے، اگر بیٹھ کر نہ پڑھ سکے تو کروٹ پر لیٹ کر صلٰوۃ ادا کرے۔[۲]

---

[۱] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یقدم من سفر الا نہارا فی الضحٰی فاذا قدم بدأ بالمسجد فصلی فیہ رکعتین ثم جلس فیہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن کعب رضی اللہ عنہ)

[۲] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صل قائما فان لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلی جنب (صحیح بخاری والنسائی عن عمران رضی اللہ عنہ)

رکوع و سجود اشارہ سے کرے۔ سجدہ میں بہ نسبت رکوع کے زیادہ جھکے، کوئی اونچی چیز رکھ کر اس پر سجدہ نہ کرے [1]

اگر بڑھاپے کی وجہ سے کسی ستون وغیرہ کا سہارا لے لے تو کوئی حرج نہیں [2]

نوٹ :- استحاضہ کی بیماری میں صلوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ ص ۱۰۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد مریضا فرآہ یصلی علی وسادۃ فاخذھا فرمی بہا واخذ عودا یصلی علیہ فاخذہ فرمی بہ وقال صلی اللہ علیہ وسلم صل علی الارض ان استطعت والا فاوم ایماء واجعل سجودک اخفض من رکوعک (رواہ البزار والبیہقی فی المعرفۃ عن جابرؓ وسندہ قوی نیل جزء ۳ ص ۱۶۸) وروی الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر وسندہ صحیح (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ جلد اول جزء ۴ ص ۳۲)

[2] ولما اسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکبر اتخذ عمودا فی مصلاہ یعتمد علیہ (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح۔ صلاۃ النبی لناصر الدین الالبانی ص ۶۹)

صلوٰۃ الجنازہ

صلوٰۃ الجنازہ جنازہ گاہ میں ادا کی جائے[عـہ]

میّت کو اپنے اور قبلہ کے درمیان میں رکھے۔ اگر میّت مَرد کی ہو تو امام اُس کے سَر کے مقابل کھڑا ہو[۱] اور اگر عورت کی میّت ہو تو امام اُس کے وسط میں کھڑا ہو[۲]۔

مقتدی صَف بنا کر کھڑے ہو جائیں[۳]۔

پھر امام اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے[۴] اور سُورۂ فاتحہ پڑھے[۵] پھر کوئی اور سورت پڑھے[۶]۔ اگر تعلیم دینے کیلئے جہر سے قرأت

---

[۱] عن انس انہ اتی بجنازۃ رجل فقام عند رأس السریر ثم اتی بجنازۃ امرأۃ فقام اسفل من ذلک حذاء السریر .... قال لہ العلاء .... اھکذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقوم .... قال نعم (احمد وسندہ صحیح ۔ احکام الجنائز صـ ۱۰۹) [۲] قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسطھا (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ) [۳] فصف بھم (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) [۴] وکبر اربع تکبیرات (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

[۵] صلّٰی ابن عباس رضی اللہ عنہ علی جنازۃ فقرأ فاتحۃ الکتاب فقال لتعلموا انھا سنۃ (صحیح بخاری)۔ السنۃ فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ ان یقرأ فی التکبیرۃ الاولی بام القرآن مخافتۃ (رواہ النسائی عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ وسندہ صحیح ۔ مرعاۃ جلد ۲ صـ ۴۷۷) [۶] فقرأ بفاتحۃ الکتاب وسورۃ وجہر .... فقال سنۃ وحق (رواہ النسائی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وسندہ صحیح ۔ نیل جزء ۴ صـ ۱۵۳ احکام الجنائز صـ ۱۱۹)

[عـہ] فرجا قریبا من موضع الجنائز عند المسجد (صحیح بخاری) مات رجل .... وضعناہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث توضع الجنائز .... فصلی علیہ (رواہ الحاکم واحمد وسندہ صحیح احکام الجنائز صـ ۱۳۸)

کرے تو جائز ہے ورنہ قرأت خفیہ آواز سے کرے [1]

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور درود پڑھے [2]

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور بلند آواز سے یہ دُعاء پڑھے [3]

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَّثَلْجٍ وَّبَرَدٍ

---

[1] عن ابن عباسؓ انہ قرأ بفاتحۃ الکتاب قال لتعلموا انہا سنۃ (صحیح بخاری) ثم یقرأ ..... سرًا فی نفسہ (رواہ الشافعی عن ابی امامۃؓ وقواہ البیہقی۔ نیل جزء ۴ صفحہ ۵۵) وفی روایۃ النسائی مخافتۃ۔ سندہ صحیح (مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۴۷۷ واحکام الجنائز للالبانی صفحہ ۱۲۱)

[2] عن ابی امامۃؓ السنۃ فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ ان یکبر ثم یقرأ بام القرآن ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ عبدالرزاق والنسائی وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۴۷۷) وفی روایۃ یقرأ..... سرًا فی نفسہ ثم یصلی علی النبیؐ ویخلص الدعاء فی التکبیرات (رواہ الشافعی والحاکم، سندہ صحیح - احکام الجنائز صفحہ ۱۲۲)

[3] قال ابوامامۃؓ السنۃ فی الصلوٰۃ..... ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یخلص الدعاء للمیت ولا یقرأ الا فی الاولی (رواہ عبدالرزاق والنسائی وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۴۷۷) وقال عوفؓ صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی جنازۃ وھو یقول اللھم اغفر لہ ..... (صحیح مسلم)

وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ
الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا
خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ
وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ
وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ

اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اِس سے درگذر فرما، اس کو عافیت دے، عزت کے ساتھ اس کی مہمانی فرما، اس کی قبر کو کشادہ کردے، اس کو پانی، برف اور اولے سے پاک کردے، اس کو گناہوں سے ایسا پاک صاف کردے جیسا سفید کپڑے کو میل سے پاک صاف کیا جاتا ہے۔ اس کے گھر سے بہتر اسے گھر عطاء فرما، اس کے اہل سے بہتر اسے اہل عطاء فرما، اس کی بیوی سے بہتر اسے بیوی عطاء فرما، اس کو جنت میں داخل کر اور فتنۂ قبر اور عذابِ دوزخ سے بچا۔

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے[1]

ہر تکبیر پر دونوں ہاتھ اُٹھائے۔[2]

پھر دائیں بائیں سلام پھیرے[3]

متفرق مسائل

۱۔ صلوٰۃ الجنازہ مسجد میں جائز ہے[4]۔ قبروں کے درمیان ناجائز ہے۔[5]

۲۔ طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور ٹھیک دوپہر کے وقت جب سایہ ٹھہر جائے نہ صلوٰۃ پڑھے اور نہ دفن کرے[6]

---

[1] وکبر اربع تکبیرات (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ) [2] انہ کان یرفع یدیہ فی جمیع تکبیرات الجنازۃ (رواہ الدارقطنی عن ابن عمرؓ وقال تفرد برفعہ عمر بن شبہ عن یزید ورواہ الجماعۃ عن یزید موقوفاً وہو الصواب (نیل جزء ۴ صـ۵۴) وعمر بن شبہ صدوق (تقریب) واخرج البیہقی عن ابن عمرؓ موقوفاً وسعید بن منصور عن ابن عباسؓ موقوفاً وسندھا صحیح (نیل الاوطار جزء ۴ صـ۵۴،۵۳)

[3] قال ابن مسعودؓ ثلاث کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلھن ترکھن الناس احداھن التسلیم علی الجنائز مثل التسلیم الصلوٰۃ (بیہقی، سندہ حسن۔ احکام الجنائز صـ۱۲۷) [4] صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنی بیضاء فی المسجد (صحیح مسلم)۔ [5] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یصلی علی الجنائز بین القبور (معجم ابن الاعرابی والطبرانی فی الاوسط وسندہ حسن... احکام الجنائز صـ۱۰۸) [6] عن عقبۃ قال ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہانا ان نصلی فیھن او ان نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس.... وحین یقوم قائم الظہیرۃ وحین تضیف الشمس للغروب (صحیح مسلم)

۳۔ اگر ایک بچے اور ایک عورت کی صلوۃ الجنازہ اکٹھی پڑھنی ہو تو بچے کو امام کے قریب رکھا جائے۔[1]

۴۔ جو بچہ ساقط ہو جائے اُسکی صلوٰۃ الجنازہ بھی پڑھنی چاہیئے اور اُسکے والدین کے لئے مغفرت اور رحمت کی دُعا کرنی چاہیئے۔[2]

۵۔ جس شخص کو رجم کیا گیا ہو اُس کی صلوۃ الجنازہ پڑھی جائے۔[3]

---

[1] عن عمارؓ قال حضرت جنازة صبيّ وامرأة فقدم الصبي مما يلي القوم ووضعت المرأة وراءه فصلّي عليهما (وفي القوم اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم) فسألتهم عن ذلك فقالوا السنة (رواه النسائي وابو داؤد ورجال اسناده ثقات وروى النسائي عن ابن عمرؓ نحوه واسناده صحيح۔ نيل الاوطار جزء ۴ ص۵۸) [2] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السقط يصلّي عليه ويدعي لوالديه بالمغفرة والرحمة (رواه احمد عن مغيرة وروى الحاكم نحوه وصححه۔ بلوغ جزء ۷ ص۲۰۸) [3] ان امرأة ...... اتت النبي صلى الله عليه وسلم وهي حبلى من الزنا ..... امر بها فرجمت ثم صلّى عليها (صحيح مسلم كتاب الحدود عن عمرانؓ) ان رجلا ..... جاء النبي صلى الله عليه وسلم فاعترف بالزنا ..... فرجم حتى مات فقال له النبي صلى الله عليه وسلم خيرا وصلى عليه (صحيح بخاري كتاب المحاربين ۶/۲۰۶)

۶۔ اگر کسی مسلم کا انتقال کسی غیر مُلک میں ہو جائے تو جس دن اُس کے انتقال کی خبر ملے اُسی دن اُس کی غائبانہ صلٰوۃ الجنازہ اس مقام پر ادا کی جائے جہاں عموماً صلٰوۃ الجنازہ پڑھی جاتی ہے۔[۱]

نوٹ اگر کسی مسلم کا انتقال کسی اسلامی مُلک میں ہو تو اُس کی صلٰوۃ الجنازہ غائبانہ جمعہ کے دن ادا کرنے کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں مسنون طریقہ پر صلٰوۃ الجنازہ غائبانہ ادا کرنے کیلئے حسبِ ذیل شرائط ضروری ہیں :۔

(۱) جس کی صلٰوۃ الجنازہ غائبانہ پڑھی جا رہی ہے اُس کا انتقال کسی غیر مُلک میں ہوا ہو۔

(۲) صلٰوۃ الجنازہ غائبانہ اُسی دن ادا کی جائے جس دن خبر ملے، نہ کہ جمعہ تک انتظار کرے اور پھر جمعہ ہی کے دن ادا کرے۔

---

[۱] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعی النجاشی فی الیوم الذی مات فیہ وخرج بہم الی المصلی (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ رضؓ) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی اخ لکم مات بغیر ارضکم (رواہ احمد وابن ماجۃ وسندہ حسن۔ بلوغ جزء ۷ صفحہ ۲۲ وسندہ صحیح (ارواء الغلیل جز ۳ صفحہ ۱۶۴)

(۳) صلوٰۃ الجنازہ غائبانہ جنازہ گاہ میں ادا کی جائے،
نہ کہ مسجد میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت نجاشیؓ کی صلوٰۃِ جنازہ غائبانہ پڑھی ہے۔ کسی اور صحابی کی صلوٰۃِ جنازہ غائبانہ پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ 'الاستیعاب' میں معاویہ بن معاویہ کی صلوٰۃِ جنازہ غائبانہ پڑھنے کی جو روایت ہے وہ موضوع ہے۔ اس کی سند میں علاء بن یزید ہے جو حدیثیں بنایا کرتا تھا مزید برآں امام ذہبی کہتے ہیں "صحابہ میں اس نام کے کسی صحابی کا ہمیں علم نہیں"۔ یہی بات امام بخاریؒ نے کہی ہے (نیل الاوطار جزء ۴ ص ۴۳) الغرض یہ روایت کالعدم ہے۔ ایک اور روایت اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے جو مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۴۸۳ میں ہے۔ ابوبکر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امِ کلثومؓ کی صلوٰۃ الجنازہ مدینہ کی جنازہ گاہ

یں پڑھی، اُن کا انتقال مکّہ میں ہوا تھا۔ اس کی سند کے متعلق کچھ علم نہیں کہ کیسی ہے۔ ابوبکر کون ہیں۔ ان کے والد صحابی تھے یا نہیں۔ مزید برآں یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ صلوٰۃ فتح مکّہ سے پہلے پڑھی تھی یا بعد میں۔ اگر فتح مکّہ سے پہلے پڑھی تھی تو پھر نتیجہ وہی نکلے گا کہ اگر کسی مسلم کا انتقال غیر مسلم ملک میں ہو تو اُس کی صلوٰۃِ جنازہ غائبانہ پڑھنی چاہیئے۔ مزید برآں اس حدیث میں بھی صلوۃ الجنازہ جنازہ گاہ میں پڑھنے کا ثبوت ہے، مسجد میں نہیں۔ غائبانہ صلوۃ الجنازہ کے ثبوت میں ایک اور روایت پیش کی جاتی ہے، وہ یہ کہ:۔

انّ النبیّ صلے اللہ علیہ	(یعنی) رسُول اللہ صلے اللہ
وسلّم خرج یومًا فصلّے	علیہ وسلّم ایک دن نکلے، آپؐ نے
علی اھل اُحد صلوٰتہ	اہلِ اُحد پر صلوٰۃِ جنازہ پڑھی.
علی المیّت ثمّ انصرف	پھر لوٹ کر آپؐ منبر

الی المنبر {صحیح بخاری} پر آئے۔

اس حدیث میں غائبانہ کا کوئی ثبوت نہیں۔ نہ اس میں مسجد میں صلٰوۃ پڑھنے کا ذکر ہے۔ آپؐ نے قبرستان جا کر صلٰوۃ الجنازہ پڑھی۔ منبر کے مسجد میں ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ صلٰوۃ مسجد میں پڑھی۔ بات صرف اتنی ہے کہ آپؐ مدینہ سے باہر نکلے، اہلِ اُحد پر صلٰوۃ پڑھی اور پھر لوٹ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حبشہ غیر مسلم مُلک نہیں تھا، وہاں بہت سے مسلم موجود تھے، اُنہوں نے صلٰوۃ الجنازہ حاضرانہ پڑھی ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ اُنہوں نے پڑھی تھی، مزید برآں یہ بھی ثابت نہیں کہ صلٰوۃ الجنازہ کا حکم حبشہ پہنچ گیا تھا یا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں اس کی مشروعیت کا علم ہی نہ ہو۔ پھر یہ بات بھی صحیح نہیں کہ وہاں اسلام خوب پھیل چکا تھا۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں :۔

"ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں تھے، ہمیں ایذاء دی جاتی تھی، خوف کے عالم میں دن گذرتے تھے" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ایسی حالت میں کیسی صلوٰۃ الجنازہ! یہ حالت اُنہوں نے جنگِ خیبر ۷ھ کے بعد مدینۂ منورہ میں بتائی۔ اس موقع پر وہاں سے تمام مسلمین مدینۂ منورہ آچکے تھے، کوئی باقی نہیں رہا تھا، اگر ان کے آنے سے پہلے حضرت نجاشیؓ کا انتقال ہوا تو خوف کے عالم میں صلوٰۃ الجنازہ پڑھانے کی کون ہمت کرسکتا تھا اور اگر ان مسلمین کے وہاں سے منتقل ہونے کے بعد ان کا انتقال ہوا تو پھر صلوٰۃ الجنازہ کون پڑھتا ــــــ ان ہی حالات میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی صلوٰۃ الجنازہ پڑھی۔

صحیحین کی مندرجہ بالا روایت جو حضرت اسماءؓ بنت عمیس کے حوالہ سے اُوپر گذری اُس کے خلاف اگر تاریخ میں کچھ ملتا ہے تو وہ

ناقابلِ اعتبار ہے بلکہ صحیحین کی متفق علیہ روایت کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کا جھوٹ ہونا یقینی ہے۔

۷۔ صلوٰۃ الجنازہ ایک سلام سے بھی ختم کی جا سکتی ہے۔[1]

۸۔ شہید کی صلوٰۃ الجنازہ ضروری نہیں، اگر پڑھ لے تو اچھا ہے۔[2]

۹۔ فاسق کی صلوٰۃ الجنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔[3]

۱۰۔ صلوٰۃ الجنازہ گھر میں پڑھی جا سکتی ہے۔[4]

۱۱۔ اگر صلوٰۃ الجنازہ میں ایک مرد مقتدی ہو تو وہ امام کے پیچھے کھڑا ہو، برابر کھڑا نہ ہو۔[5]

---

[1] عن ابی حریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی جنازۃ .... وسلم تسلیمۃ واحدۃ (رواہ البیہقی وسندہ حسن۔ احکام الجنائز ص۱۲۹) [2] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الرجلین من قتلی احد فی الثوب الواحد.... ....ولم یصل علیھم (صحیح بخاری) ان رجلا من الاعراب جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامن بہ .... ثم نھضوا فی قتال العدو فاتی بہ .... قد اصابہ سھم .... ثم کفنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جبتہ ثم قدمہ فصلی علیہ (رواہ النسائی وسندہ صحیح۔ احکام الجنائز ص۸۲) [3] عن ابی قتادۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی لجنازۃ سأل عنھا فان اثنی علیہ خیر قام فصلی علیھا وان اثنی علیہ غیر ذلک قال لاھلھا شأنکم بھا ولم یصل علیھا (رواہ احمد والحاکم وسندہ صحیح۔ احکام الجنائز ص۸۳) [4] و [5] ان اباطلحۃ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عمیر بن ابی طلحۃ حین توفی فاتاہ فصلی علیہ فی منزلھم فتقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان ابوطلحۃ وراءہ وام سلیم وراء ابی طلحۃ ولم یکن معھم غیرھم (رواہ الحاکم والبیہقی وسندہ صحیح۔ احکام الجنائز ص۹۸)

صلوٰۃ جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد اُس دعا کے بجائے جو صفحہ ۲۹۲ پر درج کی گئی ہے یہ دُعا پڑھی جا سکتی ہے :-

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ

ترجمہ : اے اللہ ہمارے زندوں کو، ہمارے مُردوں کو، ہمارے حاضر کو، ہمارے غائب کو، ہمارے چھوٹوں کو، ہمارے بڑوں کو، ہمارے مَردوں کو اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے تو اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔ اے اللہ اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھ اور نہ اس کے بعد ہمیں گمراہ کر۔[1]

---

[1] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی علے الجنازۃ قال اللّٰھم .... (رواہ الترمذی و النسائی واحمد وابوداؤد وسندہ صحیح ۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۔ $\frac{1}{526}$ وصححہ الترمذی والحاکم والذھبی ۔ اللّٰھم لا تحرمنا سے آخر تک کے الفاظ صرف ابوداؤد میں ہیں).

قنوتِ نازلہ

قنوتِ نازلہ اُس دُعائے قنوت کو کہتے ہیں جو پُر آشوب زمانہ میں آفات و مصائب کے دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ اس میں مؤمنین کی نجات و فلاح کے لئے دُعاء کی جاتی ہے اور کافروں پر بد دُعاء کی جاتی ہے۔[1]

یہ دُعاء فجر اور مغرب کے فرضوں میں پڑھی جاسکتی ہے[2]

بلکہ پانچوں صَلاتوں میں پڑھی جاسکتی ہے[3]

اگر مؤمنین، کافروں کے کسی مُلک میں گرفتار ہو جائیں تو

---

[1] انّ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کان لایقنت الّا اذا دعا لقوم اودعا علےٰ قوم (رواہ ابن خزیمۃ عن انسؓ وسندہٗ صحیح۔ صحیح ابن خزیمۃ جزء اوّل ص۳۱۴)

[2] کان القنوت فی المغرب والفجر (صحیح بخاری ابواب الوتر عن انسؓ)

[3] قنت النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم شہرًا متتابعًا فی الظہر والعصر والمغرب والعشاء والصبح (رواہ ابن خزیمۃ عن ابن عباسؓ واسنادہ حسن (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص۳۱۳) وروی الحاکم نحوہ وصححہ الذہبی (بلوغ الامانی جزء ۳ ص۳۰۸)

مندرجہ ذیل مضمون کے مطابق دُعاء پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِىْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِىْ يُوْسُفَ

اے اللہ، ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مؤمنوں کو نجات دے۔ اے اللہ، مضر قبیلہ پر اپنی گرفت سخت کر دے اور اُن کو ایسے قحط میں مبتلا کر دے جیسا قحط یوسف (علیہ السلام) کے زمانہ میں آیا تھا[1]

(نوٹ:- اِس دُعا میں جو نام آئے ہیں اُن کو اپنے حالات کے مطابق تبدیل کر لے)

دُعائے قنوت کے الفاظ درج ذیل ہیں (یہ دُعا اگرچہ

---

[1] صحیح بخاری تفسیر سورۃ آل عمران باب "لیس لک من الامر شیٔ" عن ابی ھریرۃ وصحیح مسلم باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوٰۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

حقیقتاً موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے، اس لیے کہ تمام صحابہ کرامؓ اس دعاء کو پڑھتے تھے۔ تمام صحابہؓ کا اس دعاء کو پڑھنا اس بات پر دال ہے کہ اس دعاء کا سرچشمہ واحد ہے)

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ، نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ الْجِدَّ، اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ، اَللّٰهُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ، وَاَلْقِ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ، وَخَالِفْ بَيْنَ

كَلِمَتِهِمْ، وَاَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ
وَعَذَابَكَ، اَللّٰهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ
أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، اَللّٰهُمَّ
اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَاَلِّفْ بَيْنَ
قُلُوْبِهِمْ وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الْاِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَاَوْزِعْهُمْ
أَنْ يَشْكُرُوْا نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ، وَاَنْ يُوْفُوْا بِعَهْدِكَ
الَّذِيْ عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ وَتَوَفَّهُمْ
عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِكَ، وَانْصُرْهُمْ عَلٰى

عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اِلٰهَ الْحَقِّ!
وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ

اے اللہ، ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں، تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں، تیری بہترین ثناء وصفت بیان کرتے ہیں، ہم تیری ناشکری نہیں کرتے بلکہ تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور ہم تیری نافرمانی کرنے والوں کو علیحدہ کر دیتے ہیں اور انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے صلوۃ پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم کوشش کرتے ہیں اور تیری ہی اطاعت میں ہم جلدی کرتے ہیں، ہم تیری رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور تیرے سخت عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرا سخت عذاب

لہ عن الحسنؒ یقول القنوت فی الوتر والصبح، اللھم انا نستعینک...... الخ سمعت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزیدون علی ھذا شیئًا (مصنف عبدالرزاق جزو ۳ ص ۱۱۶ ـ سندہ صحیح)

کفّار کو پہنچنے والا ہے۔ اے اللہ، کافروں اور مشرکوں کو عذاب میں مبتلا کر۔ ان کے دلوں میں رعب ڈال دے، ان کی بات میں اختلاف پیدا کر دے اور اُن پر اپنی سزا اور اپنا عذاب نازل فرما۔ اے اللہ! اہلِ کتاب کافروں کو عذاب میں مبتلا کر، جو تیرے راستہ سے روکتے ہیں، تیرے رسولوںؑ کی تکذیب کرتے ہیں۔ اے اللہ! مؤمنین اور مؤمنات مسلمین اور مسلمات کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! ان کے تعلقات کی اصلاح فرما، ان کے دلوں میں اُلفت ڈالدے، ان کے دلوں میں ایمان اور حکمت پیدا کر دے، انہیں توفیق دے کہ تیری نعمت کا جو تو نے ان پر کی ہے شکر ادا کریں، جو عہد تو نے ان سے لیا ہے وہ اُسے پورا کریں، انہیں اپنے رسولؐ کی ملت پر موت دے، اپنے اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی مدد فرما، اے معبودِ برحق و حاکمِ حقیقی! اور ہمیں ان میں سے کر دے۔

قنوتِ نازلہ پڑھنے کا طریقہ

آخری رکعت میں[1] رکوع کرنے کے بعد جب کھڑا ہو تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر بلند آواز سے دُعائے قنوت پڑھے[2]۔ مقتدی آمین کہتے رہیں[3]۔ دُعائے قنوت رکوع سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں[4]۔

---

[1] اذا قال سمع اللہ لمن حمدہٗ فی الرکعۃ الاخیرۃ یدعو علی حیّ من بنی سلیم (رواہ ابن خزیمۃ عن ابن عباسؓ وسندہ حسنٌ (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص ۳۱۳) وروی نحوہ الحاکم وصححہ ھو والذھبی (بلوغ الامانی جزء ۳ ص ۳۰۸) }

[2] اذا قال سمع اللہ لمن حمدہٗ، اللّٰھم ربنا لک الحمد، اللّٰھم انج الولید...... الخ یجھر بذلک (صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ آل عمران باب لیس لک من الامر شیءٌ عن ابی ہریرۃ رض) کلما صلی الغداۃ یرفع یدیہ یدعو علیہم (رواہ البیہقی عن انسؓ وسندہ حسنٌ) وقنت عمرؓ بعد الرکوع رفع یدیہ وجھر بالدعاء (رواہ البیہقی وصححہ، بلوغ الامانی جزء ۳ ص ۳۱۵) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا دعا (رواہ الطبرانی بسند صحیح، صلاۃ النبی ص ۱۵۹ }

[3] یدعو علی حیّ من بنی سلیم...... ویؤمّن من خلفہ (رواہ ابن خزیمۃ عن ابن عباسؓ واسنادہ حسنٌ (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص ۳۱۳) وروی نحوہ الحاکم وصححہ ھو والذھبی (بلوغ الامانی جزء ۳ ص ۳۰۸)} [4] عن انس... کنا نقنت قبل الرکوع وبعدہ (رواہ ابن ماجۃ وسندہ صحیح۔ بلوغ ۳ ص ۳۰۸) عن عاصم عن انس قال سألتہ عن القنوت قبل الرکوع او بعد

ضمیمہ

① رفع الیدین

رفع الیدین یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا صلوۃ میں چار جگہ ثابت ہے۔

① شروع صلوۃ میں
② رکوع سے قبل
③ رکوع کے بعد
④ تیسری رکعت کی ابتداء میں

ان مقامات پر رفع یدین کرنے کے دلائل درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ شروع صلوۃ میں، رکوع سے پہلے اور جب رکوع سے سر

اُٹھاتے، رفع یدین کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی شروع صلوۃ میں، رُکوع سے پہلے اور رُکوع سے سَر اُٹھانے کے بعد اسی طرح رفع یدین کرتے تھے {رواہ البیہقی فی سننہ وقال رواتہ ثقات ج ۲ ص ۷۳ وسندہ حسن}

حضرت عمر فاروق رضؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں کو صلوۃ کا طریقہ بتانے کا ارادہ کیا

فَقَامَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ	تو قبلہ کی طرف مُنہ کرکے کھڑے ہو گئے
وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذٰى	اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک
بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ	اُٹھایا، پھر اللہ اکبر کہا، پھر رکوع کیا
رَكَعَ وَكَذٰلِكَ حِيْنَ رَفَعَ	اور اسی طرح کیا جب رکوع سے سَر
{رواہ البیہقی فی الخلافیات وقال	اُٹھایا، یعنی رکوع سے سَر اُٹھا کر
الشیخ "رجال اسنادہ معروفون"	بھی رَفع یدین کیا۔
(نصب الرایۃ جلد ۱ ص ۴۱۶) سندہ	اس حدیث میں حضرت عمرؓ کے یہ لفظ

بھی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اسی طرح صلوۃ پڑھتے تھے
اور اسی طرح صلوۃ پڑھنے کا حکم دیتے تھے

متصل وصحیح (تسہیل القاری
شرح صحیح بخاری جلد ۳
صفحہ ۷۷)}

حضرت علیؓ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوۃ میں۔ رکوع سے قبل اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہونے کے بعد رفع یدین کرتے تھے {رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی وصححہ الترمذی و احمد (نصب الرایۃ جلد ۱ ص۳۱۲) وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان (فتح الباری)}

حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ	وسلم شروع صلوۃ میں،
یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ	رکوع سے پہلے اور رکوع
اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ	کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں

وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَإِذَا کو کندھوں تک اُٹھایا
رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ کرتے تھے۔
رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ ❁ {صحیح بخاری وصحیح مسلم}

حضرت عبداللہ بن عمرؓ شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہونے کے بعد رفع یدین کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے {صحیح بخاری}

حضرت مالکؓ بن حویرث | حضرت مالکؓ بن حویرث شروع صلوٰۃ میں رفع یدین کرتے، پھر جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے، اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے {صحیح بخاری وصحیح مسلم}

حضرت وائل بن حجرؓ | حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے تھے {صحیح مسلم}

حضرت ابو حمیدؓ حضرت ابو حمیدؓ نے صحابہؓ کے ایک مجمع میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صلوٰۃ شروع کرتے، جب رکوع کرتے، جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ تمام صحابہؓ نے کہا "تم سچ بیان کرتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح صلوٰۃ پڑھتے تھے۔" {رواہ الترمذی وصححہ ورواہ ابوداؤد وابن حبان وغیرھما}

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے (ایک دن لوگوں سے) فرمایا "کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ نہ بتاؤں؟" یہ کہکر انہوں نے صلوٰۃ پڑھی، تو جب تکبیر تحریمہ کہی تو رفع یدین کیا۔ پھر جب رکوع کیا تو رفع

یدین کیا اور تکبیر کہی، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر فرمایا "اسی طرح کیا کرو" {رواہ الدار قطنی والبیہقی وکتی وقال الحافظ رواتہ ثقات۔ مولوی انور شاہ نے العرف الشذی ص۱۲۵ میں اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے (التحقیق الراسخ ص۴۴)}

حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے {رواہ ابوداؤد ج اول ص۱۱۵ ورجالہ رجال الصحیح (تسہیل القاری جلد ۳ ص۶۷ وروی البخاری فی جزء رفع الیدین ص۲۱ بطریق آخر وسندہ صحیح)}

حضرت ابو ہریرہؓ خود بھی رفع یدین کرتے تھے (رواہ البخاری فی جزء رفع الیدین بطریقین ص۱۰ و ص۱۱ وسندھما حسن)

حضرت ابو ہریرہؓ صلوٰۃ پڑھنے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ میری صلوٰۃ تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ سے مشابہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح صلوٰۃ

پڑھتے رہے۔

حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہوئی۔ {صحیح بخاری جلد ۱ ص۱۰۳}

اگرچہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں صراحتاً رفع یدین کا ذکر نہیں ہے، صرف تکبیروں کا ذکر ہے لیکن حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ اپنی صلوٰۃ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کے سب سے زیادہ مشابہ بھی کہیں اور رفع یدین چھوڑ دیں اور جب یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ رفع یدین کرتے تھے تو یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ میں آپؐ کی وفات تک رہا۔ فللہ الحمد۔

حضرت جابرؓ حضرت جابرؓ رفع یدین کرتے جب صلوٰۃ شروع کرتے، جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر

اُٹھاتے۔ اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے {رواہ ابن ماجۃ وفی الزوائد رجالہ ثقات وقال الحافظ رواۃ ثقات وصححہ البیہقی (تسہیل القاری ونصب الرایۃ جلد ۱ ص ۴۱۵)}

حضرت انسؓ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے جب صلوٰۃ شروع کرتے اور جب رکوع کرتے {رواہ ابن ماجۃ ورجالہ رجال الصحیحین (التعلیق المغنی شرح دارقطنی جلد اول ص ۲۹۰ وسندہ صحیح) اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی خلافیات میں روایت کیا ہے اور اس میں یہ زیادہ ہے کہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد بھی رفع یدین کرتے تھے۔ اس کی سند بھی صحیح ہے (تسہیل القاری)

نوٹ: اس حدیث کو عبدالوہاب نے مرفوع کیا ہے اور وہ ثقہ ہے، مشہور ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی ہے۔ حافظہ بگڑنے کے بعد اس نے کوئی حدیث روایت نہیں کی (تسہیل القاری)

تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے {جزء رفع الیدین للبخاری ص ۱۳ وسندہ صحیح}

رفع یدین نہ کرنے کی دلیلیں

جن احادیث سے رفع یدین نہ کرنے کی دلیل لی جاتی ہے اُن میں سے ایک صحیح مگر بے محل پیش کی جاتی ہے۔ دوسری سنداً صحیح متناً غیر محفوظ ہے، تیسری سنداً ضعیف ہے اور متناً غیر محفوظ ہے۔

پہلی حدیث رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"کیا بات ہے کہ مَیں تم کو (اس طرح) ہاتھ اُٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں، صلوٰۃ میں سَاکن رہا کرو۔" {صحیح مسلم}

جوابؔ یہ حدیث مجمل ہے، اس میں ہاتھ اُٹھانے کا محَل نہیں بیان کیا گیا ہے صحیح مسلم میں اس کے آگے اس کی تفصیل موجود ہے جس میں سَلام پھیرتے وقت ہاتھ اُٹھانے کو منع کیا گیا ہے۔

بہرحال اس تفصیل کو جو اگلی حدیث میں بیان کی گئی ہے اگر نظر انداز کر دیا جائے تب بھی حدیثِ مذکور کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ نے رفع یدین کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ اُن کو اس طرح ہاتھ اُٹھانے سے منع کیا جس طرح سرکش گھوڑوں کی دُمیں اُٹھتی ہیں۔ اور ہمیں اس سے کُلّی اتفاق ہے کہ رفع یدین بڑے سکون واطمینان سے ہونا چاہیئے نہ کہ اس طرح جس طرح سرکش گھوڑوں کی دُمیں اُٹھتی ہیں۔

اگر اس حدیث سے مُطلقاً رفع یدین کی ممانعت مان لی جائے تو پھر شروع صلوٰۃ کا رفع یدین، عیدین کا رفع یدین، وتر میں دُعائے قنوت کے وقت رفع یدین بھی (جیسا کہ احناف کرتے ہیں) ممنوع ہو جائے گا۔

اگر رفع یدین اتنا مکروہ فعل ہے کہ اُس کو سرکش گھوڑوں کی دموں سے مشابہت دی گئی ہے تو پھر یہ مکروہ کام شروع صلوٰۃ میں اور عیدین وغیرہ میں کیوں جاری ہے اور ایسے نامناسب فعل کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیوں منسوب کیا جا رہا ہے۔

دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ نہ بتاؤں؟" الغرض اُنہوں نے صلوٰۃ پڑھی۔ حضرت علقمہؒ کہتے ہیں "فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ" ابن مسعودؓ نے ہاتھ نہ اُٹھائے مگر پہلی مرتبہ میں {ترمذی}

جواب (۱) اس حدیث میں رکوع کے وقت کا کوئی ذکر نہیں۔ اس حدیث سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ایک مرتبہ ہاتھ اُٹھانے چاہئیں، بار بار نہیں۔ مشکوٰۃ میں اس حدیث کا متن اس طرح ہے:۔

ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح۔	انہوں نے تکبیر تحریمہ کے ساتھ صرف ایک مرتبہ ہاتھ اُٹھائے۔

(۲) یہ الفاظ کہ حضرت ابن مسعودؓ نے ہاتھ نہ اُٹھائے مگر پہلی

مرتبہ" حضرت علقمہؒ کے الفاظ ہیں ۔ حضرت ابن مسعودؓ نے صرف عملاً اس کا ذکر نہیں کیا، لیکن عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ لہٰذا یہ حدیث مفید مدعا نہیں ۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ رفع یدین کو سُنّت جانتے ہوئے بھول گئے ہوں، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ رفع یدین کا سُنّت ہونا ہی بھُول گئے ہوں۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۴) اس حدیث کا متن محفوظ نہیں، صحیح متن یہ ہے:۔

قَال عبداللہ علّمنا رسُول اللہ الصّلٰوۃ فقام فکبّر ورفع یدیہ ثم رکع فطبق یدیہ... قال البخاریؒ وھٰذا المحفوظ عند اھل النظر من حدیث عبداللہ بن مسعودؓ {جزء رفع الیدین ص۱۴}

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صلوٰۃ سکھائی، آپؐ کھڑے ہوئے، پھر آپ نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا پھر رکوع کیا اور ہاتھوں میں تطبیق کی.... امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اہلِ نظر کے نزدیک ابن مسعودؓ کی حدیث کا یہی متن محفوظ ہے۔

امام ابوداؤد بھی اسی کی صراحت کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:۔

لیس ھو بصحیح علی اللفظ — یہ حدیث ان

علی ھذا المعنیٰ — لفظوں، ان معنوں

پر صحیح نہیں۔ {ابوداؤد جلد اوّل ص ۱۱۶}

یہی وجہ ہے کہ امام عبداللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ امام دارقطنیؒ، امام بیہقیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام یحییٰ بن آدمؒ، امام ابوحاتمؒ، امام حاکمؒ بلکہ بقول امام بخاریؒ تمام محققین کے نزدیک یہ حدیث بلحاظِ متن پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی {تسہیل القاری، التحقیق الراسخ وغیرہ ملاحظہ ہوں}

امام ابن حبانؒ نے تو یہاں تک لکھدیا کہ:۔

انّ لہ علّۃ — اس میں بہت سی علتیں ہیں

تبطلہ {نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۵۱} — جو اسے باطل بنا رہی ہیں۔

الغرض اس حدیث کے متن کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے

اس میں عدم رفع یدین کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ امام محمدؒ نے اسے اپنے دلائل میں ذکر نہیں کیا بلکہ اُنھوں نے اس سلسلہ میں کوئی حدیث بیان نہیں کی. کچھ آثار بیان کئے وہ بھی سنداً ضعیف۔ اگر یہ حدیث ان معنوں اور لفظوں پر صیحح ہوتی تو امام محمدؒ اس کو ضرور پیش کرتے کیونکہ یہ تو اُن کے لئے بہت بڑی دلیل ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام محمدؒ کے وقت تک اس حدیث کا وہ مفہوم نہیں لیا جاتا تھا جو بعد میں لیا گیا۔

(۴) اگر اس حدیث کو صیحح بھی مان لیا جائے تو اس کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بھُول تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ وہ صلوٰۃ ہی میں اور بہت سی باتوں کو بھُول گئے، مثلاً وہ رُکوع میں دونوں ہاتھ رانوں کے درمیان رکھتے تھے، گھُٹنوں پر ہاتھ رکھنے سے منع کرتے تھے۔ تین[۳] آدمیوں کی جماعت اس طرح کرتے تھے[۱]

امام کی داہنی جانب اور ایک کو امام کی بائیں جانب کھڑا کرتے تھے، رکوع میں کلائیاں زانوؤں پر بچھا دیتے {صحیح مسلم} وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ یہ چیزیں صحابۂ کرامؓ کے جمِ غفیر کی بیان کردہ احادیث کے خلاف ہیں لہٰذا انہیں کسی نے تسلیم نہیں کیا، بالکل اسی طرح ترکِ رفع یدین کو بھی جو کہ صحابۂ کرامؓ کے جمِ غفیر کی بیان کردہ احادیث کے خلاف ہے تسلیم نہیں کرنا چاہیئے۔

تیسری حدیث | حضرت براءؓ کہتے ہیں "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپؐ جب صلوٰۃ شروع کرتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے 'ثم لا یعود'، پھر نہیں اُٹھاتے تھے" {ابوداؤد}

'ثم لا یعود' کے جو الفاظ اس حدیث میں بیان کئے گئے ہیں اُن سے رکوع کے وقت عدم رفع یدین پر دلیل لی جاتی ہے، حالانکہ اِس حدیث میں رکوع کا کوئی ذکر نہیں، البتہ جو چیز

اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ شروع صلوٰۃ میں ایک ہی دفعہ رفع یدین کرنا چاہیئے، بار بار نہیں۔ اور یہی اس حدیث کا صحیح مفہوم ہے۔

عدم رفع یدین کا دارو مدار کلیتہً "ثم لا یعود" کے الفاظ پر ہے، لیکن یہ درحقیقت حضرت براءؓ کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ اس حدیث کے ایک راوی یزید بن ابی زیاد کے الفاظ ہیں۔ یزید اس حدیث کو دو طرح بیان کرتے تھے:۔

(۱) رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم شروع صلوٰۃ میں ہاتھ اُٹھاتے تھے۔ یا

(۲) رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے {بیہقی ۲/۷۷}

گویا کبھی وہ اس حدیث کو مختصر بیان کرتے اور کبھی مفصّل، مختصر حدیث کو وہ ایک عرصۂ دراز تک مندرجہ بالا الفاظ کے

ساتھ ہی بیان کرتے رہے۔ بعد میں جب وہ بوڑھے ہو گئے اور حافظہ خراب ہو گیا تو کوفہ والوں نے انہیں "ثم لا یعود" سکھا دیا، وہ "ثم لا یعود" کہنے لگے (نیل الاوطار وغیرہ) بلکہ حد تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت علی بن عاصم کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو "ثم لا یعود" کو بیان نہیں کیا، حضرت علی بن عاصم نے کہا "آپ نے ثم لا یعود بھی تو کہا ہے" کہنے لگے مجھے یاد نہیں {دار قطنی} الغرض یزید نے خود ان الفاظ کا انکار کر دیا۔ ان کے حافظہ میں یہ الفاظ نہیں تھے۔ کوفہ والوں کے سکھانے پر کہتے تھے۔

محمد بن ابی لیلٰے نے اس حدیث کو یزید کے علاوہ ایک اور راوی سے بیان کیا ہے لیکن محمد بن ابی لیلٰے بد حافظہ ہیں۔ انہوں نے غلطی سے یزید کے بجائے دوسرا نام لے دیا۔ محمد بن ابی لیلٰے کی کتاب میں یزید ہی کا نام ہے {جزء رفع الیدین ص۱۵}

خلاصہ یہ ہوا کہ اس حدیث میں رکوع کے وقت رفع یدین

کا ذکر موجود تھا۔ یزید نے پہلے اسے مختصر کیا، پھر اس میں کوفہ والوں کی تلقین پر "ثم لا یعود" بڑھا دیا۔ الغرض جن الفاظ سے عدم رفع یدین پر استدلال کیا جاتا ہے وہ بے بنیاد ہیں۔

ان تین احادیث کے علاوہ جو احادیث اس سلسلہ میں بیان کی جاتی ہیں وہ ضعیف نہیں بلکہ موضوعات کی فہرست میں آتی ہیں۔ اُن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں۔

خلاصہ رفع یدین کی احادیث بڑی کثرت سے ہیں اور صحیح ترین اسناد سے مروی ہیں۔ عدم رفع یدین کی احادیث بہت کم ہیں، مزید برآں معنًا یا سندًا ثابت نہیں۔ امام بخاریؒ لکھتے ہیں:۔

ولم یثبت عند اهل العلم	اہل علم کے نزدیک کسی
عن احد من اصحابه انه	ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں
لم یرفع یدیه [جزء رفع الیدین]	کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔

② قرأت خلف الامام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ {صحیح بخاری وصحیح مسلم عن عبادۃ بن صامتؓ}	جو شخص سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اُس کی صلوٰۃ نہیں ہوتی۔

یہ حدیث بالکل عام ہے۔ اس میں منفرد، امام، مقتدی مرد اور عورت سب شامل ہیں، کسی کو مستثنٰی نہیں کیا گیا۔ بعض لوگ اس حدیث سے مقتدی کو مستثنٰی کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر حدیث کا شانِ نزول دیکھا جائے تو اس حدیث کے مخاطب ہی مقتدی ہیں، پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو مخاطب ہوں وہی مستثنٰی کر دئے جائیں؟

حدیث مذکور کا شانِ نزول درجِ ذیل ہے۔ اس کے راوی

بھی حضرت عبادہ بن صامتؓ ہی ہیں۔

عن عبادة بن الصامتؓ	حضرت عبادہ بن صامتؓ
قال کنا خلف رسول اللہ	کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی	علیہ وسلم کے پیچھے صلوۃ فجر پڑھ
صلوۃ الفجر فقرأ رسول	رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	وسلم نے قرأت کی تو آپؐ پر
فثقلت علیہا القراءۃ	قرأت کرنا بھاری ہوگیا۔ پھر
فلما فرغ قال لعلکم	جب آپؐ صلوۃ سے فارغ ہوئے
تقرءون خلف امامکم	تو فرمایا" شاید تم اپنے امام کے
قلنا نعم ھذا یا رسول	پیچھے بھی پڑھتے ہو؟" ہم نے
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کہا" ہاں یا رسول اللہ جلدی
قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ	جلدی پڑھ لیتے ہیں" رسول
الکتاب فانہ لا صلوۃ	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لمن لم يقرأ بها (رواه ابو داؤد۔ سكت عليه المنذري حسنه الترمذي وصححه ابو داؤد والدارقطني وابن حبان الحاكم احمد محمد شاكر تعليقات احمد محمد شاكر على الترمذي) وقال البيهقي هذا

"سوائے سورۂ فاتحہ کے اور کچھ مت پڑھا کرو، کیونکہ بغیر سورۂ فاتحہ کے صلوٰۃ نہیں ہوتی۔"

اسناد صحيح ورواته ثقات (كتاب القراءة للبيهقي ص۳۴)}

وفي رواية هل تقرءون اذا جهرت بالقراءة فقال بعضنا انا نصنع ذلك قال فلا وانا اقول مالي ينازعني القرآن فلا تقرءوا بشيء من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن۔ (رواه ابو داؤد

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیا تم ایسی حالت میں کہ میں بلند آواز سے قرأت کرتا ہوں پڑھتے ہو؟" ہم میں سے کسی نے کہا ہم ایسا کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں کہتا تھا کیوں مجھ

سے قرآن میں منازعت کیجارہی ہے۔ جب کہ میں بلند آواز سے قرأت کروں تو قرآن میں سے کچھ نہ پڑھا کرو سوائے سُورۂ فاتحہ کے۔"

والدارقطنی وقال الدارقطنی ھذا اسناد حسن ورجالہ ثقات کلھم (دارقطنی جلد اول ص۱۲۱)} {نوٹ: نافع بن محمود کو امام بیہقی نے بھی ثقہ کہا ہے (کتاب القراءة ص۴۳) } امام بخاری کی سند میں نافع بن محمود نہیں ہیں اور اس کی سند حسن ہے (جزء القراءة ص۱۸)

اس شانِ نزول کو نہ صرف حضرت عبادہؓ نے بلکہ مندرجہ ذیل صحابیوں نے بھی روایت کیا ہے۔

(۱) حضرت انسؓ { رواہ البیہقی فی کتاب القراءة ص۴۸ وص۴۹ و رواہ ابو یعلی ...... ورجالہ ثقات (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی) ورواہ البخاری فی جزء ص۵۸ وسندہ صحیح }

(۲) عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم { رواہ البیہقی فی کتاب القراءة ص۵۱ وقال ھذا حدیث صحیح ص۵۲ ورواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی) }

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ { رواہ البیہقی فی کتاب القراءة ص۵۳ ورواہ البخاری فی جزء القراءة ص۱۷ ورواتہ ثقات وسندہ صحیح }

مندرجہ بالا شانِ نزول سے ثابت ہو گیا کہ صحیحین کی حدیث کا خطاب مقتدیوں سے ہے لہٰذا مقتدیوں کو بھی سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے، اس کے بغیر صلوٰۃ نہیں ہو گی۔

مقتدی کو سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کے دلائل اور اُن کا تجزیہ

دلیلِ اوّل اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ	جب قرآن پڑھا
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ	جائے تو غور سے سُنو
اَنْصِتُوْا {الاعراف ۲۰۴}	اور خاموش رہو۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب امام قرآن مجید تلاوت کرے تو مقتدی کو سُننا اور چُپ رہنا چاہیئے۔

جواب "مقتدی کی قراءت اور امام کے سکتات" کے عنوان کے تحت ضمیمہ ۳ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مقتدی کو امام کے سکتات میں سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ ایسی صورت میں نہ قرآن مجید کی آیت کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور نہ حدیثِ پاک کی۔ (ضمیمہ ۳ اس کتاب کے صفحات ۳۳۵ تا ۳۵۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

دلیل دوم رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

من صلّٰی خلف الامام	جو شخص امام کے پیچھے صلوٰۃ
فان قراءۃ الامام لہ	پڑھے تو امام کی قرأت
قراءۃ {رواہ البیہقی وغیرہ}	مقتدی کی قرأت ہے۔

جواب یہ حدیث ضعیف ہے، اگر اسے صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس میں اور سُورۂ فاتحہ پڑھنے کی حدیث میں کوئی تضاد نہیں ہے، یہ حدیث عام ہے اور سُورۂ فاتحہ پڑھنے کی حدیث خاص ہے، عام اور خاص میں کوئی تضاد نہیں ہوتا۔ دونوں حدیثوں کو

ملا کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ تو ہر حال میں پڑھنا ضروری ہے، البتہ دوسری سورت پڑھنا ضروری نہیں، اگر امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہو تو امام کا دوسری سورت پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہوگا۔ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت سمجھی جائیگی اور مقتدی کی صلوٰۃ میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ امام کے سکتوں میں پڑھنی چاہیے تاکہ قرآن مجید کی آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ اَنْصِتُوْا کی خلاف ورزی نہ ہو اور ضرور پڑھنی چاہیئے تاکہ حضرت عبادہؓ کی بیان کردہ حدیث کی خلاف ورزی نہ ہو، آیت اور حدیث دونوں پر بہ یک وقت عمل ہوتا ہے۔ جب امام دوسری سورت بلند آواز سے پڑھے تو مقتدی خاموشی سے سنتا ہے، دوسری سورت امام کے سکتوں میں بھی نہ پڑھے، اس صورت میں امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت سمجھی جائیگی۔ جب امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو مقتدی کو حدیث مندرجہ صفحہ ۳۳۰ کی رُو سے دوسری سورت کے پڑھنے کا جواز نکلتا ہے

(۳) مقتدی کی قرأت اور امام کے سکتات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں سے فرماتے ہیں :-

لا تقرءوا بشیءٍ من القرآن اذا جهرت الا بامّ القرآن فانه لا صلوٰة لمن لم یقرأ بها {رواه ابوداؤد والدارقطنی وسنده حسن۔ دارقطنی جزء اول ص۳۲۱} وروی نحوه البخاری فی جزء القراءة (ص۱۶) وسنده حسن۔

جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھو سوائے سورۂ فاتحہ کے، اِس لئے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اُس کی صلوٰۃ نہیں ہوتی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا {سورۂ اعراف ۲۰۴} جب قرآن پڑھا جائے تو اُس کو غور سے سُنو اور خاموش رہو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امام پڑھے تو مقتدی کو خاموش رہنا چاہیئے۔ حدیث میں اس کی مزید وضاحت موجود ہے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا {صحیح مسلم عن ابی موسیٰ الاشعری رض} جب امام پڑھے تو خاموش رہو۔

مندرجہ بالا آیت و احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ مقتدی کو سُورۂ فاتحہ پڑھنی تو ضرور چاہیئے لیکن ایسی حالت میں نہیں کہ امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو، جب امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہو اُس وقت تو مقتدی کو خاموش رہ کر سُننا چاہیئے نہ کہ پڑھنا۔ اب اگر مقتدی پڑھتا ہے تو سُننے اور

خاموش رہنے کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اور اگر نہیں پڑھتا تو پڑھنے کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ان دونوں حکموں کا تقاضا یہ ہے کہ امام کو کچھ ایسے سکتات کرنے چاہئیں جن میں مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھ سکے اور کسی بھی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ لیکن سکتات کا مقرر کرنا بھی ہمارا کام نہیں، اس کے لئے بھی دلیل کی ضرورت ہے، الحمد للہ دلیل بھی موجود ہے اور وہ درج ذیل ہے:-

حضرت سمرۃؓ بن جندبؓ فرماتے ہیں:-

انہ کان یسکت سکتتین	بیشک رسول اللہ صلی اللہ
اذا استفتح واذا فرغ	علیہ وسلم دو سکتے کرتے تھے،
من القراءۃ کلھا (ووافقہ	ایک اس وقت جب صلوۃ
ابی بن کعبؓ) (رواہ ابوداؤد	شروع کرتے اور ایک اس وقت
والترمذی، صححہ احمد محمد شاکر فی	جب آپ پوری قرأت سے فارغ

ہوتے {حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت سمُرہ کی تصدیق کی}

تعلیقاتہ علی الترمذی) قال الحاکم وحدیث سمرۃ لا یتوھم متوھم ان الحسن لم یسمع من سمرۃ فانہ قد سمع منہ (المستدرک ۲۱۵/۱)

اب ایک سوال رہ جاتا ہے کہ کیا یہ سکتے مقتدیوں کی قرأت کے لئے ہوتے تھے یا ان کا کوئی اور مقصد تھا، الحمد للہ، اس کا حل بھی حدیث میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں:۔

کانوا یقرؤن خلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا انصت فاذا قرأ لم یقرءوا واذا انصت قرءوا۔ {رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۶۹ وصحہ ص۵۵}

صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اُس وقت پڑھتے تھے جب آپ خاموش رہتے، پھر جب آپ پڑھتے تو صحابہؓ کچھ نہیں پڑھتے تھے اور جب آپ خاموش ہو جاتے تو پھر پڑھتے تھے۔

اس حدیث نے وہ پوری کیفیت بتا دی جس کیفیت سے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ہدایت کی تھی۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سکتے کرتے تھے۔ ایک سکتہ قرأت سے پہلے اور دوسرا سکتہ قرأت کے بعد۔ اور ان سکتوں میں صحابہ کرامؓ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرتے تھے۔ جس کو پہلا سکتہ مل گیا اُس نے پہلے سکتہ میں پڑھ لی، جس کو پہلا سکتہ نہ ملا اُس نے دوسرے سکتہ میں پڑھ لی۔ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے حکم کی تعمیل بھی ہوگئی اور خاموش رہنے کے حکم کی تعمیل بھی ہوگئی۔ نہ کوئی تضاد رہا نہ اختلاف کی گنجائش۔

مندرجہ بالا تحریر سے پورا مسئلہ نکھر کر سامنے آگیا، تاہم بطور شواہد کے ہم اس مسئلہ کے متعلق مزید احادیث و آثار ذیل میں درج کر رہے ہیں۔

(١) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ میں فرمایا:۔

من کان مع الامام	جو شخص امام کے ساتھ صلوٰۃ
فلیقرأ بأم القرآن	پڑھ رہا ہو اُسے چاہیئے کہ جب
قبلہ اذا سکت {رواہ	امام سکتہ کرے تو امام سے پہلے ہی
البیہقی فی کتاب القراءۃ صـ۵۴}	سُورۂ فاتحہ پڑھ لے۔

(٢) دوسری سند میں ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ میں فرمایا:۔

من کان مع الامام	جو شخص امام کے ساتھ صلوٰۃ
فلیقرأ قبلہ اذا سکت	پڑھ رہا ہو اُسے چاہیئے کہ جب
{رواہ البیہقی فی کتاب	امام سکتہ کرے تو امام سے پہلے
القراءۃ صـ۵۴}	ہی سُورۂ فاتحہ پڑھ لے۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ نے روایت کی ہے، اِن ہی سے صحابۂ کرامؓ کے سُورۂ فاتحہ پڑھنے کی حدیث صحیح سند سے صـ۳۳۸ پر گذر چکی ہے۔

ان دونوں سندوں میں سے پہلی سند میں عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والے مثنی بن الصباح ہیں۔ دوسری سند میں عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والے ابن لہیعہ ہیں۔ مثنی بن الصباح اور ابن لہیعہ صرف ضعفِ حافظہ کی وجہ سے ضعیف مانے جاتے ہیں لیکن دونوں سچّے ہیں۔ کیونکہ دونوں نے عمرو بن شعیب سے متفق طور پر ایک ہی بات بیان کی ہے لہٰذا بھول کا خدشہ کالعدم ہو گیا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں بھول کر ایک ہی بات کہیں، لہٰذا ضعف دُور ہو گیا اور حدیث ثابت ہو گئی۔

صحابۂ کرامؓ کا طرزِ عمل

صحابۂ کرامؓ جب مقتدی ہوتے تھے تو سُورۂ فاتحہ کس طرح پڑھتے تھے، اس کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔

صحابۂ کرامؓ میں سے جب کوئی امامت کرتا تھا تو وہ مقتدیوں

کی قرأت کیلئے کیا رعایت کرتا تھا، اس کا بیان مندرجہ ذیل روایت میں ملاحظہ فرمائیے:۔

حضرت عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے حضرت سعید بن جبیرؒ تابعی سے پوچھا "کیا میں امام کے پیچھے قراءت کروں؟"

حضرت سعیدؒ نے فرمایا:۔

نعم وان سمعت قراءته	ہاں! اگرچہ تم اُس کی قرأت
انهم قد احدثوا مالم	سُنو۔ بیشک ان لوگوں نے
يكونوا يصنعونه۔ ان	بدعت نکال لی ہے (کہ سکتہ
السلف كان اذا ام احدهم	نہیں کرتے) سلف یہ کام
الناس كبر ثم انصت	نہیں کرتے تھے، بیشک سلف
حتى يظن ان من خلفه	(یعنی صحابہ کرامؓ) میں سے جب
قرأ فاتحة الكتاب ثم قرأ	کوئی لوگوں کی امامت کرتا
فانصتوا {جزء القراءة للامام	تھا تو اللہ اکبر کہہ کر خاموش

ہو جاتا تھا، یہاں تک کہ جب اُسے یقین ہو جاتا تھا کہ اب ہر مقتدی نے سُورۂ فاتحہ پڑھ لی ہو گی تو پھر وہ قرأت شروع کرتا تھا، پھر مقتدی خاموش ہو جایا کرتے تھے۔

البخاری ص۱۱ رواتہ ثقات وسندہ حسن ورویٰ عبدالرزاق نحوہٗ وسندہٗ صحیح۔ مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص۱۳۳}

اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ صحابۂ کرامؓ کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ مقتدی سُورۂ فاتحہ امام کے سکتہ میں پڑھے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اقرؤا اذا سکتوا واسکتوا اذا قرؤا {رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ ص۱۶ وسندہ حسن}

جب امام خاموش ہوں تو تم پڑھا کرو اور جب وہ پڑھیں تو تم خاموش ہو جایا کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

للامام سکتتان فاغتنموا	امام کے دو سکتے ہوتے ہیں.
القراءۃ فیھما بفاتحۃ الکتاب	ان دونوں میں سورۂ فاتحہ
{جزء القراءۃ للبخاری ص۶۴ وسندہ حسن}	کی قرأت کو لوٹ لو۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے متعلق مروی ہے کہ :۔

کان یقرأ خلف رسول	وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا	کے پیچھے قرأت کرتے تھے جب
انصت فاذا قرأ لم یقرأ	آپ خاموش ہوتے تھے لیکن جب
فاذا انصت قرأ {کتاب القراءۃ	آپ پڑھتے تو وہ کچھ نہیں پڑھتے
للبیہقی ص۵۶ وسندہ حسن}	تھے پھر جب آپ خاموش
	ہوتے تو وہ پڑھتے تھے

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

اذا قرأ الامام بام القرآن	جب امام سورۂ فاتحہ پڑھے

فاقرأبها واسبقه [جزء القراءة — تو تم بھی سورۂ فاتحہ پڑھو
للبخاری ص۵۵ و ص۶۴ وسندہ صحیح] — اور اُس سے پہلے پڑھ لو۔

حضرت ابو سلمہؒ تابعی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی موجودگی میں فرمایا:

للامام سکتتان فاغتنموهما — امام کے دو سکتے ہوتے
[کتاب القراءة للبیہقی ص۶۱ وفی جزء — ہیں اُنہیں لُوٹ لو،
القراءة للبخاری ص۶۳ "فاغتنموا — یعنی ان دونوں میں سورۂ
القراءة فیهما بفاتحة الکتاب — فاتحہ پڑھ لیا کرو۔
(وسندہ صحیح)

امام عروہ تابعی فرماتے ہیں:۔

اقرء وا فیما یسکت الامام و — امام کے سکتہ کی حالت
اسکتوا فیما جهر [جزء القراءة — میں پڑھو اور جس
للبخاری ص۱۶ وسندہ حسن] اقرء وا فی سکتة — وقت وہ جہر سے قرأت
الامام [کتاب القراءة للبیہقی ص۶۱] — کرے تو خاموش رہو۔

حضرت میمون بن مہرانؒ، حضرت ابو سلمہؒ، حضرت سعید بن

جبیرؒ وغیرہم کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں:۔

کان.... یرون القراءۃ	یہ سب امام کے سکتہ میں
عند سکوت الامام۔	قرأت کو ضروری سمجھتے تھے۔

{جزء القراءۃ ص۱۱}

مشہور تابعی امام حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں:۔

اذا کان الامام یجھر	جب امام جہرے قرأت کرے تو مقتدی
فلیبادر بقراءۃ امّ	کو (امام سے پہلے) جلدی سے سورۃ
القرآن اولیقرأ بعد	فاتحہ پڑھ لینی چاہیئے یا مقتدی اُس
ما یسکت فاذا قرأ	وقت سورۃ فاتحہ پڑھے جب امام
فلینصت کما قال اللہ	قرأت کے بعد سکتہ کرے البتہ جب
عزوجل {جزء القراءۃ للبخاری ص۲۱ ومصنف عبدالرزاق ۲/۱۳۳ وسندہ صحیح}	امام پڑھے تو مقتدی کو خاموش

ہو جانا چاہیئے جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں:۔

نقول یقرأ خلف الامام عند السکتات {جزء القراءۃ ص۱۱}	ہم کہتے ہیں کہ (مقتدی) امام کے سکتوں میں پڑھے۔

اور نہ صرف مندرجہ بالا ائمۂ کرام بلکہ تمام محدثین ضروری سمجھتے تھے کہ مقتدی امام کے سکتات میں پڑھے۔

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں :-

واختار اصحاب الحدیث ان لا یقرأ الرجل اذا جھر الامام بالقراءۃ وقالوا یتبع سکتات الامام. {ترمذی باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام ج۱ ص۱۱}	محدثین نے اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ جب امام بلند آواز سے قرأت کرے تو مقتدی کچھ نہ پڑھے، محدثین کہتے ہیں کہ امام کے سکتات کی متابعت کرے (یعنی سکتات میں پڑھے)

خلاصہ مندرجہ بالا مباحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ :-

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سکتے کیا کرتے تھے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا

حکم دیا کرتے تھے۔

۳۔ صحابۂ کرامؓ سکتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔

۴۔ صحابۂ کرامؓ جب امامت کرتے تھے تو قراءت شروع کرنے سے پہلے مقتدیوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کے لئے کافی وقفہ دیا کرتے تھے۔

۵۔ امام کا تکبیر تحریمہ کے بعد بہت جلد قراءت شروع کرنا بدعت ہے۔

نوٹ:۔ صحابہ اور تابعین کا عمل تسلسل بتانے کیلئے پیش کیا گیا ہے نہ کہ بطور دلیل کے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے

حضرت سمرہ بن جندبؓ کہتے ہیں :۔

انہ کان یسکت سکتتین	بے شک رسول اللہ صلی اللہ
اذا استفتح واذا فرغ من	علیہ وسلم دو سکتے کرتے تھے ایک
القراءۃ کلھا (رواہ ابو داؤد	اس وقت جب صلوٰۃ شروع کرتے،
والترمذی وصححہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ	دوسرا اس وقت جب پوری

علی الترمذی) وفی روایۃ ابی داؤد "سکتۃ اذا کبر الامام حتی یقرأ وسکتۃ اذا فرغ من فاتحۃ الکتاب وسورۃ عند الرکوع"۔

قرأت سے فارغ ہوتے یعنی جب سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۃ سے فارغ ہو کر رکوع کرتے تو رکوع سے پہلے سکتہ کرتے تھے۔

اس مسئلہ کی مزید تحقیق "مقتدی کی قرأت اور امام کے سکتات" کے عنوان سے بیان ہو چکی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں سکتے سُنّت ہیں۔ یہی وہ سکتے ہیں جن میں مقتدی سُورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ آج کل یہ سکتے متروک ہیں۔ پہلا سکتہ بہت سے امام اب بھی کرتے ہیں لیکن برائے نام، دوسرا سکتہ تو تقریباً مفقود ہے۔

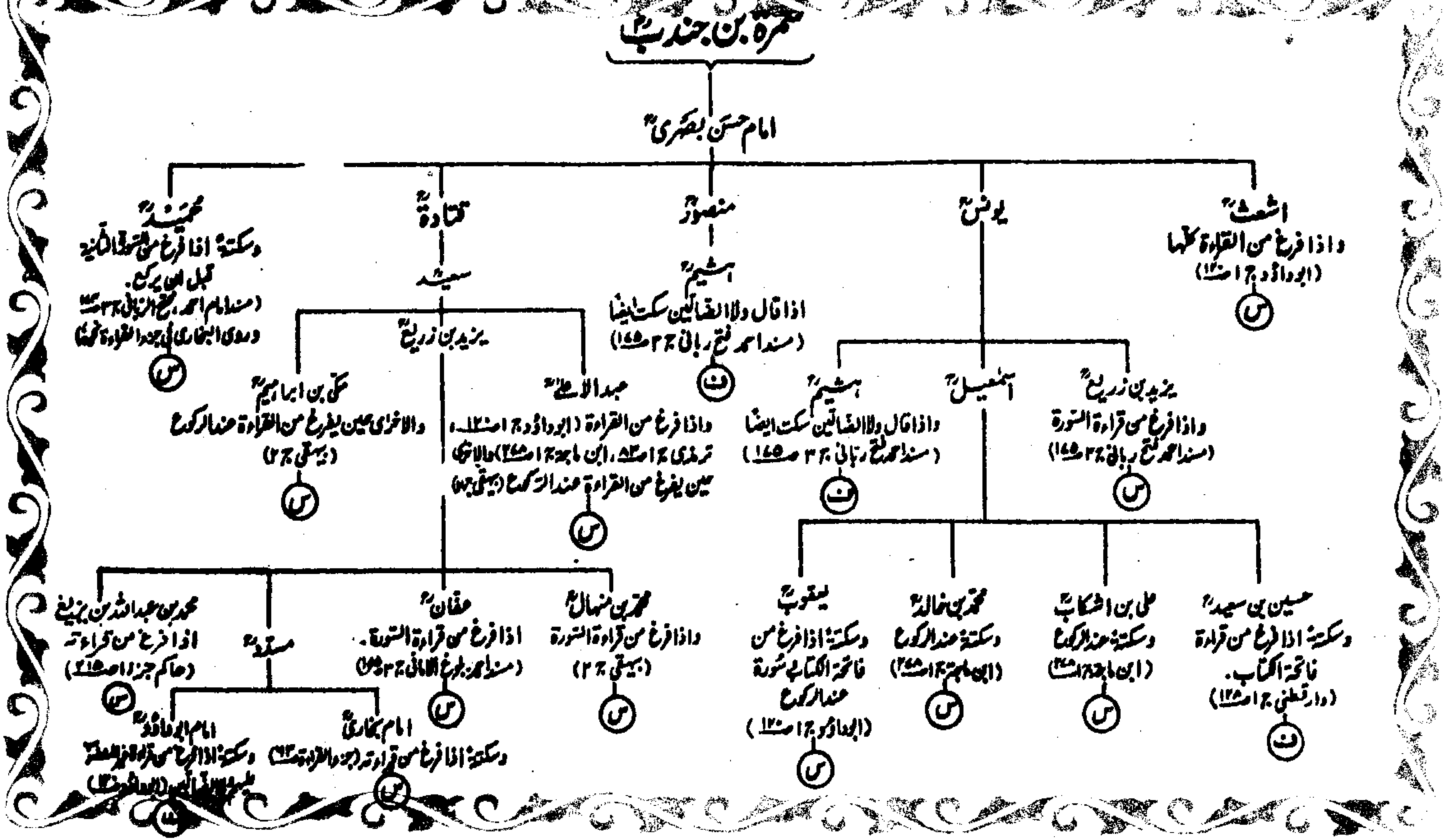
حضرت سمرہؓ کی مذکورہ بالا حدیث کی بعض سندوں میں دوسرا سکتہ سُورۂ فاتحہ کے بعد بیان کیا گیا ہے، لیکن وہ صحیح نہیں۔

صـ۳۵۱ پر اس حدیث کا شجرۂ اسناد اور متعلقہ متون بیان کئے گئے ہیں، پھر صـ۳۵۲ پر ان متون کا جائزہ لیا گیا ہے، جس سے اس بات کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی کہ یہ سکتہ عند الرّکوع تھا۔

نوٹ :- مذکورہ بالا دو سکتے پہلی رکعت میں کئے جاتے ہیں۔ دوسری رکعت میں صرف قرأت کے بعد سکتہ کیا جاتا ہے۔ قرأت سے پہلے سکتہ نہیں کیا جاتا۔[۱]

---

[۱] کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نھض من (وفی روایۃ ابی عوانۃ "فی") الرکعۃ الثانیۃ استفتح القراءۃ بالحمد للہ رب العالمین ولم یسکت (صحیح مسلم)


سمرۃ بن جندبؓ
امام حسن بصریؒ
اشعثؒ
واذا فرغ من القراءۃ کلها
(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۳)
یونسؒ
منصورؒ
ہشیمؒ
اذا قال ولا الضالین سکت ایضا
(مسند احمد فتح ربانی ج ۳ ص ۱۶۵)
قتادۃؒ
سعیدؒ
یزید بن زریعؒ
حمیدؒ
وسکتۃ اذا فرغ من السورۃ الثانیۃ
قبل ان یرکع.
(مسند امام احمد، فتح الربانی ج ۳ ص ۱۶۵)
وروی البخاری فی جزء القراءۃ نحوها
یزید بن زریعؒ
واذا فرغ من قراءۃ السورۃ
(مسند احمد فتح ربانی ج ۳ ص ۱۶۵)
اسمٰعیلؒ
ہشیمؒ
واذا قال ولا الضالین سکت ایضا
(مسند احمد فتح ربانی ج ۳ ص ۱۶۵)
عبد الاعلیٰؒ
واذا فرغ من القراءۃ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۳، ترمذی ج ۱ ص ۵۹، ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۱) والاخری
حین یفرغ من القراءۃ عند الرکوع (بیہقی ج ۲)
یحییٰ بن ابراہیمؒ
والاخری حین یفرغ من القراءۃ عند الرکوع
(بیہقی ج ۲)
حسین بن سعیدؒ
وسکتۃ اذا فرغ من قراءۃ
فاتحۃ الکتاب.
(دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۸)
علی بن اشکابؒ
وسکتۃ عند الرکوع
(ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۱)
محمد بن خالدؒ
وسکتۃ عند الرکوع
(ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۱)
یعقوبؒ
وسکتۃ اذا فرغ من
فاتحۃ الکتاب وسورۃ
عند الرکوع
(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۰)
محمد بن منہالؒ
واذا فرغ من قراءۃ السورۃ
(بیہقی ج ۲)
عفانؒ
اذا فرغ من قراءۃ السورۃ.
(مسند احمد بلوغ الامانی ج ۳)
مسددؒ
محمد بن عبد اللہ بن بزیعؒ
اذا فرغ من قراءتہ
(حاکم جز ۱ ص ۲۱۵)
امام بخاریؒ
وسکتۃ اذا فرغ من قراءتہ (جزء القراءۃ)
امام ابوداؤدؒ
وسکتۃ اذا فرغ من قراءۃ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین

صفحۂ ماقبل پر جو شجرہ دیا گیا ہے اُس کا جائزہ

(س) = سُورت کے بعد

(ف) = فاتحہ کے بعد

(س) کی تعداد = ۱۲

(ف) کی تعداد = ۴

(۱) اسمٰعیلؒ کے چار۴ شاگردوں میں سے تین۳ شاگردوں نے دوسرا سکتہ سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ایک نے فاتحہ کے بعد۔ لہٰذا سُورت کے بعد ہی صحیح ہے اور اسمٰعیلؒ سے یہی ثابت ہے۔

(۲) یونسؒ کے شاگردوں میں سے اسمٰعیلؒ اور یزیدؒ نے دوسرا سکتہ سُورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ہشیمؒ نے فاتحہ کے بعد۔ لہٰذا یونسؒ سے دوسرا سکتہ سُورت کے بعد

ثابت ہوا۔

(۳) یزید بن زریع کے سلسلۂ اسناد میں عفانؒ، محمد بن منہالؒ محمد بن عبداللہ اور امام بخاریؒ نے دوسرا سکتہ سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ایک شاگرد نے فاتحہ کے بعد۔ لہٰذا یزید بن زریعؒ سے بھی ثابت ہوا کہ دوسرا سکتہ سورت کے بعد تھا۔

(۴) سعیدؒ کے تینوں شاگرد، یزید بن زریع، عبدالاعلیٰ اور مکی بن ابراہیمؒ سورت کے بعد سکتہ کرنے پر متفق ہیں؛ لہذا سعیدؒ سے اور پھر قتادہؒ سے دوسرا سکتہ سورت کے بعد ثابت ہوا۔

(۵) امام حسن بصریؒ کے پانچ شاگردوں میں سے اشعثؒ اور یونسؒ (جیساکہ اوپر ثابت ہوا) حمیدؒ اور قتادہؒ (جیساکہ اوپر ثابت ہوا) یعنی چار شاگردوں نے دوسرا سکتہ سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ایک شاگرد منصورؒ نے فاتحہ

کے بعد اور غالباً یہ غلطی منصور کی نہیں بلکہ ہشیمؒ کی ہے جنہوں نے یونسؒ سے روایت کرنے میں بھی بالکل یہی غلطی کی ہے۔ اور دوسرے دو شاگردوں کے خلاف روایت کیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ امام حسن بصریؒ کے تمام شاگرد سورت کے بعد سکتہ کی روایت پر متفق ہیں۔

نتیجہ مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس حدیث میں دوسرے سکتہ کا محل سورت کے بعد ہے، نہ کہ سورۂ فاتحہ کے بعد۔

⑤ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بالجہر یا بالاخفاء

بسم اللہ بالاخفاء کے دلائل

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:-

صلیت مع رسول اللہ	میں نے رسُول اللہ صلے اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم	علیہ وسلم، ابوبکر رضؓ، عمر رضؓ اور
وابی بکر رضؓ وعمر رضؓ وعثمان رضؓ	عثمان رضؓ کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی
فلم اسمع احدا منھم	لیکن میں نے اُن میں سے
یقرأ بسم اللہ الرحمٰن	کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الرحیم وفی روایۃ کانوا	پڑھتے نہیں سُنا، یہ لوگ
یستفتحون بالحمد للہ	الحمد للہ رب العالمین سے
رب العالمین لا یذکرون	قرأت شروع کرتے تھے، بسم اللہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	الرحمٰن الرحیم کو نہ شروع قرأت

فی اوّل قراءة ولا فی ۔۔۔ میں ذکر کرتے اور نہ آخر

آخرها {صحیح مسلم} ۔۔۔ قرأت میں۔

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے اپنے بیٹے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے سُن کر فرمایا:۔

"(اے بیٹے) میں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم، ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھی ہے، میں نے ان میں سے کسی سے نہیں سُنا کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہو، لہٰذا تم بھی نہ پڑھا کرو۔ جب تم صلوٰۃ پڑھو تو کہو الحمد للہ رب العالمین" {رواہ الترمذی وحسنہ وصححہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ علی الترمذی}

ان دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہیں پڑھنی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں حضرت حفصہؓ اور حضرت جبیرؓ سے بھی صحیح روایتیں ہیں۔

حضرت حفصہؓ کی روایت مسند ... میں اور جبیرؓ کی روایت مستخرج اسماعیلی میں ہے۔ {[illegible]}

بسم اللہ بالجہر کے دلائل (۱) حضرت قتادہؒ کہتے ہیں:-

"حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح قرأت کرتے تھے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھینچ کھینچ کر قرأت کرتے تھے، پھر اُنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی، بسم اللہ کو کھینچا، رحمٰن کو کھینچا، رحیم کو کھینچا۔" {صحیح بخاری}

اس حدیث میں اس بات کی صراحت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھتے تھے اور جب اس قسم کی صراحت نہیں تو یہ حدیث صلوٰۃ میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو بلند آواز سے پڑھنے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

(۲) حضرت نعیم کہتے ہیں :-

”میں نے ابو ہریرہؓ کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی، پھر سورۂ فاتحہ پڑھی ...... سلام کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک مَیں صلوٰۃ کے لحاظ سے تم سب سے زیادہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں“ {رواہ النسائی وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم والبیہقی والخطیب (نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۶۹) وصححہ الدارقطنی (دارقطنی جزء ۱ ص ۱۱۵)}

(۳) حضرت انسؓ فرماتے ہیں :-

”حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو صلوٰۃ پڑھائی۔ اس میں اُنہوں نے بلند آواز سے قرأت کی لیکن بسم اللہ نہیں پڑھی، جب وہ صلوٰۃ سے فارغ ہوئے تو مہاجرین اور انصار نے حضرت معاویہؓ کو پکار کر کہا ”اے معاویہؓ

تم نے صلوٰۃ میں کمی کر دی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہاں گئی؟"..... اس کے بعد جب کبھی حضرت معاویہؓ نے صلوٰۃ پڑھائی تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی پڑھی۔" {رواہ الشافعیؒ واخرجہ الحاکم وصححہ علی شرط مسلم (نیل الاوطار جزء۲ ص۱۶۸)}

دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ "اس کے بعد حضرت معاویہؓ سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۃ کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرتے تھے۔" {رواہ الدارقطنی وقال کلھم ثقات (دارقطنی جزء۱ ص۱۱۷)}

یہ روایت ضعیف اور معلول ہے، اس کا متن غیر محفوظ ہے۔

(۴) حضرت یحییٰ بن حمزہ کہتے ہیں :-

"ہم کو امیر المؤمنین مہدی نے مغرب کی صلوٰۃ پڑھائی، اُنھوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھی۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین یہ کیا ؟ امیر المؤمنین نے فرمایا مجھ سے میرے باپ نے، اُنھوں نے اپنے باپ سے، اُنھوں نے اُن کے دادا سے، انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے تھے"۔

{رواہ الدارقطنی وسکت علیہ الحافظ۔

التعلیق المغنی شرح دارقطنی ج ۱ ص ۳۰۱}

اس روایت میں احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ ضعیف ہے۔

خلاصہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھنے کی جتنی مرفوع حدیثیں اوپر درج کی گئی ہیں، ان کے علاوہ جتنی

حدیثیں اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہیں وہ سب بے حد ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔

مندرجہ بالا چار حدیثوں میں سے بھی صرف ایک حدیث صحیح ہے یعنی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث لیکن اس میں اس بات کی صراحت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے تھے، اس حدیث میں دو باتوں کا احتمال ہے:۔

پہلا احتمال حضرت ابوہریرہؓ نے محض تعلیماً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھا تھا۔

دوسرا احتمال تعلیم کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ کا منشا یہ بتانا بھی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

ان دو احتمالات کی موجودگی میں یہ حدیث بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھنے کی تسلی بخش دلیل نہیں۔

عبدالرحمٰن الاعرج کہتے ہیں میں نے ابوہریرہؓ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھی جب انہوں نے تکبیر کہی تو کچھ دیر سکتہ کیا پھر کہا الحمدللہ رب العالمین۔ (جزء القراءۃ للبخاری ص۶۴ وسندہ صحیح)

اس اثر سے ثابت ہوا کہ پہلا احتمال ہی صحیح ہے یعنی حضرت ابوہریرہؓ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے محض تعلیماً پڑھا تھا۔ اگر وہ بلند آواز سے پڑھنے کو سنّت سمجھتے تو عبدالرحمٰن کو صلوٰۃ پڑھاتے وقت کیوں آہستہ پڑھتے۔

مزید برآں حضرت ابوہریرہؓ کی اس ایک حدیث کے مقابلہ میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم خفیہ پڑھنے کی حدیثیں چار ہیں: ایک حضرت انسؓ کی، دوسری حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی، تیسری حضرت حفصہؓ کی اور چوتھی حضرت جبیر بن مطعمؓ کی۔ یہ چاروں حدیثیں صحیح بھی ہیں اور صریح

بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْم بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔ مزید براں
حضرت انسؓ کی حدیث صحیح مسلم کی حدیث ہے،
اس کی سند حضرت ابو ہریرہؓ ، کی حدیث کی سند
سے اعلےٰ اور اصح ہے ، پھر اس میں مسلسل
اور متواتر فعل کا بیان ہے جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے عہد سے حضرت عثمانؓ
کے عہد تک چلا گیا ہے ؛ خلفاء ثلاثہ کا
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے نہ
پڑھنا اور تمام صحابہؓ کرام کا اس پر سکوت
فرمانا خفیہ پڑھنے کے عمل کی مزید تائید ہے۔

نتیجہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو خفیہ آواز سے پڑھنا

چاہیئے۔ بلند آواز سے پڑھنے کا ثبوت واضح اور صریح نہیں۔

⑥ آمین بالجہر یا بالاخفاء

(۱) حضرت وائل فرماتے ہیں :-

کان رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم اذا قرأ	جب ولا الضالین پڑھتے تو
ولا الضالین قال آمین	آمین کہتے اور اس کے ساتھ
ورفع بہا صوتہ ؛	اپنی آواز کو بلند کرتے۔

{رواہ ابو داؤد وسندہ صحیح (مرعاۃ جلد اول ص ۶۱۲) وصححہ الدارقطنی ص ۱۲۷

والحافظ العسقلانی (بلوغ الامانی جزء ۳ ص ۲۰۵)}

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آمین بلند آواز سے کہنی چاہیئے۔

جو لوگ آمین بالاخفاء کے قائل ہیں وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں :-

عن وائلؓ قال صلیت	حضرت وائلؓ کہتے ہیں میں
مع رسول اللہ صلی اللہ	نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم فسمعتہ	وسلم کے ساتھ صلوۃ پڑھی
حین قال غیر المغضوب	میں نے سنا کہ جب آپ نے
علیھم ولا الضآلین قال	غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین
اٰمین واخفی بھا صوتہ	کہا تو آمین کہی اور اس کے
{رواہ الدارقطنی جلد اوّل صـ۱۲۷	ساتھ اپنی آواز کو پوشیدہ کیا۔

وروی نحوہٗ احمد ۔ بلوغ الامانی جزء۳ صـ۲۰۵}

دونوں مذکورہ بالا عبارتوں کے راوی حضرت وائلؓ ہی ہیں۔ گویا حدیث ایک ہی ہے، البتہ الفاظ میں کچھ ردّو بدل ہوگیا ہے۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آخر کون سے الفاظ صحیح ہیں "رفع بھا صوتہ" یا "اخفی بھا صوتہ"۔ اگر پہلے الفاظ صحیح ہوں تو بلند آواز سے کہنا ثابت ہوگا اور بعد

والے الفاظ صحیح ہوں تو خفیہ آواز سے کہنا ثابت ہوگا۔

اس سے پہلے کہ ہم دوسری احادیث سے اس کی تحقیق کریں پہلے ہمیں ان دونوں روایتوں کے متن کو دیکھنا ہے، وہ کونسا متن ہے جو سیاق وسباق کے لحاظ سے صحیح ہوسکتا ہے۔ دوسری روایت کے متن میں ہے کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آمین کہتے ہوئے سُنا" لیکن اسی کے آگے پھر یہ الفاظ ہیں کہ "آپ نے آواز کو خفیہ کیا" گویا اس حدیث میں دو جملے قابلِ غور ہیں :-

(۱) میں نے آمین سُنی۔

(۲) آمین خفیہ تھی۔

ذرا سے بھی تامّل سے یہ بات ثابت ہوجائے گی کہ وہ آواز خفیہ کیسے ہوسکتی ہے جو سُنی گئی، اور اگر خفیہ تھی تو سُنی کیسے گئی۔ گویا یہ دونوں جملے جو اُوپر مذکور ہوئے بہ یک وقت

صحیح نہیں ہو سکتے۔ اگر آپؐ کی آمین خفیہ تھی تو حضرت وائلؓ نے سُنی کیسے اور اگر خفیہ ہونے کی وجہ سے نہیں سُنی تو روایت کیسے کیا۔ پھر تو اُن کی حدیث آمین کے ذکر سے خالی ہونی چاہیئے تھی۔

خلاصہ یہ کہ حضرت وائلؓ نے آمین کو روایت کیا اور ان کا روایت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اُنہوں نے آمین سُنی۔ اور جب اُنہوں نے آمین سُنی تو وہ بلند آواز سے ہو گی نہ کہ خفیہ آواز سے۔ لہٰذا حدیث کی عبارت میں "رفع بھا صوتہ" کے الفاظ سیاق و سباق کے بالکل مُطابق ہیں اور وہی صحیح ہیں۔ "اخفی بھا صوتہ" کے الفاظ سیاق و سباق کے مخالف ہیں، لہٰذا وہ صحیح نہیں۔ کسی راوی یا کاتب کی غلطی سے "رفع" کی جگہ "اخفی" ہو گیا ہے۔

"اخفی" کا لفظ صحیح نہیں، اس کی ایک اور وجہ بھی ہے

وہ یہ کہ اس حدیث کی سَنَد میں حضرت سلمہ بن کہیل ہیں۔ اُن سے یہ حدیث روایت کرنے والے حضرت سفیان، حضرت علی بن صَالح، حضرت محمدؐ بن سلمہ اور حضرت شعبہ ہیں۔

حضرت سفیان کی روایت کردہ حدیث تو اُوپر سب سے پہلے بیان ہو چکی ہے جس میں "رَفع بھَا صَوتہ" کے الفاظ ہیں۔

حضرت علی بن صَالح کی حدیث ابو داؤد (جلد اوّل صہ ۱۴۲) میں ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:-

فجھر بآمین	آپؐ نے بلند آواز سے آمین کہی۔

محمد بن سلمہ کی حدیث کا ذکر امام دارقطنی کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:-

ان سفیان الثوری ومحمد بن سلمۃ بن کھیل	بے شک سفیان ثوری، محمد بن سلمہ بن کہیل اور ان دونوں

وغیرھما رووہ عن سلمۃ — کے علاوہ اور محدثین نے سلمہ
فقالوا رفع صوتہ بامین — سے "رفع صوتہ بآمین" روایت
وھو الصواب {دارقطنی ص۱۲۷} — کیا ہے اور وہی صحیح ہے۔

الغرض حضرت سلمہ سے "رفع بھا صوتہ" روایت کرنے والے حضرت سفیان، حضرت محمد بن سلمہ، حضرت علی بن صالح وغیرہ ہیں۔ اور "اخفی بھا صوتہ" روایت کرنے والے صرف حضرت شعبہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ تین راویوں نے متفقہ طور پر جو الفاظ بیان کئے ہیں وہی صحیح ہیں۔ حضرت شعبہ سے یا حضرت شعبہ کی حدیث میں کسی راوی یا کاتب سے سہواً "رفع" کی بجائے "اخفی" درج ہوگیا ہے۔

ترمذی میں حضرت شعبہ سے یہ الفاظ منقول ہیں:۔

خفض بھا صوتہ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کے ساتھ اپنی آواز کو پست کیا

"خفض" کا لفظ بھی جہر پر دلالت کرتا ہے، اگرچہ سورۂ فاتحہ کے مقابلہ میں کچھ جہر کم ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت شعبہ کی ایک روایت اور بھی ہے جس کا متن یہ ہے:۔

فلما قال ولا الضآلین قال آمین رافعا بها صوته (رواہ البیہقی فی سننہ وقال فی المعرفۃ اسناد هذہ الروایۃ	جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین کہا تو آپ نے آمین کہی اور آواز کو اس کے ساتھ بلند کیا۔

صحیح تعلیق المغنی شرح دارقطنی ص۱۲۷}

الغرض حضرت شعبہ سے بھی جہر ثابت ہے اور یہ لفظ سیاق و سباق اور دوسرے محدثین کے بیان کردہ الفاظ کے بالکل مطابق ہے، "اخفی" کا لفظ ان کی طرف غلطی سے منسوب ہو گیا ہے۔

حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے

جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

صلیت خلف رسول اللہ	میں نے رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم	علیہ وسلم کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی
فلما قال ولا الضالین	جب آپ نے ولا الضالین کہا
قال آمین مدبھا صوتہ	تو آمین کہی اور اس کے ساتھ
{رواہ الدار قطنی ص۱۲۷ والنسائی ص۱۰۲	آواز کو دراز کیا۔

وص۱۰۲ وقال الدار قطنی ھذا اسناد صحیح۔ دار قطنی ص۱۲۷}

پوشیدہ آمین کہنے کے سلسلہ میں کوئی اور حدیث نہیں ہے صرف یہی ایک حدیث ہے جس کا تجزیہ اوپر کیا گیا ہے، اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس میں پوشیدہ آواز سے آمین کہنے کے الفاظ صحیح نہیں ہیں، بلند آواز سے آمین کہنے کے الفاظ صحیح ہیں۔

بلند آواز سے آمین کہنے کے سلسلہ میں اور بھی حدیثیں ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں :-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۂ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے"۔

{ رواہ الدارقطنی وقال ہذا اسناد حسن (دارقطنی ص۱۲۷) وروی نحوہ الحاکم باسناد صحیح (التعلیق المغنی شرح دارقطنی ص۱۲۸ والمستدرک جزء اول ص۲۲۳) وروی نحوہ ابوداؤد وصححہ البیہقی (نیل الاوطار جزء ۲ ص۱۸۸) }

حضرت نعیم رح کہتے ہیں :-

"میں نے ابوہریرہ رض کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی، انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی، پھر سورۂ فاتحہ پڑھی یہاں تک کہ جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے تو آمین کہی، پھر تمام لوگوں نے آمین کہی .... پھر جب حضرت ابوہریرہ رض نے سلام پھیرا تو فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں

صلوٰۃ کے معاملہ میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں"۔ {رواہ النسائی صـ۱۰۵ وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم والبیہقی والخطیب (نیل الاوطار جزء ۲ صـ۱۶۹) وصححہ الدارقطنی (دارقطنی صـ۱۱۵)} نوٹ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتدیوں کو بھی بلند آواز سے آمین کہنی چاہئیے۔

(۳) حضرت ام الحصین رضؓ فرماتی ہیں:۔

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی، جب آپؐ نے ولا الضالین کہا تو آمین کہی، میں نے آپؐ کو آمین کہتے ہوئے سنا حالانکہ میں عورتوں کی صف میں تھی"۔ {اخرجہ اسحٰق بن راھویہ فی مسندہ وسکت علیہ الحافظ والزیلعی والعینی۔ مرعاۃ جلد ۱ صـ۶۱۳}

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہودیوں نے کسی چیز پر تم سے اتنا حسد نہیں کیا جتنا حسد کہ انہوں

نے سلام اور آمین پر کیا۔" {رواہ ابن ماجہ وسکت علیہ الشوکانی (نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۸۶) رجالہ ثقات (تقریب) وروی نحوہ ابن خزیمۃ وسندہ صحیح (صحیح ابن خزیمۃ جزء ۱ ص ۲۸۸)}

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سلام اور آمین بلند آواز سے کہتے تھے ورنہ یہودی حسد کیسے کرتے۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ — جب امام آمین کہے تو

فَاَمِّنُوْا {صحیح بخاری، صحیح مسلم} — پھر تم بھی آمین کہو۔

اس حدیث کا تقاضا بھی یہی ہے کہ امام بلند آواز سے آمین کہے ورنہ مقتدیوں کو کیسے معلوم ہوگا کہ امام نے کس وقت آمین کہی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو امام سے

پہلے آمین نہیں کہنی چاہیئے بلکہ امام کی آمین سُن کر آمین کہنی چاہیئے۔

⑦ سجدہ میں جاتے وقت گھٹنے پہلے ٹکائے جائیں یا ہاتھ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اذا سجد احدکم فلا یبرك	جب تم میں سے کوئی سجدہ
کما یبرك البعیر ولیضع	کرے تو اونٹ کی طرح نہ
یدیہ قبل رکبتیہ {رواہ	بیٹھے بلکہ دونوں ہاتھوں
ابوداؤد والنسائی عن ابی ہریرۃؓ}	کو گھٹنوں سے پہلے ٹکائے۔

امام عبدالحق اور علامہ ناصر الدین البانی نے اسے صحیح کہا ہے (تعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول صفحہ ۲۸۲)، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے، امام بخاری فرماتے ہیں اس روایت میں محمد بن عبداللہ کا کوئی متابع نہیں، میں نہیں جانتا کہ محمد بن عبداللہ نے ابوالزناد سے سنا بھی ہے یا نہیں۔ (نیل الاوطار جزء ۲ صفحہ ۲۱۴)

امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن محفوظ نہیں ، اس کا اوّل اس کے آخر کے خلاف ہے (نیل الاوطار جزء اول صـ۲۱۳)

(۲) نافع کہتے ہیں :-

انه كان يضع يديه قبل ركبتيه وقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل ذٰلك (رواه ابن خزيمة في صحيحه. جزء اوّل صـ۳۱۹ صححه الحاكم والذهبي ومحمد ناصر الدين الالباني (التعليقات للالباني على المشكوٰة جزء اوّل صـ۲۸۲)

عبداللہ بن عمر رضؓ اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

يعمد (وفي نسخة يعتمد)

کیا تم میں سے کوئی شخص

احدکم فی صلوتہ یبرك	اپنی صلوۃ میں سہارا لیتا ہے
(وفی نسخۃ فیبرك)	(یعنی) اس طرح بیٹھتا ہے
کما یبرك الجمل۔	جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے۔

(رواہ ابو داؤد عن ابی ھریرۃ فی باب کیف یضع رکبتیہ قبل یدیہ جلد اول ص ۱۲۹) اس حدیث کی سند میں وہی محمد بن عبداللہ راوی ہے جس کا ابوالزناد سے سننا ثابت نہیں لہذا اس حدیث کی سند مشکوک ہے۔

نوٹ:۔ اس حدیث میں سہارا لینے کی ممانعت ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اذا سجد احدکم فلیبدأ	جب تم میں سے کوئی سجدہ
برکبتیہ قبل یدیہ و	کرے تو اپنے گھٹنوں کو اپنے

لا یبرك كبروك الفحل — ہاتھوں سے پہلے ٹکائے۔

(رواہ ابن ابی شیبۃ عن ابی ھریرۃؓ

وکذلك روی الاثرم عن ابی ھریرۃؓ)

یہ حدیث سخت ضعیف ہے کیونکہ اس میں عبداللہ بن سعید راوی ضعیف اور متروک ہے (نیل الاوطار جزء ۲ ص۲۱۳)

(۵) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں :-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان اذا سجد بدأ — جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں

برکبتیہ قبل یدیہ۔ — سے پہلے اپنے گھٹنوں کو ٹکاتے۔

(رواہ ابن ابی داؤد)

یہ حدیث بھی سخت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں بھی عبداللہ بن سعید ہے اور وہ ضعیف اور متروک ہے۔

(نیل الاوطار جزء ۲ ص۲۱۳)

(۶) حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ہاتھوں سے ابتداء کرے (رواہ الاثرم فی سننہ ۔ نیل الاوطار جزء ۲ ص۲۱۳)

اس حدیث کی سند کا علم نہیں کہ کیسی ہے ۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ لے (رواہ البیہقی عن ابی ھریرۃؓ)

اس حدیث کی سند میں بھی محمد بن عبداللہ راوی ہے جس کا ابوالزناد سے سننا ثابت نہیں لہٰذا اس حدیث کی سند بھی مشکوک ہے۔

(۸) حضرت وائل کہتے ہیں :۔

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ (رواہ ابوداؤد ۱/۱۲۹ والترمذی والنسائی)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سجدہ کیا تو اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھا۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی شریک ہیں جن کا حافظہ خراب ہو گیا تھا، معلوم نہیں انہوں نے اس حدیث کو حافظہ خراب ہونے سے پہلے بیان کیا ہے یا حافظہ خراب ہونے کے بعد۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ یعمری نے بھی اس کو حسن کہا ہے۔ (نیل الاوطار جزء ۲ صـ۲۱۲)

ابوداؤد میں اس حدیث کی ایک اور سند بھی ہے جس میں عبدالجبار اپنے والد حضرت وائل سے روایت کرتے ہیں لیکن وہ حضرت وائل کی زندگی میں بچے تھے، انہوں نے اپنے والد کی احادیث اپنے بڑے بھائی علقمہ اور دوسرے گھر والوں سے حاصل کی تھیں۔ کیونکہ اس حدیث میں انہوں نے علقمہ وغیرہ کا نام نہیں لیا اس لئے اس میں ایک فنی نقص ہے، البتہ امام دارقطنی نے عبدالجبار عن وائل کی حدیث کو صحیح مانا ہے (دارقطنی ج اول صـ۱۲۷)

ابوداؤد میں اس حدیث کی ایک اور سند بھی ہے لیکن وہ مرسل ہے، اس میں تابعی نے حضرت وائل کا نام نہیں لیا۔

ان تینوں سندوں کو ملانے سے امام ترمذی کی بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہ حدیث کم از کم حسن ہے۔ امام حاکم اور علامہ ذہبی نے اسے صحیح مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے (المستدرک ۱/۲۲۶)

(۹) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں :۔

انحط بالتکبیر حتّٰی سبقت رکبتاہ یدیہ (رواہ الحاکم۔ المستدرک ۱/۲۲۶)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کے ساتھ (سجدہ کے لئے) جھکتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں گھٹنے دونوں ہاتھوں پر سبقت کرتے۔

اس حدیث کو امام ابوحاتم نے منکر کہا ہے، امام دارقطنی نے ضعیف کہا ہے لیکن امام حاکم نے اسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی تائید کی ہے (المستدرک ۱/۲۲۶)

(۱۰) حضرت خالد کہتے ہیں :-

انّ ابا قلابۃ کان یرفع	بیشک ابو قلابہ جب رکوع کرتے
یدیہ اذا رکع واذا رفع	تو دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور
رأسہ من الرکوع وکان	جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو دونوں
اذا سجد بدأ برکبتیہ.	ہاتھ اُٹھاتے اور جب سجدہ
....وذکر عن مالک بن	کرتے تو گھٹنے پہلے ٹکاتے.....
حویرثؓ {رواہ البخاری فی جزء رفع	اور وہ ان باتوں کو حضرت
الیدین ص۱۲ وسندہ حسن}	مالک بن حویرثؓ سے روایت کرتے تھے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت مالک بن حویرثؓ پہلے گھٹنے ٹکاتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت مالکؓ اور اُن کے ساتھیوں سے فرمایا تھا :-

صلّوا کما رأیتمونی	صلوٰۃ ایسے ہی پڑھنا جس

أصلي . {صحیح بخاری} طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے ۔

حضرت وائل بن حجرؓ اور حضرت مالک بن حویرثؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں تشریف لائے تھے لہذا ان کا بیان کردہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ظاہر ہوتا ہے ۔

خلاصہ

اونٹ کی طرح بیٹھنے کی ممانعت کی کوئی حدیث صحیح نہیں ۔ ہر ایک میں شک ہے لہذا حدیث ۲ پر یا حدیث ۸ پر جس کی ایک سند کو امام دارقطنی نے صحیح کہا ہے عمل کیا جائے ۔ حدیث ۸ کی تائید اثر ۱ سے بھی ہوتی ہے ۔ سنداً حدیث ۲ بہتر ہے ۔

⑧ رکوع کی تسبیح

رکوع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا
وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ہر دو کا پڑھنا صحیح سند
سے ثابت ہے لیکن پڑھنے کا حکم دینا صرف سُبْحَانَ
رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کے متعلق ہے۔ حضرت ابن عباس رضؓ کہتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا رکوع میں رب عزّ وجل کی

فِيْهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ   عظمت بیان کیا کرو۔

(صحیح مسلم باب النھی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع ۱/۱۹۹)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رکوع میں رب کی عظمت بیان کرنا ضروری ہے۔ اس حکم کی تعمیل کے سلسلہ میں ہمیں احادیث میں دو تسبیحیں ملتی ہیں :۔

ایک ۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ

دوسری ۔ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ ۔

پہلی تسبیح کا ثبوت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى	میں نے ایک رات رسول
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
لَيْلَةٍ :...... ثُمَّ رَكَعَ	ساتھ صلوۃ پڑھی ......
فَجَعَلَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ	آپ نے رکوع کیا، پھر آپؐ

رَبِّیَ الْعَظِیْمِ (صحیح مسلم بابہ یہ تسبیح پڑھنے لگے۔
استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل ۱/۲۶۴)

دوسری تسبیح کا ثبوت

حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں:

قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَيَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظْمَةِ (رواہ ابوداؤد والنسائی وسندہ صحیح۔

میں (ایک رات کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ پڑھنے کھڑا ہوا تو جب آپؐ نے رکوع کیا تو آپ رکوع میں "سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ" اتنی دیر تک پڑھتے رہے جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے۔

التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۲۷۸)

ان دونوں تسبیحات میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کو ترجیح

ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ اس کی سند زیادہ بہتر ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تسبیح کو رکوع میں پڑھنے کی خاص طور پر ہدایت کی ہے۔

حضرت عقبہ کہتے ہیں :۔

لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ	جب (یہ آیت) فَسَبِّحْ بِاسْمِ
رَبِّكَ الْعَظِيْمِ قَالَ	رَبِّكَ الْعَظِيْمِ نازل ہوئی تو
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْهَا فِيْ	نے فرمایا اسے اپنے رکوع
رُكُوْعِكُمْ (رواہ ابوداؤد وابن	میں پڑھا کرو۔

ماجہ والداری وسندہ حسن وصححہ الحاکم ووافقہ الذھبی۔ المستدرک جزء ۱ صفحہ ۲۲۵)

اس حدیث میں ایک راوی ایاس ہے جس کے متعلق امام

ذہبی لکھتے ہیں "قوی نہیں" لیکن انہوں نے اپنی جرح کی تفسیر بیان نہیں کی لہذا ان کی یہ جرح کالعدم ہے۔ مزید برآں انہوں نے اس حدیث کی تصحیح پر ایک جگہ امام حاکم کی موافقت کی ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔

ایاس کے متعلق امام عجلی کہتے ہیں:

"اس میں کوئی خرابی نہیں"۔ امام ابن حبان نے اُسے ثقہ کہا، امام ابن خزیمہ اس کی روایت کردہ حدیث کی تصحیح کرتے ہیں، حافظ ابن حجر اُسے صدوق کہتے ہیں۔ امام ابوداؤد اور امام منذری نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے، امام نووی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ (مرعاۃ جزء اصفحہ ۶۴۲) علامہ ناصر الدین الالبانی بھی اسے حسن تسلیم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں محتمل للتحسین (التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول صفحہ ۲۷۰)

الغرض یہ حدیث صحیح یا حسن ہے اور قابل احتجاج ہے۔

نتیجہ: صحیح مسلم کی حدیث جو حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے اوپر لکھی گئی اور ابو داؤد اور نسائی کی حدیث جو حضرت عقبہؓ کی روایت سے اوپر بیان ہوئی یہ دونوں حدیثیں قولی ہیں لہذا ان کی بنیاد پر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم کو ترجیح ہے۔

⑨ جلسۂ استراحت

پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے دونوں سجدے کرنے کے بعد کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ جانے کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔

جلسۂ استراحت کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) حضرت مالک بن حویرثؓ کہتے ہیں :۔

انہ رأى النبیّ صلی　　کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

اللہ علیہ وسلم یصلی	علیہ وسلم کو صلوۃ پڑھتے دیکھا جب کہ
فاذا کان فی وتر من	آپؐ اپنی صلوۃ کی طاق رکعت
صلاتہ لم ینھض حتی	میں ہوتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے جب
یستوی قاعداً {صحیح بخاری}	تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے۔

(۲) حضرت ابو حمید ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ:۔

"پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کی طرف سجدہ کے لئے جھکتے...... پھر اُلٹے پیر کو موڑ کر اُس پر بیٹھ جاتے، پھر سجدہ کے لئے جُھکتے، پھر اللہ اکبر کہتے اور پیر موڑ کر بیٹھ جاتے اور حالتِ اعتدال میں آجاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی، پھر کھڑے ہو جاتے۔ تمام صحابہؓ نے جو اس مجلس میں تھے حضرت ابو حمیدؓ سے کہا تم نے ٹھیک بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح صلوۃ پڑھتے تھے۔" {رواہ الترمذی وروی ابوداؤد نحوہٗ وصححہ الترمذی۔}

ابوداؤد اور ترمذی کی روایت کے مطابق یہ دس صحابہؓ کی مجلس تھی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جلسۂ استراحت کی تصدیق ۱۰ صحابیوں نے کی، کسی ایک نے بھی اس کے سُنّت ہونے سے انکار نہیں کیا۔

(۳) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

ثمّ اسجد حتّٰی تطمئنّ	پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ
ساجدًا، ثمّ ارفع حتّٰی	میں اطمینان ہو جائے، پھر سر
تطمئنّ جالسًا، ثمّ اسجد	اُٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے
حتّٰی تطمئنّ ساجدًا ثمّ	بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ
ارفع حتّٰی تطمئنّ جالسًا	اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سر اُٹھاؤ
ثمّ افعل ذٰلک فی صلٰوتک	یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ

کُلِّهَا (صحیح بخاری کتاب الاستئذان) پھر اپنی پوری صلوٰۃ میں اسی طرح کرو۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلسۂ استراحت کا حکم دیا ہے لہٰذا اب اس سے انکار کرنے کا کوئی عذر باقی نہیں رہا۔

اگر یہ کہا جائے کہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں امام عبیداللہؒ کے دو شاگردوں میں سے صرف ایک شاگرد یعنی عبداللہ بن نمیرؒ نے اس جلسہ کا ذکر کیا ہے اور دوسرے شاگرد یعنی ابو اسامہؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن نمیرؒ ثقہ ہے لہٰذا اس کا انفراد بھی حُجت ہے۔ ثقہ کی زیادتی اہلِ علم کے نزدیک قابلِ قبول ہے۔ اگر کوئی شخص کسی بات کا ذکر نہیں کرتا تو یہ عدم ذکر ہوتا ہے اور عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ لہٰذا جس نے ذکر کیا ہے اُس کا اعتبار کیا جائے گا اور اُس کی بیان کردہ چیز کو تسلیم کرنا ہوگا۔

دوسرا جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ ابو اسامہؒ نے

بھی جلسۂ استراحت کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت امام اسحٰق بن راہویہؒ کی مسند میں موجود ہے۔ صاحب بدر المنیرؒ نے اس روایت کو عبداللہ بن نمیرؒ کی روایت کی تائید میں پیش کیا ہے۔ اور امام شوکانیؒ نے اس پر سکوت کیا ہے {نیل الاوطار جزء ۲ صـ ۳۳۳}

امام بخاریؒ نے ابو اسامہؒ کی روایت کی طرف اشارہ کر کے پھر عبداللہ بن نمیر کی تائید میں امام عبیداللہؒ کے تیسرے شاگرد یحیٰی بن سعیدؒ کی روایت کو پیش کیا ہے، اور وہ یہ ہے :-

حَدثنا ابن بشار حَدثنی
یحیٰی عن عبیداللہ حدثنی
سعید عن ابیہ عن ابی
ھریرۃ قال قال النبی صلے اللہ
علیہ وسلم ثم ارفع حتے تطمئن
جَالسًا {صحیح بخاری کتاب الاستئذان}

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔"

الغرض امام عبیداللہؒ کے تینوں شاگرد اس پر متفق ہیں۔

(۴) صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کئی صحابیوں سے مروی ہے۔ اس حدیث میں بھی جلسۂ استراحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً ثابت ہے۔ {سندھا حسن (مرعاۃ جلد ۲ صـ ۲۵۲ و ۲۵۳)}

⑩ ایک سلام سے تین رکعت وِتر جائز نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُوْتِرُوْا بِثَلٰثٍ اوتروا	تین رکعت وتر مت پڑھو
بخمس او سبع ولا تشبهوا	پانچ رکعت وتر پڑھ لو یا
بصلوٰة المغرب {رواه الدارقطنی	سات رکعت وتر پڑھ لو
وقال کلهم ثقات ورواه الحاکم وصححه	لیکن صلوٰۃ المغرب سے
والذهبی ورواه ابن حبان وصححه والعراقی	مشابہت مت پیدا کرو۔

ومجد الدین الفیروز آبادی وابن القیم {تعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی ص ۱۷۲ و نیل جز ۳ ص ۳۱}

یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے اور بالکل صحیح ہے۔ اس حدیث نے صاف فیصلہ کر دیا کہ تین رکعت وتر نہیں پڑھنے چاہئیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تین رکعت وتر پڑھنے جائز تو ہیں لیکن اس طرح کہ صلوٰۃ المغرب سے مشابہت نہ ہو اور وہ اس طرح کہ دوسری رکعت پر بیٹھا نہ جائے بلکہ صرف تیسری رکعت پر بیٹھا جائے۔ اور اس کی دلیل میں وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں :-

کان رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہ وسلم یوتر بثلٰث لا یقعد الا فی اٰخرھن {رواہ الحاکم عن عائشہؓ}	رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے، اُن میں صرف آخری رکعت پر بیٹھتے تھے۔

وصححہ علی شرط الشیخین ۔ بلوغ الامانی جزء ۲ ص ۲۹۲]

یہ حدیث متناً مشکوک ہے، اور اس کی کئی وجوہ ہیں جو درج ذیل ہیں :۔

(۱) امام بیہقی معرفۃ السنن والآثار میں لکھتے ہیں :۔

وروی ابان بن یزید	ابان بن یزید نے قتادہ سے
عن قتادۃ وقال فیہ:	حدیث روایت کی جس میں یہ
کان رسول اللہ صلی اللہ	ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم یوتر بثلث	وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے
لا یقعد الا فی آخرھن	ان میں کسی رکعت پر نہ بیٹھتے
وھو بخلاف روایۃ ابن	سوائے آخری کے ۔ لیکن یہ
ابی عروبۃ وھشام	روایت اس کے خلاف ہے
الدستوائی ومعمر	جو قتادہ سے ابن ابی عروبہ،
وھمام عن قتادۃ [تعلیق	ہشام الدستوائی، معمر اور ہمام

المغنی شرح دارقطنی ص۱۷۲} نے روایت کی ہے۔

امام بیہقی کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ قتادہ سے اکیلے ابان نے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے، قتادہ کے دوسرے چار شاگردوں نے اس کو دوسرے الفاظ سے روایت کیا ہے۔ نسائی کی روایت میں ان چاروں کی متابعت سعید نے بھی کی ہے۔ لہٰذا پانچ کے متفق علیہ الفاظ کے مقابلہ میں ابان اکیلے کے الفاظ صحیح نہیں ہو سکتے۔ صحیح وہی ہیں جو ان پانچ نے بیان کئے ہیں۔ اور وہ الفاظ درجِ ذیل ہیں جو ابن ابی عروبہ کی روایت سے امام بیہقی نے خود ہی نقل کئے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم لا يسلم في ركعتين الاوليين من الوتر.	رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

{تعلیق المغنی ص۱۷۳}

یہی الفاظ امام حاکم نے بھی نقل کئے ہیں اور حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اور اسی مضمون کے الفاظ نسائی میں ہیں۔

(۲) اس حدیث کی راوی حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں، اور وہ تین رکعت وتر پڑھنے کی مخالف ہیں۔ وہ فرماتی ہیں :۔

الوتر سبع او خمس انی	وتر سات بھی ہیں، پانچ بھی
لاکرہ ان یکون ثلاثًا	ہیں، اور بے شک میں تین دم کے
بتیراء {رواہ محمد بن نصر فی قیام	کو مکروہ سمجھتی ہوں۔

الیل وصححہ العراقی نیل الاوطار جزء ۳ صـ ۳۱}

اگر حضرت عائشہؓ نے "لایقعد" یا "لایسلم" کے لفظ کہے ہوتے تو وہ تین کو مکروہ کیوں کہتیں۔

امام احمد نے حضرت عائشہؓ کی حدیث کو ضعیف کہا ہے {منتقی الاجبار جلد ۲ صـ۳}

امام بیہقی نے بھی اس کو خطاء بتایا ہے {نیل الاوطار جز ۳ صـ ۳۱}

کیونکہ "لایقعد" کے الفاظ ثابت نہیں ہیں لہذا

مشابہت بالمغرب کو کالعدم کرنے کی یہ صورت خود کالعدم ہے۔ اور کیونکہ بقول امام احمد یہ حدیث ضعیف ہے لہٰذا "لا یسلّم" بھی ثابت نہیں لہٰذا تین رکعت ایک سلام سے پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

مشابہت اصلی تین رکعت وتر پڑھنے کی ممانعت میں جو الفاظ وارد ہیں اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ مغرب سے مشابہت تعدادِ رکعات میں ممنوع ہے نہ کہ طرزِ ادائیگی میں۔ اگر صرف طرزِ ادائیگی میں مشابہت ممنوع ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت سے منع نہیں فرماتے بلکہ یہ فرماتے کہ "تین رکعت وتر پڑھو مگر مغرب سے مشابہت نہ کرو۔" اور کیونکہ ایسے لفظ حدیث میں نہیں ہیں لہٰذا مشابہت بالعدد ممنوع ہوئی نہ کہ مشابہت بالطریق۔

مشابہت بالعدد کے ممنوع ہونے پر ایک اور قرینہ بھی

حدیث میں موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ تین کی ممانعت کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پانچ رکعت وِتر پڑھ لو یا سات رکعت وتر پڑھ لو"۔ اس کے صاف معنٰی یہ ہوئے کہ تعداد میں بڑھا کر پانچ پڑھ لو یا سات پڑھ لو لیکن تین نہ پڑھو۔ پانچ اور سات کا ذکر صاف بتا رہا ہے کہ مشابہت بالعدد مراد ہے نہ کہ مشابہت بالطریق۔

الغرض حدیثِ مذکور سے ثابت ہوا کہ تین رکعت وتر اکٹھی خواہ کسی طرح سے بھی پڑھی جائیں ناجائز ہیں۔

اعتراض بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین رکعت وتر پڑھے ہیں اور یہ حدیثیں بالکل صحیح ہیں لہٰذا تین رکعت بھی جائز ہیں۔

جواب تین رکعت وتر پڑھنے کی احادیث ذیل میں درج کی جا رہی ہیں:۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کی صلوٰۃ میں) چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین و طویل ہوتی تھیں۔ پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں۔ پھر تین رکعت پڑھتے"۔

{صحیح بخاری و صحیح مسلم}

اس حدیث کے کئی جوابات ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

۱۔ اس حدیث میں ہے کہ چار پڑھیں، پھر چار پڑھیں، پھر تین پڑھیں۔ اگر تین اکٹھی تھیں تو چار چار بھی اکٹھی ہوئیں۔ لیکن اس کا نہ کوئی قائل ہے نہ عامل کہ تہجد و تراویح چار چار رکعت اکٹھی پڑھی جائیں۔ جب وہ چار چار اکٹھی نہیں تھیں تو یہ تین بھی اکٹھی نہیں تھیں۔ اس حدیث میں تین رکعت کو ایک سلام سے پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

۲۔ اس حدیث کی راوی حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔ وہ ان گیارہ رکعات کی تشریح خود کرتی ہیں۔ فرماتی ہیں :۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	رسول اللہ صلّے اللہ علیہ
علیہ وسلم یصلی مابین	وسلّم عشاء اور فجر کے
ان یفرغ من صلاۃ	درمیان گیارہ رکعت
العشاء الی الفجر	پڑھتے تھے، ہر دو پر سلام
احدی عشرۃ رکعۃ	پھیرتے تھے اور ایک
یسلم بین کل رکعتین	رکعت وتر پڑھتے تھے۔
ویوتر بواحدۃ ____ {صحیح بخاری و صحیح مسلم}	

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نہ چار ایک سلام سے تھیں اور نہ تین ایک سلام سے تھیں۔

چار اور پھر چار اور پھر تین کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم درمیان میں کچھ دیر

آرام فرمالیا کرتے تھے۔ اور یہ چیز متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :-

توضأ ثم قام فصلى ثم
اضطجع ثم قام فخرج...
.... ثم رجع فتسوك
فتوضأ ثم قام فصلى
{صحیح مسلم باب السواك} وفی
روایة قام فصلی رکعتین
..... ثم انصرف فنام ....
ثم فعل ذلك ثلاث
مرات {صحیح مسلم باب الدعا
فی صلاة اللیل}

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات
کو اُٹھے آپ) نے وضوء کیا پھر
صلوٰۃ ادا کرنے کھڑے ہوگئے، پھر
آپ لیٹ گئے، پھر آپ باہر
تشریف لے گئے۔ پھر واپس تشریف
لائے، مسواک کی، پھر وضوء کیا پھر
کھڑے ہو کر صلوٰۃ ادا کرنے لگے۔
ایک روایت میں ہے کہ آپ ہر
دو رکعت پڑھنے کے بعد لیٹ
گئے۔ تین مرتبہ آپ نے ایسا کیا۔

حضرت عائشہؓ کی مندرجہ بالا حدیث میں یہ بھی ہے کہ

حضرت عائشہ رضؓ نے کہا :-

یارسول اللہ تنام قبل ان توتر قال تنام عینی ولا ینام قلبی {صحیح بخاری کتاب ابواب المناقب باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ}	اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے دل نہیں سوتا۔

۳۔ اوپر صحیح سند سے یہ گذر چکا ہے کہ حضرت عائشہؓ تین رکعت کو دُم کٹی سمجھتی تھیں اور تین رکعت وتر کو ناپسند کرتی تھیں، اگر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تین رکعتیں متصل ہوتیں تو وہ تین۳ کو ناپسند کیوں کرتیں؟

ان تین وجوہ کی بنا پر ثابت ہوا کہ یہ تینوں رکعتیں متصل نہیں تھیں۔ بلکہ دو۲ پڑھ کر سلام پھیرتے تھے، پھر ایک رکعت پڑھتے تھے۔

(۲) دوسری روایت جو تینؔ رکعت کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے :۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

ثمّ اوتر بثلاثٍ {صحیح مسلم بابُ الدّعاء فی صلٰوۃ اللیل}	پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہُ علیہ وسلّم نے تینؔ رکعت وتر پڑھیں۔

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ :۔

۱۔ اس میں ان تینؔ رکعتوں کے متصل ہونے کا کوئی ثبوت نہیں، دوؔ رکعت کے بعد سَلام پھیر کر پھر فوراً ایک رکعت پڑھی جائے تو اسے بھی عموماً تینؔ رکعت کہدیا کرتے ہیں۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ سے وتر کے متعلق سَوال کیا گیا تو اُنھوں نے فرمایا :۔

سمعت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یقول رکعۃ	میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا

من اٰخر اللیل {صحیح مسلم باب صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ} — وتر آخر رات میں ایک رکعت پڑھنے کو کہتے ہیں۔

۳۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

الوتر سبع او خمس ولا نحب ثلاثا بتراء {رواہ محمد بن نصر فی قیام اللیل سندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۳ ص ۳۱} — وتر سات یا پانچ پڑھ لئے جائیں لیکن تین دُم کٹے ہم پسند نہیں کرتے۔

اگر حضرت ابن عباسؓ نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا تھا تو وہ کیسے تین کو دُم کٹا کہتے اور اُسے ناپسند کرتے؟

الغرض اِس حدیث میں بھی تین سے دو اور پھر ایک رکعت مُراد ہے۔ اس قسم کی جتنی بھی حدیثیں ہیں جن میں تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے ان سب میں تین سے دو اور پھر ایک رکعت

مُراد ہے، اور اس کا مزید ثبوت آگے آرہا ہے۔

(۳) تیسری حدیث جو اِس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے وہ حضرت ابو ایوبؓ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ	جو شخص پانچ رکعت وتر پڑھنا
فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ	چاہے وہ پانچ رکعت پڑھ لے
أَنْ يُوتِرَ بِثَلٰثٍ فَلْيَفْعَل	جو شخص تین رکعت وتر پڑھنا
وَمَن أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ	چاہے وہ تین رکعت پڑھ لے
بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ {رواہ	اور جو شخص ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے
ابوداؤد واحمد وسندہ صحیح }	وہ ایک رکعت پڑھ لے۔

اس حدیث کے بھی کئی جواب ہیں۔

ا۔ یہ حدیث موقوف ہے، مرفوع نہیں۔ علامہ احمد عبدالرحمٰن البنا الساعاتی لکھتے ہیں:۔

قال الحافظ فی التلخیص	حافظ ابن حجرؒ تلخیص میں فرماتے
وصحح أبو حاتم و	ہیں کہ امام ابو حاتمؒ، امام ذہلیؒ
الذهلی والدار قطنی و	امام دار قطنیؒ، امام بیہقیؒ اور کئی
البیهقی غیر واحد وقفه	اور ائمہ نے اس کے موقوف ہونے
وهو الصواب {بلوغ الامانی	کو صحیح کہا ہے اور یہی صحیح ہے (کہ یہ
جزء ۲ ص ۲۹۳}	موقوف ہے مرفوع نہیں ہے)

۲۔ اگر یہ حدیث مرفوع مان لی جائے تو پھر یہ ممانعت کی حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ اُس میں تین کی ممانعت، اِس میں تین کی اجازت۔ اس تضاد کا آخر حل کیا ہے، کونسی حدیث پہلے کی ہے اور کونسی بعد کی۔؟

اگر ممانعت کی حدیث پہلے کی ہے تو پھر اجازت کے الفاظ اس طرح ہونے چاہیئے تھے کہ "میں نے پہلے تمہیں تین رکعت سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہوں"۔ لیکن اس قسم کے الفاظ

اجازت کی حدیث میں نہیں ہیں حالانکہ اس قسم کے الفاظ دوسرے مسائل کے سلسلہ میں کتبِ حدیث میں ملتے ہیں، مثلاً :۔

نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها {صحیح مسلم}	میں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع کیا تھا لیکن (اب) تم جا سکتے ہو۔

کیونکہ تین رکعت کی اجازت کے الفاظ اس طرح وارد نہیں ہوئے لہٰذا ممانعت کی حدیث پہلے کی نہیں ہو سکتی، بعد کی ہی ہو سکتی ہے۔

کیونکہ ممانعت کی حدیث بعد کی ہے لہٰذا اس نے تین کی اجازت کو منسوخ کر دیا۔

(۴) چوتھی حدیث جو اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے وہ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں :۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتر	بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر

بثلث {احمد و ترمذی} پڑھتے تھے۔

اس حدیث میں بھی یہ نہیں کہ یہ تین رکعت ایک سلام سے ہوتی تھیں۔ مزید برآں اس کی سند میں ایک راوی حارث ہے جو کذّاب ہے، لہٰذا یہ حدیث کالعدم ہے۔

(۵) پانچویں حدیث جو اس سلسلہ میں کئی صحابیوں سے مروی ہے یہ ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پہلی رکعت میں سبّح اسم ربّک الاعلیٰ۔ دوسری میں قل یاایّھا الکٰفرون اور تیسری میں قل ھو اللہُ احد پڑھتے تھے۔ {رواہ النسائی و احمد و سندہ صحیح}

اس حدیث سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تین رکعت وتر پڑھتے تھے لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایک سلام سے پڑھتے تھے۔ بلکہ ایک حدیث کے الفاظ تو صاف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ تین رکعت دو سلام

سے ہوتی تھیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-

ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الرکعتین التین یوتر بعدھما بسبح اسم ربك الاعلیٰ وقل یٰأیھا الکٰفرون ویقرأ فی الوتر بقل ھو اللہ احدٌ وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس (رواہ الدارقطنی)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعتوں میں جن کے بعد وتر پڑھا جاتا ہے سبح اسم ربک الاعلیٰ اور قل یٰایہا الکافرون پڑھتے تھے اور وتر میں قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھتے تھے۔

ص ۱۷۲ ورواہ الحاکم وسندہ صحیح (المستدرک ۱/۳۰۵ والتعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۲۹۶)]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تین رکعت وتر وہ ہوتے ہیں کہ جن میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت وتر پڑھا جائے۔ اس قسم کی تمام احادیث جن میں تین

رکعات وتر کا ذکر آیا ہے وہ اسی تشریح پر محمول ہوں گی ۔

ایک حدیث میں حضرت اُبیؓ کی روایت سے نسائی میں یہ الفاظ ہیں :۔

لا یسلم الا فی اٰخرھن سلام نہیں پھیرتے تھے مگر آخر میں

مگر یہ الفاظ مشکوک ہیں ۔ اس کی سند میں سعید بن عبدالرحمٰن ہیں جن سے اس کو زبید، قتادہ، ذر اور عزرہ نے روایت کیا ہے {نسائی و دار قطنی} لیکن سوائے عزرہ کے باقی تینوں نے ان الفاظ کو روایت نہیں کیا۔ عزرہ کی تعدیل صرف اس حد تک ہے کہ وہ مقبول ہیں { تقریب } لیکن اِس روایت میں انہوں نے تین ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے ۔ لہٰذا یہ روایت مشکوک ہے ۔ مزید برآں جب قتادہ براہِ راست سعید بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں تو ان الفاظ کا ذکر نہیں کرتے، اور جب درمیان میں عزرہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان الفاظ کا ذکر کرتے ہیں

اور وہ بھی عن کے ذریعہ سے ۔ یہ چیز بھی اس روایت کو مزید مشکوک بنادیتی ہے ۔ مزید برآں اس سند میں سعید بن عروبہ ہیں جن سے یہ حدیث عیسٰی بن یونس اور عبدالعزیز بن خالد نے روایت کی ہے ۔ عیسٰی ثقہ ہیں ، انہوں نے ان الفاظ کو بیان نہیں کیا ، عبدالعزیز نے بیان کیا ہے ۔ جن کی تعدیل صرف مقبولیت کی حد تک ہے ۔ امام شوکانی لکھتے ہیں :۔

رجال اسنادہ ثقات	اس حدیث کے تمام رجال ثقہ
الا عبدالعزیز بن خالد	ہیں سوائے عبدالعزیز بن خالد کے
وھو مقبول ۔ {نیل جزء ۳ ص ۲۹}	اور وہ مقبول ہیں۔

غرض یہ کہ اس حدیث میں دو ایسے راوی ہیں جنہوں نے ثقہ لوگوں کی مخالفت کی ہے ، لہٰذا یہ حدیث مشکوک ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر دو سلام سے پڑھتے تھے

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

انّ عبد الله ابن عمرؓ كان يسلم بين الركعتين والركعة في الوتر حتّٰى كان يأمر ببعض حاجته (صحیح بخاری)

بے شک حضرت عبداللہ بن عمرؓ وتر کی دو رکعت اور ایک رکعت کے درمیان سلام پھیر دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اپنے کسی کام کا حکم بھی دے دیا کرتے تھے۔

عن ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفصل بين الوتر والشفع بتسليمة ويسمعناها (رواه احمد و سنده قوی۔ بلوغ جزء ۲ ص ۳۰)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر اور جفت (یعنی ایک اور دو) کے درمیان سلام پھیر کر فصل کر لیا کرتے تھے اور سلام (کی آواز) ہمیں سنایا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دو رکعت پڑھ کر پھر ایک رکعت پڑھنے کو تین رکعت وتر کہا جاتا ہے، اور یہ بھی ثابت

ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو اور ایک کے درمیان سلام پھیر دیا کرتے تھے۔

قول و فعل میں تضاد ہو تو کیا کیا جائے

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں تضاد ہو تو کیا کرنا چاہیئے؟ بعض لوگوں کا کہنا تو یہ ہے کہ ایسی صورت میں دونوں عمل جائز ہوں گے۔ یعنی اگر تین سے منع کیا ہے اور کوئی شخص اس پر عمل کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین پڑھے ہیں تو جو شخص اس پر عمل کرتا ہے تو وہ بھی کوئی برا کام نہیں کرتا، اس کا عمل بھی سنت کے مطابق ہے۔ ان لوگوں کا یہ اصول اس مفروضہ پر قائم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام سے منع کرنے کے بعد پھر خود ہی اس کو کر لیا کرتے تھے اور آپ کے عمل کرنے کا

مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس کام کو کر لینا بھی جائز ہے اگرچہ تمامت نعمت کی وجہ سے نہ کرے تو بہتر ہے۔

یہ اصول کتنا قبیح ہے۔ اس کی قباحت کا اندازہ ہر شخص لگا سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کے قول و فعل میں تضاد ہو تو اُس کو شریف آدمی کہنا بھی صحیح نہیں، چہ جائیکہ اُسے نبی کہا جائے۔ یہ اصول کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جس کام کا حکم دوسروں کو دیتے تھے وہ کام خود نہیں کرتے تھے، یا جس کام سے دوسروں کو منع کرتے تھے خود وہی کام کرتے رہتے تھے بالکل خلافِ قرآن مجید ہے اور شانِ نبوّت کے سراسر منافی ہے۔ حیرت ہے کہ یہ اصول کہاں سے نکلا، کس آیت یا حدیث پر اس کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں جو کچھ ملتا ہے وہ اس کے خلاف ہے۔ مزید برآں اس اصول کی خاطر ہر جگہ یہ بات فرض کر لی گئی ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فعل، جو آپؐ کے قول کے خلاف واقع ہوا

ہے وہ اُس قول کے بعد واقع ہوا ہے۔ اگرچہ اس قسم کی بات کے لئے دلیل کی ضرورت تھی کہ واقعی وہ کام رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں کیا ہے، لیکن اس جگہ بے دلیل ہی ایک چیز کو حقیقت سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی روشنی میں اصول یہ ہونا چاہیئے تھا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنے قول کے خلاف نہیں کر سکتے۔ اور اگر کوئی ایسا فعل ہمیں مل جاتا ہے تو وہ قول کے بعد کا نہیں ہو سکتا بلکہ قول سے پہلے کا ہو گا۔

اوّل تو یہ ثابت نہیں کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھے جیسا کہ امام محمدؒ بن نصرؒ نے لکھا ہے:۔

لم نجد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبرًا ثابتًا	ہمیں ایسی کوئی صحیح اور صریح حدیث نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ

صریحًا انہ اوتر بثلث موصولۃ قال نعم ثبت عنہ انہ اوتر بثلث لکن لم یبین الراوی ھل ھی موصولۃ او مفصولۃ {نیل جزء۳ ص۳۱}	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر اکھٹے پڑھے البتہ یہ تو ثابت ہے کہ آپ نے تین رکعت وتر پڑھے لیکن راوی نے یہ وضاحت نہیں کی کہ وہ تین اکھٹے تھے یا علیحدہ۔

اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھے ہیں تو آپ کا یہ فعل آپ کے قول کے خلاف واقع ہوگا اور ہم یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ آپ نے تین رکعت وتر ممانعت کا حکم دینے سے پہلے پڑھے ہوں گے، ممانعت کے حکم نے موصولاً تین رکعت وتر پڑھنے کو منسوخ کر دیا۔

اگر ہم یہ بھی مان لیں کہ آپ نے تین رکعت وتر کی ممانعت

کے بعد تین رکعت وتر موصولاً پڑھے تو پھر یہ امکان ہے کہ یہ آپؐ کی خصوصیت ہو۔ ایسی صورت میں ہمارا قول یہ ہوگا کہ

"آپؐ کو جو حکم مِلا تھا وہ آپؐ نے کیا۔
ہمیں جو حکم مِلا ہے ہم وہ کریں گے۔"

اور ہمیں جو حکم ملا ہے وہ یہ ہے کہ ہم تین رکعت اکٹھی نہ نہ پڑھیں۔

⑪ بحالتِ اقامت دو صلاتوں کو جمع کرنا

یہ تو صحیح ہے کہ سفر میں ظہر اور عصر کو، ظہر یا عصر کے وقت میں، اور مغرب اور عشاء کو، مغرب یا عشاء کے وقت میں جمع کرنا جائز ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کہ بحالتِ اقامت بھی دو صلاتوں کو اس طرح جمع کرنا جائز ہے۔ جو لوگ اس چیز کو جائز سمجھتے ہیں، اُن کے دلائل درجِ ذیل ہیں:۔

(۱) عن ابن عبّاس انّ	حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
صلّٰی بالمدینۃ سبعًا و	وسلّم نے مدینہ میں سات رکعتیں
ثمانیًا الظہر والعصر	(مغرب و عشاء کی) اور آٹھ

والمغرب والعشاء {صحیح بخاری وصحیح مسلم} رکعتیں (ظہر وعصر کی جمع کرکے) پڑھیں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔

{رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط۔ نیل الاوطار جزء ۳ ص۱۸۳}

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔

{رواہ عبدالرزاق۔ نیل الاوطار جزء ۳ ص۱۸۲}

ان احادیث سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صلاتوں کو جمع کیا لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جمع کی کیفیت کیا تھی؟ یہ جمع حقیقی تھی یا صوری؟ اگر حقیقی تھی تو جمع تقدیم تھی یا تاخیر؟ البتہ دوسری احادیث میں اس جمع کی کیفیت بیان ہوئی ہے اور وہ بھی اِن ہی تینوں صحابیوں سے جن سے مندرجہ بالا احادیث مروی ہیں۔

۱۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

أخر الظهر وعجل العصر	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر میں
وأخر المغرب وعجل العشاء	تاخیر کی اور عصر میں تعجیل کی (اسی طرح)
{رواہ النسائی وسندہ صحیح}	مغرب میں تاخیر کی اور عشاء میں تعجیل کی۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ :۔

ما رأیت رسول اللہ صلی	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ	وسلم کو کوئی صلوۃ بے وقت
بغیر میقاتہا الا صلاتین	پڑھتے نہیں دیکھا سوائے اس
جمع بین المغرب والعشاء	کے کہ مزدلفہ میں مغرب اور
بالمزدلفۃ وصلی الفجر	عشاء کو جمع کیا اور فجر کی صلوۃ
یومئذ قبل میقاتہا۔	اُس کے وقت سے پہلے ادا کی۔

{صحیح بخاری وغیرہ}

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ :۔

خرج علینا رسول اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر

صلے اللہ علیہ وسلم فکان	تشریف لائے تو آپؐ نے ظہر
یؤخر الظہر ویعجل العصر	تاخیر سے ادا کیا اور عصر میں
فیجمع بینھما ویؤخر	تعجیل کی اور اس طرح ان دونوں
المغرب ویعجل العشاء	کو جمع کیا (پھر) مغرب میں تاخیر
فیجمع بینھما (رواہ ابن جریر	کی اور عشاء میں تعجیل کی اور دونوں
وسکت علیہ الشوکانی نیل الاوطار جزء ۳ ص۶۱)	کو جمع کیا۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دو صلاتوں کو جمع کیا تھا تو وہ جمع صوری تھی، حقیقی نہیں تھی۔ یعنی دونوں صلاتیں اپنے اپنے وقت پر پڑھی گئی تھیں۔ ایک صلوٰۃ آخری وقت اور دوسری صلوٰۃ اوّل وقت۔ اور اس طرح دونوں صلاتیں صوری (یعنی ظاہری) طور پر جمع ہو گئی تھیں۔

اشکالات (۱) حضرت ابنِ عباسؓ کی حدیث میں ممکن ہے کہ حضرت جابر بن زیدؒ جو حضرت ابنِ عباسؓ سے اس حدیث

کو روایت کرتے ہیں اُن کا اپنا گمان کہ "ایک کو مؤخر کیا دوسری کو معجل کیا" حدیث کے متن میں شامل ہو گیا ہو۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ جس طرح عرفات میں جمع بین الصّلاتین کو بھول گئے، اسی طرح ظہر و عصر کی جمع حقیقی کو بھول گئے۔

(۳) حضرت ابن عمرؓ کی حدیث سفر کے متعلق ہو۔

جوابات ان اشکالات کے جوابات درجِ ذیل ہیں:۔

(۱) حضرت جابر بن زید کے گمان کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلے انہوں نے گمان کیا ہو گا، بعد میں حضرت ابن عباسؓ سے دوبارہ مل کر تحقیق کر لی ہو گی اور پھر اپنے شاگرد حضرت عمرو بن دینار کو بھی اسی طرح سُنا دی ہو گی لیکن یہ جواب تسلی بخش نہیں ہے۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ کی بھول ثابت کرنے کیلئے کوئی دلیل چاہیئے۔ محض گمان سے حقائق کو مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ عرفات میں جمع بین الصّلاتین کا ثبوت صحیح حدیث میں موجود ہے۔ لہٰذا

اس میں ان کی بھول ثابت ہے. جمع حقیقی کے سلسلہ میں بھی اسی طرح کی کوئی دلیل ہو تو بھول ثابت ہوگی ورنہ نہیں۔

(۳) حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے اُس کو مدینہ منورہ کا واقعہ سمجھنا زیادہ قرینِ قیاس ہے، اس لئے کہ سفر میں تو جمع حقیقی جائز ہے تو پھر جمع صوری کے اہتمام کی ضرورت ہی کیا تھی، جمع حقیقی کی موجودگی میں جمع صوری پر عمل کرنا کچھ آسانی میں کمی ہی کرنا ہے، جو لاحاصل ہے۔

اگر یہ اشکالات صحیح بھی مان لئے جائیں تو جمع بین الصلاتین کی حدیث میں یہ کہاں صراحت ہے کہ ظہر کی صلوٰۃ عصر کا وقت شروع ہونے کے بعد پڑھی یا عصر کی صلوٰۃ ظہر کے وقت پڑھی. اس حدیث سے یہ چیز مطلقاً ثابت نہیں ہوتی۔ جمع تقدیم، جمع تاخیر اور جمع صوری تینوں کا احتمال ہوسکتا ہے، لہٰذا احتمال کی صورت میں صلوٰۃ کو اس کے معیّن وقت سے ہٹانے کے

لئے کوئی یقینی دلیل نہیں۔

فلا یتعین واحد من صور الجمع المذکور الا بدلیل {نیل الاوطار جزء ۳ ص ۱۸۴}	جمع کی ان تمام صورتوں سے کسی ایک صورت کو بغیر دلیل کے متعین نہیں کیا جا سکتا۔
فاما ان یحمل علی مطلقها فیستلزم اخراج الصلوٰۃ عن وقتها المحدود بغیر عذر واما ان تحمل علی الصفۃ المخصوصۃ لا تستلزم الاخراج ویجمع بها بین مفترق الاحادیث فالجمع الصوری اولی۔ {نیل الاوطار جزء ۳ ص ۱۸۴}	اگر جمع (بین الصلاتین) کو جمع حقیقی پر محمول کیا جائے تو صلوٰۃ کا بغیر عذر کے اُس کے وقتِ محدود سے اخراج لازم آتا ہے اور اگر جمع کو مخصوص صفت (یعنی جمع صوری) پر محمول کیا جائے تو صلوٰۃ کا اُس کے محدود وقت سے اخراج لازم نہیں آتا بلکہ اوقات کے سلسلہ میں تمام متفرق احادیث

میں جمع وتطبیق کی صورت نکل آتی ہے، لہٰذا جمع صوری ہی اولیٰ ہے۔

اشکال مزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صلاتوں کو اُمت کی آسانی کے لئے جمع کیا تھا لیکن اگر اس جمع کو جمع صوری پر محمول کیا جائے تو بجائے آسانی کے تنگی پیدا ہو جاتی ہے، یعنی اوّل وآخر وقت کا معلوم کرنا بہت دقت طلب ہو گا اور یہ چیز مزید تنگی کا سبب بن جائے گی۔

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کے اوقات سمجھائے تو اب اُن کا آخر اور اوّل معلوم کرنا بالکل دشوار نہیں ہو گا۔ آسانی تو اس امر میں پوشیدہ ہے کہ ایک دفعہ ہی مسجد جا کر دونوں صلاتوں کو اپنے اپنے وقت میں ادا کر لیا جائے بار بار جانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ اس صورت میں وضوء وغیرہ بھی ایک دفعہ کرنا ہو گا جو کہ سردی کے موسم میں خاصا ناگوار گذرتا ہے۔

جمع صُوری کے مزید دَلائل

(۱) حضرت زینبؓ بنت جحش کو استحاضہ کی بیماری تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے متعلق فرمایا کہ:۔

تجلس ایّام اقرائها ثمّ تغتسل وتؤخّر الظهر وتعجّل العصر وتغتسل وتصلّی وتؤخّر المغرب وتعجّل العشاء وتغتسل وتصلّیهما جمیعًا وتغتسل للفجر

وہ اپنی اذیتِ ماہانہ کے ایام میں صلوٰۃ نہ پڑھیں (جب وہ ایام ختم ہو جائیں تو) نہالیں، پھر ظہر میں تأخیر کیا کریں اور عصر میں تعجیل، اور نہا کر صلوٰۃ ادا کیا کریں (اسی طرح) مغرب میں تاخیر کیا کریں اور عشاء میں تعجیل کیا کریں اور نہا کر دونوں صلاتوں کو ملا کر ادا کر لیا کریں اور فجر کے لئے بھی

(رواه النسائی فی باب ذکر   نہایا کریں۔
اغتسال المستحاضة $\frac{۱}{۲۵}$ وفی
باب جمع المستحاضة بین الصلاتین
$\frac{۱}{۴}$ ورواتہما ثقات اثبات
وسندہما صحیح)

(۲) اسی بیماری کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمنہ رضؓ بنت جحش سے فرمایا کہ :۔

اِن قویت علی ان تؤخری   (غسل کرکے صلوٰۃ ادا کرتی رہواؤ)
الظّھر وتعجّل العصر   اگر تم میں اتنی قوت ہے کہ ظہر کو مؤخر
فتغتسین ثمّ تصلّین   اور عصر کو معجّل کرو پھر نہاؤ اور ظہر
الظّھر والعصر جمیعًا ثمّ   عصر کو جمع کرلو (تو ایسا ہی کرو) پھر
توخّری المغرب وتعجّلی العشاء   مغرب کو مؤخر اور عشاء کو معجّل
ثمّ تغتسلین وتجمعین   کرو، پھر نہاؤ اور ان دونوں

بین الصّلوتین فافعلی۔ صَلاتوں کو جمع کرلو تو ایسا ہی کرو۔

{رواہ ابوداؤد واحمد والترمذی وصححاہ وحسنہ البخاری۔ نیل الاوطار جز ۳ ص ۲۳۲}

ان دونوں حدیثوں سے بھی جمع صوری کا ثبوت ملتا ہے بیماری کی وجہ سے بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جمع حقیقی کی اجازت نہیں دی تو یہ کیسے مان لیا جائے کہ بحالتِ صحت بغیر عذر جمع حقیقی کی اجازت ہے۔ یہ چیز بالکل خلافِ عقل ہے کہ عذر شرعی موجود ہو تو جمع حقیقی کی اجازت نہیں اور عذرِ شرعی موجود نہ ہو تو جمع حقیقی کی اجازت ہے۔ معذور آدمی کو مزید مشقت میں مبتلا کرنا اللہ تعالیٰ اور اُس کی شریعت کے منشار کے بالکل خلاف ہے۔

اگر جمع حقیقی کی رعایت پہلے سے موجود ہوتی تو بیماری کے عالم میں جمع صوری کا حکم کبھی نہ دیا جاتا۔ یہ کونسی رعایت تھی جو اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم بیمار خواتین کو دے رہے تھے۔

(۳) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

وقت صلوٰۃ الظهر ما لم	ظہر کا وقت اُس وقت تک ہے
يحضر العصر ووقت صلوٰۃ	جب تک عصر کا وقت نہ آئے عصر
العصر ما لم تصفر الشمس	کا وقت اُس وقت تک ہی جب
ووقت صلوٰۃ المغرب ما لم	تک سُورج زرد نہ ہو، مغرب کا
يسقط ثور الشفق ووقت	وقت اُس وقت تک ہی جبتک
صلوٰۃ العشاء الی نصف	شفق کی سُرخی زائل نہ ہو، اور عشاء
الليل .... {صحیح مسلم}	کا وقت آدھی رات تک ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ظہر کا وقت عصر کا وقت شروع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر ظہر کی صلوٰۃ عصر کے وقت میں بھی پڑھی جا سکتی ہے تو اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ ظہر کا وقت عصر کا وقت آنے پر ختم نہیں ہوا بلکہ عصر کے وقت بھی اگر کوئی شخص بغیر کسی عُذر کے ظہر کی صلوٰۃ پڑھ لے اور پھر عصر کی صلوٰۃ پڑھ لے تو وہ گنہگار نہ ہوگا۔ اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ اوقات کا تعین نعوذ باللہ

لغو ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ استحبابی ہے، فرض نہیں۔ لیکن نہ صرف حدیثِ مذکور اس کی تردید کرتی ہے بلکہ قرآن مجید بھی اس کی تردید کرتا ہے۔

جمع صُوری کی ایک اور واضح دلیل

اللہ تعالیٰ نے صلاتوں کے پانچ اوقات مقرر کئے ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعیین بھی کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "مؤمنین پر صلوٰۃ مقررہ وقت پر فرض ہے"۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مسافر اور مقیم دونوں کو ظہر یا عصر کی صلوٰۃ اپنے وقت سے ہٹا کر پڑھنے کی اجازت ہے اور اسی طرح مغرب یا عشاء کو اپنے مقررہ وقت سے ہٹا کر پڑھنے کی اجازت ہے تو آخر پھر پانچ اوقاتِ مقررہ میں صلوٰۃ ادا کرنا کس پر فرض ہے؟ اگر جمع حقیقی کو مقیم کیلئے بھی جائز مان لیا جائے تو ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کو علیحدہ

علیحدہ اوقات میں پڑھنا صرف مستحب ہوگا، فرض نہیں ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلیگا کہ عملاً صلوٰۃ کے صرف تین اوقات فرض ہوں گے۔

(۱) صبح صادق کے وقت : دو رکعت

(۲) زوال سے سورج کے زرد ہونے تک : آٹھ رکعت

(۳) غروب آفتاب سے نصف شب تک : سات رکعت

پانچ اوقات کے بجائے تین اوقات کا رہ جانا سراسر باطل ہے، لہٰذا جمع حقیقی مقیم کیلئے کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔

انتباہ جمع صوری بھی ہر حال میں جائز نہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس مضمون کی ایک حدیث ترمذی میں ہے لیکن وہ ضعیف ہے، البتہ حضرت عمرؓ سے اس مضمون کا ایک قول صحیح سند سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

اعلم ان جمعًا بین خبردار، بے شک بغیر عذر

الصلاتين من غير	کے دو صلاتوں کو جمع کرنا
عذر من الكبائر	بڑے گناہوں میں سے ہے۔

{رواہ عبدالرزاق وسندہٗ صحیح، مصنف جز ۱ ص ۵۳۶}

یہ قول اگرچہ حقیقتاً موقوف ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے، کیونکہ ایسی بات کوئی صحابی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا۔

⑫ ترکِ رفع یدین تاریخ کی روشنی میں

صحابۂ کرامؓ کے دور ہی میں بعض مخالفِ اسلام تحریکوں نے جنم لیا، جن میں خارجی اور سبائی تحریکیں سرفہرست ہیں۔ ان تحریکوں نے اسلامی سیاست کو پارہ پارہ کرنے کی ہی کوشش نہ کی بلکہ سب سے پہلا مسلم معاشرہ جس کی تربیت اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی اُس کو بھی بدنام کرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بیخ کنی میں بھرپور کوشش کرتے رہے۔ قرآن وحدیث کو بے محل استعمال کرنا، قرآن وحدیث کے مقابلہ میں آرائے رجال کو پیش کرنا، متشابہات کی تاویلیں کرنا اور عقائد کو خراب کرنا ان لوگوں کا خاص

مشغلہ تھا۔انہوں نے اسلامی عبادات اور قوانین میں بھی تبدیلی کی کوشش کی حتیٰ کہ صلوٰۃ جو دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے اُس کو بھی انہوں نے بگاڑنے میں بھرپُور زور لگایا۔ اکثر نَو مسلم ان کے فریب میں آگئے۔ فرقہ بندی کی ابتدا ہوئی اور اس طرح ایک اسلام کے کئی اسلام بن گئے۔

فرقہ بندی نے شخصی عقیدت کو پَیدا کیا، شخصی عقیدت نے شخصیت پرستی کو جنم دیا۔ شخصیت پرستی نے تقلیدِ شخصی اور جمود کے لئے راہ ہموار کی۔ فرقہ وارانہ مسائل کی حمایت میں حق پوشی ہونے لگی اور اس کے بعد حق کا انکار ہونے لگا حتیٰ کہ یہ حمایت ترقی کرتے کرتے حمیتِ جاہلیت تک پہنچ گئی۔

حمیّت اور جہالت کی بنیاد پر سُنّتوں کو چھوڑا جانے لگا۔ پُورے اسلام کو کِس کِس طرح مسخ کیا گیا، یہ تو ایک طویل مضمون ہے۔ ہم صرف ترکِ رفع یدین پر روشنی ڈال رہے ہیں، اس

سے پہلے کہ ہم اصل مضمون کی ابتدا کریں یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ترکِ سُنن کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی اور صلوٰۃ کو بحیثیتِ مجموعی کب اور کس طرح بدلا گیا۔

سُنّتوں کا ترک

عن انسؓ قال ما اعرف شیئًا مما کان علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم قیل الصلوٰة قال الیس صنعتم ما صنعتم فیها { صحیح بخاری کتاب المواقیت باب تضییع الصلوٰة عن وقتها }

(ایک دن) حضرت انسؓ نے لوگوں سے فرمایا جو چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھیں اُن میں سے مجھے اب کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ لوگوں نے پوچھا "(کیا) صلوٰۃ (بھی اس طریقہ پر) نہیں ہے" حضرت انسؓ نے فرمایا "صلوٰۃ میں بھی تو تم

لوگوں نے کیا کیا (تغیر و تبدل) کر دیا۔"

عن عثمان قال سمعت الزھری یقول دخلت علی انس بن مالکؓ بدمشق وھو یبکی فقلت ما یبکیک؟ فقال ما اعرف شیئًا مما ادرکت الا ھٰذہ الصلوٰۃ وھٰذہ الصلوٰۃ قد ضیّعت {صحیح بخاری کتاب المواقیت باب تضییع الصلوٰۃ عن وقتھا}

حضرت عثمان کہتے ہیں میں نے امام زہری سے سُنا وہ فرماتے تھے" میں (ایک دن) دمشق میں حضرت انسؓ سے ملنے گیا (میں نے دیکھا کہ) وہ رو رہے ہیں۔ میں نے پُوچھا کہ کس چیز نے آپ کو رُلایا؟ حضرت انسؓ نے فرمایا جو باتیں میں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھی تھیں اُن میں سے ایک کوئی بات مجھے نظر نہیں آتی سوائے صلوٰۃ کے، اور حقیقت یہ ہے کہ صلوٰۃ بھی ضائع کر دی گئی (یعنی وہ بھی

اصلی حالت پر باقی نہیں رہی")

حضرت اُمّ درداءؓ کہتی ہیں:۔

دخل علی ابو الدرداء وھو مغضبٌ فقلت ما اغضبك؟ فقال واللہ ما اعرف من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً الا انھم یصلون جمیعاً۔
{صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الفجر فی جماعۃ}

(ایک دن) حضرت ابو درداءؓ غصہ کی حالت میں میرے پاس آئے، مَیں نے کہا کس چیز نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا اللہ کی قسم مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں کوئی بات (اصلی حالت پر) نہیں پاتا سوائے اس کے کہ یہ لوگ جماعت سے صلوٰۃ ادا کر لیتے ہیں۔

حضرت مالکؒ بن ابی عامر الاصبحی کہتے ہیں:۔

ما اعرف شیئًا ممّا	میں نے لوگوں کو (یعنی صحابہ
ادرکت علیہ الناس	کرامؓ کو) جس حالت پر دیکھا
الا النداء بالصلوٰۃ۔	تھا اس میں سے میں اب کسی
{مؤطا امام مالکؒ باب ما جاء فی النداء	چیز کو نہیں دیکھتا سوائے اذان
للصلوٰۃ ص۲۵ وسندہ صحیح}	برائے صلوٰۃ کے (کہ وہ اپنی اصلی
	حالت پر موجود ہے)

مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ عہدِ صحابہؓ و عہدِ تابعینؒ ہی میں عراق و شام وغیرہ ممالک کے اکثر لوگ سنتوں کو ترک کرنے لگے تھے۔ سنتوں کے ترک کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ کو بہت افسوس و صدمہ ہوتا تھا۔

سنتیں ترک کرانے کی کوشش حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کوفہ کے گورنر حضرت سعدؓ سے فرمایا:۔

لقد شکوک فی	کوفہ والوں نے ہر معاملہ میں

كل شئ حتى الصلوٰة قال اما انا فامد فى الاوليين واحذف فى الاخريين ولا آلو ما اقتديت من صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صدقت ذاك ظنى بك ۔

{صحیح بخاری باب یطول فی الاولیین}

تمہاری شکایت کی ہے، حتیٰ کہ اُنہوں نے صلوٰۃ کے متعلق بھی تمہاری شکایت کی ہے (کہ تم صلوٰۃ سنت کے مُطابق نہیں پڑھتے) حضرت سعدؓ نے فرمایا میں پہلی دو رکعتوں میں طول دیتا ہوں اور آخری دو میں تخفیف کرتا ہوں اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے سچ کہا، تمہارے متعلق میرا یہی گمان تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوفہ والے نہ یہ کہ خود سنت کے مطابق صلوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے بلکہ صحابہ کرامؓ کو بھی مجبور کرتے

تھے کہ وہ بھی سنّت کے خلاف صلوٰۃ ادا کریں، حتّٰی کہ گورنر یہ زور ڈالتے تھے کہ وہ بھی سُنّت کے طریقہ کو ترک کر کے اُن کا ہمنوا بن جائے۔

نئے نئے مُلک فتح ہوتے چلے جا رہے تھے، نومسلمین کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی تھی، مرکزِ اسلام، دار الہجرۃ یعنی مدینۃ النّبی سے دوری کے باعث نومسلمین کی اکثریت میں پختگی پیدا نہیں ہوئی تھی، مختلف تخریبی تحریکوں کا شکار بھی یہی لوگ ہوتے تھے، مزید برآں تنزّل ایک فطری چیز تھی، جتنا زمانہ گذرتا گیا اور نبوّت سے بُعد ہوتا چلا گیا اُتنا ہی تنزّل بڑھتا چلا گیا۔ جو جذبۂ ایمانی صحابۂ کرامؓ میں تھا وہ تابعین میں باقی نہیں رہا، اور جو جذبۂ ایمانی تابعینؒ میں تھا وہ تبع تابعین میں باقی نہیں رہا۔ یہ تنزّل تدریجی تھا لیکن فطرت کے عین مُطابق تھا۔ صلوٰۃ کے طریقہ میں، بلکہ پُورے دین کے معاملہ میں تدریجی طور پر تبدیلی

آتی رہی ۔ تنزّل کی اس تیز رفتاری سے صرف ایک شہر محفوظ تھا اور وہ تھا مدینہ منوّرہ ۔ حضرت انسؓ دوسری جگہ لوگوں کی دینی حالت دیکھکر روتے تھے ۔ لیکن وہی حضرت انسؓ جب کافی عرصہ کے بعد مدینہ منوّرہ واپس آئے تو ان سے سوال کیا گیا :۔

ما انکرت منذ یوم	رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عہدت رسول اللہ	کے عہدِ مبارک کی روشنی میں
صلی اللہ علیہ وسلم	آپ ہم میں کونسی بات بُری
قال ما انکرت شیئًا	دیکھتے ہیں ؟ حضرت انسؓ
الا انکم لا تقیمون	نے فرمایا ”میں کوئی بُری بات
الصفوف { صحیح بخاری	نہیں دیکھتا سوائے اس کے
باب اثم من لم یتم الصفوف }	کہ تم صفیں سیدھی نہیں کرتے“۔

گویا مدینہ منوّرہ کے لوگ کافی عرصہ تک صحیح اسلام پر قائم رہے ۔

مندرجہ بالا احادیث و آثار سے ثابت ہوا کہ صلوٰۃ کے طریقہ میں تبدیلی آرہی تھی اور مسنون طریقہ آہستہ آہستہ متروک ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اب ہم خاص رفع یدین کے ترک پر روشنی ڈالتے ہیں۔

رفع یدین پر متواتر عمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رفع یدین | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، اس میں تو کسی قسم کے شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا صحیح بخاری، صحیح مسلم و دیگر کتب حدیث میں اصح الاسانید سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ اب ہم صحابۂ کرامؓ کی روایت و عمل پر روشنی ڈالتے ہیں۔

صحابۂ کرامؓ اور رفع یدین | امام بخاریؒ لکھتے ہیں:-

الرد علی من انکر رفع — یہ کتاب ان لوگوں کی رد میں ہے

الایدی فی الصلٰوۃ	جنہوں نے صلٰوۃ میں رکوع
عند الرکوع واذا رفع	سے پہلے اور رکوع کے بعد
رأسہ من الرکوع ۔	رفع یدین کا انکار کیا ہے۔

{جزء رفع الیدین ص۲}

پھر لکھتے ہیں :۔

ثبت عن رسول اللہ	اس سلسلہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم	صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل
فیہ فعلہ وروایتہ عن	بھی ثابت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے
اصحابہ {جزء رفع الیدین ص۱}	اس کی روایت بھی ثابت ہے۔

پھر رفع الیدین کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :۔

" اور اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سترہ صحابیوں کے متعلق روایت ہے کہ وہ رکوع

سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، ان میں یہ اصحاب شامل ہیں۔ حضرت ابو قتادہؓ، حضرت ابو اسیدؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت سہل بن سعدؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت وائل بن حجرؓ، حضرت مالک بن حویرثؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔" {جزء رفع الیدین ص۳و۴}

پھر رفع یدین کے متعلق بہت سی احادیث نقل کرنے کے بعد امام بخاریؒ لکھتے ہیں:۔

"حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت عمیرؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

{جزء رفع الیدین صـ۱۲}

پھر امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

"تحقیق حضرت عمرؓ سے یہ بات کئی سندوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے۔" {جزء رفع الیدین صـ۳۵}

امام ترمذیؒ رفع یدین کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کردہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

"رفع یدین کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت وائلؓ، حضرت مالک بن حویرثؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوحمیدؓ، حضرت ابواسیدؓ، حضرت سہلؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت ابوقتادہؓ، حضرت ابوموسیٰؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت

عمیرؓ سے بھی روایت ہے"۔

پھر امام ترمذیؒ لکھتے ہیں :۔

" اور یہی قول ہے بعض صحابہؓ کا جن میں ابن عمرؓ، جابرؓ، ابوہریرۃؓ، انسؓ، ابنِ عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہم شامل ہیں...اور امام عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں رفع یدین کی حدیث ثابت ہے.....اور ابن مسعودؓ کی حدیث کہ بے شک رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہیں کیا مگر پہلی مرتبہ ثابت نہیں.....اور اس باب میں حضرت براءؓ سے بھی روایت ہے....ابنِ مسعودؓ کی حدیث (سنداً) حسن ہے اور یہی قول ہے کئی صحابیوںؓ اور تابعیوںؒ کا" {ترمذی باب رفع الیدین عندالرکوع}

انتباہ پہلے امام ترمذیؒ نے امام عبداللہ بن مُبارک کے قول سے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کو غیر ثابت بتایا اور بعد

میں اس حدیث کو حسن کہا، اس میں کوئی تضاد نہیں متن
اس حدیث کا نقل بالمعنیٰ کی وجہ سے ثابت نہیں بلکہ غیر محفوظ ہے
لیکن سند حسن ہے۔ یعنی یہ حدیث متناً غیر محفوظ ہے، سنداً حسن
ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کے متن ہی کو امام بخاریؒ اور
امام ابو داؤد وغیرہ نے غیر محفوظ بتایا ہے۔

امام ترمذیؒ نے لکھا ہے کہ یہی قول ہے کئی ایک صحابیوں کا
لیکن اُنہوں نے کسی صحابی کا نام نہیں لکھا، اگرچہ ترکِ رفع یدین
بعض صحابیوں کی طرف منسوب ہے لیکن پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا جیسا
کہ آگے آرہا ہے۔

علامہ احمد محمد شاکرؒ لکھتے ہیں :۔

" امام حاکم اور امام ابوالقاسم بن مندہ نے ذکر کیا کہ
اس کے راویوں میں عشرۂ مبشرہ صحابہؓ بھی ہیں .... اور
حافظ عراقی لکھتے ہیں کہ رفع یدین کو پچاس ۵۰ صحابہؓ نے

روایت کیا ہے، جن میں عشرہ مبشرہ صحابہؓ بھی شامل ہیں"۔

{تعلیقات احمد شاکر علی الترمذی}

حضرت ابو حمید ساعدی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کا طریقہ بیان کیا جس میں رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتوں سے کھڑے ہو کر رفع یدین کرنے کا ذکر تھا، تو صحابہؓ کرامؓ کی جماعت نے جو وہاں حاضر تھی کہا "صدقت ھکذا کان یصلی صلی اللہ علیہ وسلم" تم سچ کہتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی صلوٰۃ ادا کرتے تھے {ابوداؤد و ترمذی، سند صحیح}

جو صحابہؓ اس مجلس میں شریک تھے اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں :۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ (۲) حضرت سہلؓ (۳) حضرت زیدؓ
(۴) حضرت عقبہؓ (۵) حضرت ابو مسعودؓ (۶) حضرت ابن عمرؓ
(۷) حضرت سلمانؓ (۸) حضرت ابو موسیٰؓ (۹) حضرت ابو سعیدؓ

(۱۰) حضرت بریدہؓ (۱۱) حضرت عمارؓ (۱۲) حضرت ابوقتادہؓ (۱۳) حضرت محمد بن مسلمہؓ (۱۴) حضرت ابواسیدؓ (۱۵) حضرت حسنؓ، اور حجرہ میں (۱۶) حضرت عائشہ صدیقہؓ اور (۱۷) حضرت اُمّ درداءؓ۔

{تسہیل القاری شرح صحیح بخاری}

امام بیہقیؒ نے ان صحابہؓ کے اسماء گرامی جن سے رفع یدین کی حدیث مروی ہے جمع کئے ہیں۔ ان کی تعداد تیس۳۰ تک پہنچ گئی ہے۔ پھر لکھتے ہیں رفع یدین ان سے بھی مروی ہے (۱) حضرت عثمانؓ (۲) حضرت طلحہؓ (۳) حضرت زبیرؓ (۴) حضرت سعدؓ (۵) حضرت سعیدؓ (۶) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۷) حضرت ابوعبیدہؓ (۸) حضرت زید بن ثابتؓ (۹) حضرت ابی بن کعبؓ (۱۰) حضرت ابن مسعودؓ اور (۱۱) حضرت زیاد بن حارثؓ۔

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ میں رفع یدین کی حدیث کو متواتر قرار دیا ہے {دراسات اللبیب ط ۱۶۹}

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں :-

وحدیث رفع الیدین فی الصلوٰۃ فقد رواہ خمسون من الصحابۃؓ	صلوٰۃ میں رفع یدین کرنے کی حدیث کو بچاس صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔

(التحقیق الراسخ ص۱۷)

رفع یدین کی حدیث کو روایت کرنے والے صحابہؓ کی تعداد بچاس تک پہنچ چکی ہے، لیکن یہ رفع یدین کرنے والوں کی تعداد نہیں ہے۔ رفع یدین تو بلا استثناء سب ہی صحابہؓ کرتے تھے۔ مندرجہ ذیل روایتیں اس پر کھلی دلیل ہیں:-

(۱) حضرت وائلؓ فرماتے ہیں :-

رأیت الناس علیھم جل الثیاب تحرك ایدیھم تحت الثیاب	میں نے صحابہؓ کو دیکھا کہ وہ (سردی کی وجہ سے) بڑے بڑے بھاری کپڑے پہنے ہوئے

وفی روایة فرایت اصحابہ — تھے ۔ وہ صلوۃ میں اپنے

یرفعون ایدیھم فی — ہاتھوں کو کپڑوں کے اندر

ثیابھم فی الصلوٰۃ ۔ — اُٹھاتے تھے ۔

{رواہ ابوداؤد بسند صحیح وروی نحوہ البخاری فی جزء رفع الیدین ص۱۱}

(۲) امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں :۔

کان اصحاب النبی — رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم — کے صحابہؓ کے ہاتھ ایسا

کانما ایدیھم المراوح — معلوم ہوتا تھا گویا پنکھے

یرفعونھا اذا رکعوا — ہیں ۔ وہ ہاتھ اُٹھاتے تھے

واذا رفعوا رؤسھم ۔ — جب رکوع کرتے ۔ اور جب

{جزء رفع الیدین للامام البخاری ص۱۳ وسندہ صحیح} — رکوع سے سر اُٹھاتے ۔

(۳) حضرت حمید بن ہلالؒ کہتے ہیں :۔

کان اصحاب النبی — رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم	کے اصحاب جب صلوٰۃ ادا
اذا صلوا کان ایدیھم	کرتے تو اُن کے ہاتھ کانوں
حیال اذانھم کانھا	کے برابر ایسا معلوم ہوتے
المراوح {جزء رفع الیدین	تھے گویا کہ وہ پنکھے ہیں۔

للامام البخاری ص۱۳ وسندہ حسن}

(۴) حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ {سُنن بیہقی جلد ۲ ص۷۵ وسندہ صحیح}

حضرت وائل، حضرت حسن بصریؒ، حضرت حمیدؒ اور حضرت سعید بن جبیرؒ کی شہادتوں سے ثابت ہوا کہ تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے۔ اُنھوں نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنےٰ نہیں کیا، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی صحابی سے ترکِ رفع ثابت نہیں۔ امام بخاریؒ لکھتے ہیں :۔

ولم يثبت عند اهل العلم عن احدٍ من اصحاب صلی اللہ علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ {جزء رفع الیدین}	اہلِ علم کے نزدیک کسی ایک صحابی سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔

اس کے آگے امام بخاریؒ فرماتے ہیں :۔

" اہلِ حجاز اور اہلِ عراق کے اہلِ تحقیق علماء جن کو ہم نے پایا جن میں عبداللہ بن زبیرؒ، علی بن عبداللہ بن جعفرؒ، یحییٰ بن معینؒ، احمد بن حنبلؒ اور اسحٰق بن راھویہؒ شامل ہیں، اور یہ اپنے زمانہ میں اہلِ علم شمار کئے جاتے تھے، اُن میں سے کسی کے نزدیک ایسی کوئی حدیث ثابت نہیں تھی جس میں یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کسی ایک صحابی نے بھی رفع یدین نہ کیا ہو۔"

{جزء رفع الیدین ص۱۶}

مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوا کہ امام بخاریؒ کے زمانہ تک اہلِ کوفہ کے محدثین کے نزدیک بھی ترکِ رفع کی کوئی حدیث ثابت نہیں تھی، یعنی دو سو سال تک کسی اہلِ علم کے نزدیک کوئی حدیث ترکِ رفع کی ثابت نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ وہ احادیث جن کو ترکِ رفع کے ثبوت میں اب پیش کیا جاتا ہے وہ ان علماء کو بھی معلوم تھیں اور ان ہی کی روایت سے ہم تک پہنچی ہیں۔

الغرض صحابۂ کرامؓ میں سے تو کسی ایک صحابی سے بھی ترکِ رفع ثابت نہیں۔ اب ہم تابعین اور تبع تابعین کا حال بتاتے ہیں:۔

تابعین اور تبع تابعین کے دور میں دو قسم کے لوگ ہیں۔

(۱) اہلِ علم (۲) علم سے بے بہرہ۔

علم سے بے بہرہ لوگوں کی صلوٰۃ کا حال اُوپر بتایا گیا ہے کہ اُن میں سے اکثریت نے صلوٰۃ کے طریقہ میں بہت کچھ

تبدیلی کرلی تھی۔ لیکن اہلِ علم اور اُن سے استفادہ کرنے والے تابعین اور تبع تابعین کی اکثریت سُنّت کے مُطابق صلوٰۃ ادا کرتی تھی اور رفع یدین بھی کرتی تھی۔ آئندہ سطور میں ہم اہلِ علم تابعین سے رفع یدین کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

اہلِ علم تابعین اور تبع تابعین سے رفع یدین کا ثبوت

امام بخاریؒ لکھتے ہیں :۔

" اور اسی طرح رفع یدین کی روایت اہلِ مکّہ، اہلِ حجاز، اہلِ عراق، اہل شام، اہلِ بصرہ و اہلِ یمن کے متعدد علماء سے پائی جاتی ہے اور خراسان کے بھی متعدد علماء سے یہی مروی ہے، ان میں یہ علماء شامل ہیں۔ سعید بن جبیرؒ، عطاء، مجاہد، قاسم، سالم، عمر بن عبدالعزیز، نعمان بن ابی عیاش، حسن بصری، ابن سیرینؒ، طاؤس، مکحول، عبداللہ بن دینار، نافع، حسن بن مسلم،

قیس بن سعد (وعدۃ کثیرۃٌ) اور ان کے علاوہ علماء کی ایک کثیر تعداد سے رفع یدین مروی ہے۔ اور اسی طرح اُمّ درداءؓ سے مروی ہے کہ وہ رفع یدین کرتی تھیں، اور تحقیق عبداللہ بن مبارک رفع یدین کرتے تھے، اور اسی طرح ابن مبارک کے عام اصحاب رفع یدین کرتے تھے جن میں یہ اصحاب بھی شامل ہیں۔ علی بن حُسین، عبیداللہ، یحییٰ بن یحییٰ اور بخارا کے محدثین، جن میں عیسیٰ بن موسیٰ، کعب، محمد بن سلام، عبداللہ بن محمد، مسندی اور (عدۃ ممن لایحصٰی) متعدد علماء جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔

جن اہلِ علم کا ہم نے ذکر کیا ان میں کوئی اختلاف نہیں، اور عبداللہ بن زبیر، علی بن عبداللہ، یحییٰ بن معین احمد بن حنبل اور اسحٰق بن ابراہیم، یہ سب کے سب

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رفع یدین کرنے کی احادیث کو ثابت سمجھتے ہیں، انہیں حق سمجھتے ہیں، اور یہ لوگ اپنے زمانہ کے اہل علم ہیں۔" {جزء رفع الیدین ص۱۴ و ۱۵}

" امام طاؤس اور ان کے تمام اصحاب جب رکوع کرتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔"

" اور ربیع بن صبیح کہتے ہیں کہ ابو نضرہ اور ابن ابی نجیح بھی شروع نماز میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔" {جزء رفع الیدین ص۲۲}

پھر امام بخاریؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

" یہ مکہ والے ہیں، مدینہ والے ہیں، یمن والے ہیں اور عراق والے ہیں۔ تحقیق یہ سب کے سب رفع یدین پر متفق ہیں ..... اور امام عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں یہ سُنّت ہے۔" {جزء رفع الیدین ص۲۳}

پھر امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

"جس نے یہ دعویٰ کیا کہ رفع یدین بدعت ہے اُس نے طعن کیا صحابۂ کرامؓ پر اور سلف اور ان کے بعد کے لوگوں پر اور اُس نے طعن کیا اہلِ حجاز پر، اہلِ مدینہ پر، اہلِ مکّہ پر، اہلِ عراق کے متعدد علماء پر، اہلِ شام پر، اہلِ یمن پر اور علماء اہلِ خراسان پر، جن میں ..... ابو احمد ..... حسن بن جعفر ..... وغیرہ شامل ہیں (الا اهل الرأی منهم) سوائے اہل الرائے کے۔ ..... اور اُس نے طعن کیا عبداللہ بن عثمان، ...... اور صدقہ اور اسحٰق پر۔" {جزء رفع الیدین ص۲۴}

پھر امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

"علی کہتے ہیں کہ مَیں نے اپنے مشائخ میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ رفع یدین نہ کرتا ہو"۔

میں نے پوچھا "سفیان رفع یدین کرتے تھے؟"

اُنہوں نے کہا "ہاں"......

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ معتمر، یحییٰ بن سعید عبدالرحمٰن اور اسمٰعیل رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ {جزء رفع الیدین ص۳۵}

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:۔

"اور یہی قول ہے امام مالک، امام معمر، امام اوزاعی اور امام سفیان بن عیینہؒ کا، اور یہی قول ہے امام شافعیؒ کا۔ اور ابن الجارود کہتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ، عمر بن ہارون، نضر بن شمیل شروع صلٰوۃ میں رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

{کذا فی بعض نسخ الترمذی ذکرہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ}

امام حاکم نام بنام ان تابعین کا ذکر کرتے ہیں جو رفع یدین

کرتے تھے، پھر فرماتے ہیں :۔

وعدةٌ كثيرةٌ من	شہروں میں اہل علم کی کثیر
اهل الأثار بالبلدان	تعداد رفع یدین کرتی تھی
رحمهم الله {سنن بیہقی ص۸۲ ج۲}	رحمہم اللہ۔

علامہ تقی الدین نے اپنے رسالہ رفع الیدین میں حمیدی، یعقوب بن مدینی اور اہل الظاہر کا نام بھی لکھا ہے۔

علماء تابعین اور تبع تابعین کے اس جمِ غفیر کے مقابلہ میں صرف چند تبع تابعین کے نام ملتے ہیں جو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام ترمذیؒ لکھتے ہیں کہ یہ قول ہے سفیان (ثوری) اور اہلِ کوفہ کا۔ امام بخاریؒ لکھتے ہیں (سفیان) ثوری، وکیع اور بعض کوفی رفع یدین نہیں کرتے تھے {جزء رفع الیدین ص۲۵}

سفیان ثوری اور وکیع بھی کوفی ہیں، گویا رفع یدین نہ کرنے والے صرف کوفی ہیں اور کوئی نہیں۔

امام محمد بن نصر مروزی فرماتے ہیں :-

اجمع علماء الامصار	تمام شہروں کے علماء کا
علی مشروعیۃ ذٰلک الا	رفع یدین پر اجماع ہے سوائے
اهل الکوفۃ (نیل جزء ۲ ص۱۵)	اہل کوفہ کے۔

مندرجہ بالا حقائق سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے، تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے اور علماء تابعین و تبع تابعین بھی رفع یدین کرتے تھے۔ سوائے اہلِ کوفہ کے اس میں اور کسی کو اختلاف نہیں تھا۔

ترکِ رفع یدین کی تاریخ

رفع یدین کرنے پر تعجب اہلِ کوفہ وغیرہ کی یہ کوشش رہی کہ صلوٰۃ کا طریقہ سنت کے مطابق باقی نہ رہے۔ ان کی اس کوشش کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ خصوصاً صحیح بخاری کی وہ روایت جس میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے خلاف اہلِ کوفہ کی

شکایت کا ذکر ہے قابلِ غور ہے۔ یہ روایت اس کتاب کے صـ۴۴۳ پر گذر چکی ہے۔

صحابہ کرامؓ کے آخری دور میں ترکِ سُنن کا معاملہ کافی ترقی کر چکا تھا۔ عام لوگ جب کسی کو متروکہ سُنّت پر عمل کرتے دیکھتے تو تعجب کا اظہار کرتے تھے۔ مثلاً عکرمہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ (چار رکعت) صلوٰۃ میں ۲۲ تکبیریں کہتا ہے۔ اُنہوں نے اس بات کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کیا اور کہا کہ وہ احمق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، تم پر افسوس! یہ تو ابوالقاسم (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے {صحیح بخاری باب التکبیر اذا قام من السجود}

اسی طرح رفع یدین کے معاملہ میں اظہارِ تعجب کے واقعات ملتے ہیں۔ مثلاً

حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتے (ملخصاً)[1]

محمد بن جحادہؒ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں:-

ذکرت ذٰلك للحسن	میں نے اس حدیث کا ذکر امام
بن ابی الحسن	حسن بصریؒ سے کیا تو انہوں
فقال ھی صلوٰۃ رسول	نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	علیہ وسلم کی صلوٰۃ تو یہی ہے،
فعلہ من فعلہ وترکہ من	جو رفع یدین کرتا ہے، کرتا ہے
ترکہ {ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۴}	جو نہیں کرتا، نہیں کرتا۔

اس روایت سے محمد بن جحادہؒ کا تعجب اور حسن بصریؒ کا تأسف ظاہر ہے۔ حضرت حسن بصریؒ جن کی زندگی دورِ صحابہؓ میں گذری اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے صحابۂ کرامؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا تھا آخر وہ کس طرح ترک رفع یدین پر اپنے افسوس

---

[1] خط کشیدہ عبارت مشکوک ہے۔ امام ابوداؤد نے اس پر شک کا اظہار کیا ہے۔ صحیح مسلم میں یہ عبارت

کا اظہار نہ کرتے۔

اس حدیث سے محمد بن جحادہ کا رفع یدین پر تعجّب ظاہر و باہر ہے۔ حضرت امام حسن بصری نے عام لوگوں کے فعل کو کوئی اہمیت نہیں دی اور صاف صاف فرمادیا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت تو یہی ہے (لوگ کریں یا نہ کریں)

حضرت محارب بن دثار کہتے ہیں :۔

رأیت ابن عمرؓ رفع یدیہ	میں نے حضرت عبداللہ بن
فی الرّکوع فقلت لہ	عمرؓ کو دیکھا کہ اُنہوں نے رکوع
مم ذٰلک فقال کان	میں رفع یدین کیا (یعنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد
وسلم اذا قام من	رفع یدین کیا، جیسا کہ جزء
الرّکعتین کبّر و رفع	رفع الیدین ص۱۹ کی دوسری
یدیہ {جزء رفع الیدین للبخاری}	روایت میں صراحت ہے) میں

نے ان سے پوچھا "یہ آپ کس وجہ سے کرتے ہیں؟" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا (یہ سنّت ہے اور یہی نہیں بلکہ) رسُول اللہ صلی اللہُ علیہ وسلم جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو اُس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔

رفع یدین کرنے پر طعنہ امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ :۔

کنت اصلّی الی جنب	میں نعمان بن ثابتؒ کے پہلو
النعمان بن ثابتؒ	میں صلوٰۃ ادا کر رہا تھا، میں نے
فرفعت یدی فقال	رفع یدین کیا تو اُنھوں نے فرمایا
انما خشیت ان تطیر	میں ڈرا کہ کہیں تم اُڑ نہ جاؤ۔
فقلت ان لم اطر فی	میں نے کہا کہ جب پہلی مرتبہ
اولٰہ لم اطر فی الثانیۃ	رفع یدین کرنے سے نہیں اُڑا تو
{جزء رفع الیدین ص۱۹ وبیہقی جز ۲ ص۸۲}	دوسری مرتبہ رفع یدین کرنے سے کیسے اُڑتا۔

متنِ حدیث میں الحاق رفع یدین کے ترک کرانے کی سازش تکمیل کے مراحل اُسی وقت طے کر سکتی تھی جب اس کی تائید میں کوئی حدیث بھی ہو۔ لہٰذا اہلِ کوفہ نے حدیث کے متن میں تحریف کی کوشش کی۔ اس چیز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ان کی نظر یزید بن ابی زیاد پر پڑی جو بڑھاپے کی وجہ سے ضعف حافظہ کا شکار تھے۔ حضرت سفیان کہتے ہیں :۔

حدثنا یزید بن ابی	ہم سے یزید بن ابی زیاد نے
زیاد بمکۃ عن	مکہ میں عبدالرحمٰن اور حضرت
عبد الرحمٰن بن ابی	براءؓ کی وساطت سے بیان کیا کہ
لیلیٰ عن البراء بن	رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عازب قال رأیت	رفع یدین کرتے تھے جب
رسول اللہ صلی اللہ	صلوٰۃ شروع کرتے، جب
علیہ وسلم اذا افتتح	رکوع کا ارادہ کرتے اور

الصّلوٰة رفع يديه واذا اراد ان يركع واذا رفع رأسه من الرّكوع فلمّا قدمت الكوفة سمعته يقول يرفع يديه اذا افتتح الصّلوٰة ثمّ لا يعود فظننت انهم لقنوه۔
{رواه البيهقي ج ۲ ص}

جب رکوع سے سر اُٹھاتے، پھر میں (ایک مرتبہ) کوفہ گیا تو میں نے یزید سے سُنا کہ وہ اس حدیث کو اس طرح بیان کرنے لگے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رفع یدین کرتے جب صلوٰۃ شروع کرتے، پھر نہیں لوٹاتے تھے میں سمجھ گیا کہ کوفہ والوں نے ان کو سکھا دیا۔

بلکہ ابتداء میں تو خود یزید نے "ثمّ لا یعود" کا انکار کیا {دارقطنی} لیکن بار بار تلقین کی گئی تو ان کے ذہن میں یہ لفظ جم گیا اور وہ اُس کو بیان کرنے لگے۔

حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں:۔

لما كبر الشيخ لقنوه ثم لم يعد فقال ثم لم يعد وكذلك روى الحفاظ من سمع من يزيد بن ابي زياد قديمًا منهم الثوري وشعبة وزهير ليس فيه ثم لم يعد {جزء رفع اليدين ص۳۲}

جب یزید بوڑھے ہوگئے تو لوگوں نے اُن کو "ثم لم یعد" سکھا دیا تو وہ بھی "ثم لم یعد" کہنے لگے۔ تمام حفاظِ حدیث جنہوں نے یہ حدیث یزید سے ابتداء میں سُنی تھی مثلاً ثوری، شعبہ زہیر ان میں سے کوئی بھی ثم لم یعد بیان نہیں کرتا۔

امام حمیدیؒ فرماتے ہیں:۔

يزيد يزيد {نیل ج۲ ص۱۵۱}

یزید بڑھا دیتے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:۔

هذا حديث واه وكان يزيد يحدث به برهة

یہ متن واہیات ہے۔ یزید ایک مدت تک یہ حدیث بیان

من دھرہ لا یقول فیہ	کرتے رہے لیکن وہ ثم لا یعود
ثم لا یعود فلما لقنوہ	بیان نہیں کرتے تھے، پھر جب
یعنی اھل الکوفۃ تلقن	انہیں اہلِ کوفہ نے سکھا دیا تو
وکان یذکرھا (نیل ج۲ ص۱۵)	وہ سیکھ گئے اور اس کا ذکر کرنے لگے۔

حدیث کا غلط مطلب نکالنا | متنِ حدیث میں الحاق کرنے سے بھی جب کام نہیں چلا تو کسی صحیح حدیث کو غلط مفہوم پہنایا گیا۔ مثلاً

(۱) حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں:۔

خرج علینا رسول اللہ	رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم	باہر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا
فقال مالی اراکم	کیا بات ہے کہ میں تم کو اس
رافعی ایدیکم کانھا	طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں
اذناب خیل شمس اسکنوا	گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی

فی الصلوٰۃ {صحیح مسلم} — دُمیں ہیں۔ صلوٰۃ میں سکون اختیار کرو

اِس حدیث کا مطلب یہ لیا گیا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ میں رفع یدین سے منع فرما دیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:۔

ولا یحتج بھذا من	جس شخص کو علم کا تھوڑا سا بھی
له حظ من العلم ھذا	حصہ ملا ہو وہ اس حدیث سے
معروف مشھور لا اختلاف	ترکِ رفع یدین پر استدلال نہیں کرتا
فیه {جزء رفع الیدین ص۱۵}	یہ معروف و مشہور ہے۔ اس میں
	کوئی اختلاف نہیں۔

حدیثِ بالا کا تعلق سلام کے وقت رفع یدین کرنے سے ہے جیسا کہ اگلی روایت میں صراحت ہے۔ حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں:۔

قلنا السلام علیکم	ہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ،
ورحمة الله السلام	السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے

علیکم ورحمۃ اللہ واشار | تھے (تو اس طرح کرتے تھے) پھر
بیدیہ الی جانبین. | انہوں نے دونوں ہاتھوں سے
{صحیح مسلم} | دونوں طرف اشارہ کرکے بتایا۔

الغرض اس حدیث میں سلام کے وقت دونوں ہاتھوں کو اُٹھانے کی ممانعت تھی، لوگوں نے اس کو دوسری طرف محمول کرلیا۔

(۲) ترمذی وغیرہ کی ایک حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فعل بیان کیا گیا ہے کہ :-

فلم یرفع یدیہ الا مرۃً | انہوں نے ہاتھ نہیں اُٹھائے
واحدۃً {ترمذی وابوداؤد} | مگر ایک مرتبہ۔

اس حدیث سے صرف اِتنا ثابت ہوتا تھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ یا رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ شروع کرتے وقت ایک مرتبہ رفع یدین کرتے تھے، لیکن مطلب یہ لیا جانے لگا کہ پھر

رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسی لئے امام ابو داؤدؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا:۔

لیس ھو بصحیح علی	یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ
اللفظ علی ھٰذا المعنیٰ	ان معنوں پر صحیح نہیں۔

{ابو داؤد جلد اول ص ۱۱۶}

کیونکہ حدیث مذکور کا مفہوم ترک رفع یدین عند الرکوع نہیں تھا اس وجہ سے امام محمدؒ نے اسے اپنے دلائل میں ذکر نہیں کیا، بلکہ اُنہوں نے اپنے دلائل میں ایک بھی مرفوع حدیث پیش نہیں کی (ملاحظہ ہو مؤطا امام محمدؒ)

مناظرہ وضع کیا گیا جب مذکورہ بالا طریقہ سے کام نکلتا نظر نہیں آیا تو امام اوزاعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے درمیان ایک مناظرہ وضع کیا گیا:۔

امام اوزاعیؒ نے کہا کیا بات ہے کہ تم لوگ

رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتے"

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا" اجل انہ لم یصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ شئ" (اس لئے کہ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح نہیں)۔

امام اوزاعیؒ نے فرمایا "کیسے صحیح نہیں، مجھ سے امام زہری نے بواسطہ سالم اور عبد اللہ بن عمرؓ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔"

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ "مجھ سے حماد نے بسلسلہ ابراہیم عن علقمہ عن ابن مسعودؓ فرمایا کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوٰۃ ثم لا یعود (رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے شروع صلوٰۃ کے، پھر رفع یدین کا اعادہ نہیں کرتے تھے)

{کبیری ص۱۱۶}

مناظرہ کا تجزیہ بہ لحاظِ متن (۱) امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین کی کوئی حدیث صحیح نہیں"۔ امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب کردہ یہ قول کتنا مضحکہ خیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع یدین کرنے کی حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم اور مؤطا امام مالک میں اصح الاسانید سے مروی ہیں، اسناد حدیث میں تمام کے تمام راوی ائمۂ دین ہیں۔ مثال کے طور پر مؤطا امام مالکؒ میں یہ راوی ہیں:۔

امام زہریؒ، امام سالمؒ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔

بتائیے ان میں کونسا راوی ضعیف ہے؟ یہی وہ سند ہے جو بڑے بڑے ائمہ کے توسط سے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں

منتقل ہوگئی ہے۔

ابوداؤد کی سند میں یہ راوی ہیں :۔

امام احمد بن حنبلؒ، امام سفیانؒ، امام زہریؒ، امام سالمؒ، عبداللہ بن عمرؓ۔

کیسے کیسے امام عالی شان اس حدیث کی سند میں ہیں۔ اسی طرح متعدد صحابیوں سے متعدد اسناد بالکل صحیح ہیں۔ موافق ہی نہیں مخالف بھی ان کی صحت کو تسلیم کرتے آئے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کو ضرور یہ حدیثیں پہنچی ہوں گی، ان حدیثوں کے روایت کرنے والے امام ابوحنیفہؒ کے استاد ہی ہیں۔ یہ تمام خود بھی رفع یدین کرتے تھے۔ مثلاً

امام مالکؒ، امام عطاء بن ابی رباحؒ، امام اوزاعیؒ، امام مکحولؒ، امام عمرو بن مرہؒ، امام طاؤسؒ، امام عبداللہ بن دینارؒ امام زہریؒ، امام عبیداللہ بن عمرؒ، امام سالمؒ، امام محاربؒ

امام قتادہؒ، امام شعبہؒ، امام عاصمؒ، امام عبدالرحمٰن الاعرجؒ وغیرہ
یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان ائمہ دین کی شاگردی کے باوجود
امام ابو حنیفہؒ کو رفع یدین کی حدیث کا علم نہ ہو سکا۔ کیا ان ائمہ
نے رفع یدین کی حدیث کو چھپا لیا، اپنے شاگرد کو یہ حدیث
نہیں پڑھائی ؟

امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ کی طرف نظر ڈالئے تو وہ بھی رفع
یدین کی حدیث کے راوی ہیں۔ مثلاً امام محمدؒ، امام عافیہؒ،
امام وکیعؒ، امام فضل بن دکینؒ، امام ابراہیم بن طہمانؒ وغیرہ
یہ سب رفع یدین کی حدیث کے راوی ہیں۔ لیکن حیرت کا مقام ہے کہ انہوں نے
امام ابو حنیفہ سے رفع یدین یا عدم رفع یدین کی کوئی حدیث روایت نہیں
کی۔ پھر یحییٰ بن سعید القطان، امام عبداللہ بن مبارک، امام
عبدالرزاق بھی امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں اور یہ لوگ بھی
رفع یدین کی حدیث کے راوی ہیں اور رفع یدین کے عامل

بھی۔ پھر ان شاگردوں کے شاگرد بھی بڑے بڑے ائمۂ دین ہیں، وہ بھی تقریبًا سب کے سب رفع یدین کے ناقل اور عامل ہیں۔ غرضکہ امام ابوحنیفہؒ کے اُوپر اور نیچے کے تمام محدّثین رفع یدین کرتے تھے۔ صرف ایک امام ابوحنیفہؒ بیچ میں رہ جاتے ہیں۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ یہ قول کہ "رفع یدین کی کوئی حدیث صحیح نہیں" امام ابوحنیفہؒ کی طرف غلط منسوب ہے۔

(۲) اگر فرض کر لیا جائے کہ امام ابوحنیفہؒ کا یہ دعویٰ صحیح تھا کہ رفع یدین کی کوئی حدیث صحیح نہیں تو پھر جب امام اوزاعیؒ نے مع سند کے حدیث بیان کی تو اپنے دعوے کے مُطابق اس حدیث کی سند کو ضعیف ثابت کرنا چاہیئے تھا لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا، گویا صحت کے قائل ہو گئے۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ نے ایک صحیح حدیث کے مقابلہ میں دوسری صحیح حدیث پیش کر دی۔ یہ صورت بھی مناسب نہیں

یہ تو حدیثوں میں ٹکراؤ پیدا کرنا ہے۔ اگر دونوں صحیح ہیں تو دونوں کو ماننا ہے۔ پھر طرفہ یہ کہ امام ابو حنیفہؒ کی بیان کردہ حدیث میں صراحت کے ساتھ رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنیکا کوئی ذکر ہی نہیں۔

مناظرہ کا تجزیہ بلحاظِ سند اس مناظرہ کی سند میں تین کذاب راوی ہیں:۔

۱۔ سلیمان شاذکونی۔ جس کے متعلق امام ابن حبان کہتے ہیں:۔

یکذب ویضع الحدیث — سلیمان جھوٹ بولتا تھا اور حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ {التحقیق الراسخ ص۱۷۵}

۲۔ حارثی، یہ بھی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

۳۔ محمد بن ابراہیم رازی دجال تھا۔ حدیثیں بناتا تھا۔

{حیات ابو حنیفہؒ مؤلفہ ابو زہرہ کا حاشیہ ص۴۲۹}

اس مناظرہ کے تین راوی حدیثیں گھڑنے والے ہیں۔

الغرض یہ مناظرہ سنداً اور متناً دونوں طرح باطل اور جھوٹ

ہے اور محض رفع یدین کی دشمنی میں بنایا گیا ہے۔

ظن وتخمین سے رفع یدین کا انکار | جو لوگ رفع یدین کے قائل نہیں تھے انہوں نے ظن وتخمین کی بنیاد پر رفع یدین کی صحیح حدیث کو تسلیم نہیں کیا۔ مثلاً جب ابراہیم نخعی کے سامنے حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت کردہ رفع یدین کی حدیث کا ذکر آیا تو کہنے لگے وائلؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ عبداللہ (بن مسعودؓ) نے پچاس مرتبہ رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ {طحاوی}

تجزیہ | ابراہیم نخعی کا یہ کہنا کہ ابنِ مسعودؓ نے پچاس مرتبہ رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھا محض دعوٰی ہے، کسی حدیث میں ایسے لفظ نہیں ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:۔

"یہ ابراہیم نخعی کا محض ظن ہے کہ وائلؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کرتے دیکھا، حالانکہ وائلؓ نے خود بیان

کیا ہے کہ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرامؓ کو کئی مرتبہ رفع یدین کرتے دیکھا اور وائلؓ ان گمانوں کے محتاج نہیں اس لئے کہ ان کا معائنہ و مشاہدہ دوسرے کے گمان سے بہت بہتر ہے۔"

{جزء رفع الیدین صـ۲۳}

رفع یدین کے خلاف حدیثیں گھڑی گئیں | دشمنانِ اسلام جو صلوٰۃ کی ہیئتِ مسنونہ کے بگاڑنے میں سر توڑ کوشش کر رہے تھے، اُنہوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ حدیث کے متن میں تحریف کی کوشش کی، صحیح حدیث کو بے محل پیش کیا، مناظرہ گھڑا، بلکہ انہوں نے یہ بھی کیا کہ رفع یدین کے خلاف بہت سی حدیثیں گھڑیں۔ مثلاً:

۱۔ منافقین آستینوں اور بغلوں میں بُت رکھ کر لاتے تھے، بتوں کو گرانے کے لئے رفع یدین کیا گیا، بعد میں چھوڑ دیا گیا۔

اِس حدیث کا کہیں پتہ نہیں، البتہ جہلاء کی زبانوں پر گھومتی رہتی ہے۔

۲۔ نہایہ کے مصنّف نے تین حدیثیں اپنی کتاب میں نقل کیں۔ (الف) حضرت ابن زبیرؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رفع یدین کیا تھا، بعد میں چھوڑ دیا۔

(ب) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رفع یدین ترک کر دیا۔

(ج) ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ اُٹھائے، ہم نے بھی اُٹھائے۔ آپؐ نے ہاتھ اُٹھانا چھوڑ دیا ہم نے بھی چھوڑ دیا۔

یہ تینوں روایتیں موضوع اور بے سند ہیں۔

۳۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ عشرہ مبشّرہ صحابی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

یہ بھی موضوع ہے۔ مولوی عبدالحئی صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں "لاعبرۃ بھٰذا الاثر مالم یوجد سندہ" یعنی اس اثر کا کوئی اعتبار نہیں جب تک اس کی سند نہ ملے {التعلیق الممجد ص۷}

۴۔ مجاہدؒ کہتے ہیں میں ابن عمرؓ کے ساتھ دس سال رہا، لیکن میں نے اُن کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

یہ روایت بھی بے سند اور جھوٹی ہے۔

۵۔ عباد بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ {بیہقی}

اوّل تو یہ روایت مرسل ہے، مزید برآں اس کی سَند میں تین راوی ضعیف ہیں۔ حفص بن غیاث کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ محمّد بن ابی یحییٰ متکلم فیہ ہے اور محمّد بن اسحٰق بن ابراہیم بن محمّد بن عکاشہ حدیثیں بناتا تھا {تسہیل القاری} الغرض یہ حدیث ابن عکاشہ کی وضع کردہ ہے۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے {بیہقی} امام بیہقی نے امام حاکم کا قول نقل کیا ہے کہ "یہ حدیث بناوٹی ہے۔"

۷۔ ابنِ مسعودؓ نے فرمایا "میں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھی، یہ لوگ ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے مگر شروع صلوٰۃ میں۔" {بیہقی وغیرہ}

اِس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابن جوزیؒ، امام ابن تیمیہؒ اور امام شوکانیؒ نے موضوع کہا ہے۔ {تسہیل القاری و الفوائد المجموعۃ}

۸۔ ابنِ مسعودؓ کہتے ہیں "مَیں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے، ابوبکرؓ وعمرؓ کے پیچھے ۱۲ سال اور علیؓ کے پیچھے کوفہ میں پانچ سال صلوٰۃ ادا کی، یہ لوگ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔"

یہ حدیث بھی گھڑی ہوئی ہے۔ اس حدیث کا ایک راوی اصبغ بن خلیل ہے، یہ مالکی مذہب کا مفتی تھا، حدیث کے علم

سے کورا، علمِ حدیث اور اصحابِ حدیث کا دشمن تھا۔ اُس نے مالکی مذہب کی تائید میں یہ حدیث بنائی۔ حضرت ابن مسعودؓ کا انتقال حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوگیا تھا، لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ میں نے کوفہ میں علیؓ کے پیچھے پانچ سال تک صلوٰۃ ادا کی کس قدر مضحکہ خیز ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصبغ علمِ تاریخ سے بھی نابلد تھا ورنہ حدیث بناتے وقت ایسی فاحش غلطی نہ کرتا {تذکرۃ الموضوعات ص۳۹}

۹۔ ترکِ رفع کی حدیثیں بناتے بناتے بعض دشمنانِ اسلام کو یہاں تک سوجھی کہ ایسی حدیثیں بنانے لگے کہ جو شخص رفع یدین کریگا اُس کی صلوٰۃ نہ ہوگی۔ اس قسم کی ایک روایت محمد بن عکاشہ نے حضرت انسؓ کے حوالہ سے بنائی اور ایک روایت مامون بن احمد سلمی نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالہ سے بنائی۔ دونوں جھوٹی ہیں۔ {تسہیل القاری شرح صحیح بخاریؒ}

رفع یدین کرنے پر مار پیٹ صلوٰۃ کی ہیئتِ مسنونہ خصوصاً رفع یدین کے خلاف جو سازش کی گئی وہ عدم تشدد تک ہی محدود نہ رہی۔ دھوکا، فریب بھی جب لوگوں نے رفع یدین نہیں چھوڑا تو رفع یدین کرنے پر زدوکوب کیا جانے لگا۔ مثلاً ایک شخص نے اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر کوڑوں سے مارا۔ ایک دن وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے ملاقات کرنے آیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے جب اجازت طلب کی گئی تو فرمایا:۔

(ھو) الذی جلد اخاہ فی ان رفع یدیہ۔	یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر کوڑے مارے تھے۔

پھر فرمایا:۔

ان کنا لنؤدب علیہ ونحن غلمان	ہم لڑکے تھے، مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے، رفع یدین کرنے

في المدينة۔	کیلئے ہمیں تأدیب کی جاتی تھی۔
فلم یاذن لہ۔ {جزء رفع اليدين ص۹ وسندہ حسن}	پھر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اُسے اجازت نہیں دی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق ہے کہ:۔

كان اذا رأى رجلاً لا يرفع يديه اذا ركع واذا رفع رماه بالحصى۔ {جزء رفع اليدين للامام البخاري ص۹ وسندہ حسن}	وہ جب کسی کو دیکھتے کہ رُکوع سے پہلے اور رُکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتا تو اُس کو کنکریاں مارتے تھے۔

ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ صحابہؓ اور اکابر تابعین کے دَور میں مدینہ منورہ میں بچوں کو رفع یَدین بڑے اہتمام سے سکھایا جاتا تھا، اور اس کے ترک پر تنبیہ کی جاتی تھی۔ لیکن ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ رفع یَدین کرنے پر مارا جانے لگا۔ اس کی ابتداء دشمنانِ اسلام نے کی۔ نتیجۃً فرقہ بندی پیدا ہوئی، پھر فرقہ

پرستوں نے نہ صرف یہ کہ حدیثیں گھڑیں بلکہ رفع یدین کرنے والوں کو سزا بھی دینے لگے۔ مثلاً

۱۔ مالکیوں سے پوچھا گیا کہ تم لوگ رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ اپنے کو زدوکوب سے بچانے کیلئے۔

{احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام للعلامہ ابن دقیق العید}

۲۔ ایک شخص نے اپنے مذہب سے علیحدہ ہو کر رفع یدین کرنا شروع کیا۔ شیخ ابو حفص نے بادشاہ سے شکایت کی۔ بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کو سر بازار کوڑے مارے جائیں۔ سزا کے ڈر سے اُس نے رفع یدین ترک کر دیا۔ {الارشاد حصہ اول ص۱۸۱ مصنفہ حکیم ابو یحییٰ محمد صاحب شاہجہان پوری بحوالہ فتاوٰی حمادیہ تاتارخانیہ}

الغرض اس قسم کے بہت سے واقعات پیش آئے، ماضی قریب میں بھی اسی روایت کو دوہرایا گیا۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ بھی اس کی گواہ ہے۔

خلاصہ | دشمنانِ اسلام اور ان کے جانشین متعصّب فرقہ پرستوں نے رفع یدین کے خلاف جو سازشیں کیں اُن کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) صحیح حدیثوں کو بے موقع و بے محل استعمال کیا گیا۔

(۲) عدم ذکر کو ذکر پر ترجیح دی گئی۔

(۳) متنِ حدیث میں تحریف کی گئی۔

(۴) رفع یدین کے خلاف حدیثیں بنائی گئیں، مناظرہ گھڑا گیا۔

(۵) بعض اچھے لوگ بھی اس سے متأثّر ہو کر رفع یدین کا مذاق اُڑانے لگے، ظن وتخمین سے مستند حدیثوں کو مسترد کرنے لگے۔

(۶) رَفع یَدین کرنے پر زدوکوب کیا گیا اور زبردستی تَرک کروایا گیا۔

ماضی قریب اور موجودہ زمانہ میں رفع یدین چھوڑنے کا خوشنما بہانہ

ماضی قریب میں جہاد کی ایک تحریک جاری ہوئی۔ تحریک نے کافی ترقی اور کامیابی حاصل کی۔ لیکن آخر میں ایک خوشنما وسوسہ دل میں آیا کہ "کہیں ایسا نہ ہو کہ رفع یدین سے عام لوگ متنفر ہو کر ہمارا ساتھ چھوڑ دیں اور تحریکِ جہاد اور تبلیغِ توحید ختم ہو جائے۔ توحید، جہاد اور انعقادِ خلافت یقیناً سنّت سے زیادہ اہم چیزیں ہیں" لہٰذا رفع یدین چھوڑ دیا گیا۔ پھر کیا ہوا، یہ سب کو معلوم ہے۔ کامیابی، ناکامی سے بدل گئی۔ ترکِ سنّت کے وبال نے تحریک کا خاتمہ کر دیا۔

موجودہ زمانہ میں بھی بعض تحریکیں توحید کی بنیاد پر چل رہی ہیں، اور اسی خوشنما وسوسہ نے رفع یدین کی سنّت سے ان

لوگوں کو محروم کر دیا ہے۔

بعض لوگوں کے دلوں میں ایک اور خوشنما وسوسہ بھی آتا ہے۔ ہو سکتا ہے بعض لوگ اسے اپنی کمزوری چھپانے کا ذریعہ بھی سمجھتے ہوں۔ وہ وسوسہ یہ ہے کہ کیونکہ بعض صحیح حدیثوں میں صرف ایک مرتبہ کے رفع یدین کا ذکر ہے لہذا وہ لوگ اسے ترک رفع کا ثبوت سمجھتے ہیں اور پھر یہ خیال قائم کر لیتے ہیں کہ اس کا ترک بھی جائز ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا ورنہ بہت سی صحیح حدیثیں ایسی ہیں جن میں ایک مرتبہ کے رفع یدین کا بھی ذکر نہیں۔ مثلاً صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ناواقف کو صلوٰۃ کا طریقہ بتایا تو اس میں نہ شروع کے رفع یدین کا ذکر کیا نہ ہاتھ باندھنے کا، تو کیا اس حدیث کی رو سے شروع کے رفع یدین کا ترک بھی جائز ہے، کیا ہاتھ چھوڑ کر صلوٰۃ پڑھنا بھی جائز ہے؟

ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ان چیزوں کو سُنّت سمجھتے ہیں اور ترکِ سُنّت کو جائز سمجھتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں ان چیزوں کو بھی چھوڑا جا سکتا ہے لیکن تعجب ہے تو یہ کہ آج تک کسی نے ایسا کیا نہیں۔ ترکِ سُنّت کے جواز کا نزلہ صرف رفع یدین عندالرکوع پر ہی گرتا ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ کمزوری کی علامت نہیں، جس چیز میں لوگوں کی مخالفت کا ڈر نہیں اُسے کر لیا اور جس چیز میں لوگوں کی مخالفت کا ڈر ہے اُسے چھوڑ دیا۔

صحیح بخاری، ابوداؤد وغیرہ میں حضرت ابوحمید ساعدیؓ کی بیان کردہ ایک بہت طویل حدیث ہے لیکن ہاتھ باندھنے کا ذکر اس میں بھی نہیں ہے۔ صحابۂ کرامؓ کی ایک جماعت نے اس حدیث کی تصدیق کی تو کیا اب ہم یہ فیصلہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ہاتھ چھوڑ کر صلٰوۃ پڑھنا جائز ہے۔ اگر ناجائز ہوتا تو صحابۂ کرامؓ تصدیق کیسے کرتے۔ حالانکہ اس حدیث

میں بھی اتفاقاً اس کا ذکر کسی وجہ سے رہ گیا ہے۔ اسے عدم ذکر کہیں گے اور عدم ذکر سے عدم شئے ثابت نہیں ہوگا لہٰذا ہاتھ چھوڑ کر صلوٰۃ پڑھنا کسی صورت میں بھی جائز نہ ہوگا۔

حضرت مطرفؒ کہتے ہیں کہ میں نے اور حضرت عمرانؓ نے حضرت علیؓ کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی۔ وہ جب سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے، جب سر اُٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے، اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔ جب اُنہوں نے صلوٰۃ ختم کی تو حضرت عمرانؓ نے فرمایا "انہوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کے مطابق صلوٰۃ پڑھائی"۔ {صحیح بخاری باب اتمام التکبیر فی السجود}

اس حدیث میں تین یا چار رکعت کی صلوٰۃ میں صرف تین جگہ اللہ اکبر کہنے کا ذکر ہے تو کیا باقی مواقع پر اللہ اکبر نہ کہا جائے تو جائز ہے؟ نہیں، یہ نتیجہ صحیح نہیں۔ یہاں بھی عدم ذکر ہے۔ لہٰذا ترکِ تکبیر کا کوئی ثبوت نہیں۔

الغرض رَفع یدَین مختلف بہانوں سے چھوڑا گیا۔ کبھی اس کے کرنے والے اکثریت میں تھے، اب نہ کرنے والے اکثریت میں ہیں۔ لیکن اکثریت ان ہی کی قابلِ اتباع ہے جن کی طرف والذین اتبعوھم باحسان میں اشارہ ہے۔

⑬ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑنا یا ہاتھ باندھنا

رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں یہ روایت پیش کی جاتی ہے۔ حضرت وائلؓ فرماتے ہیں :۔

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ قَائِمًا فِي الصَّلٰوةِ قَبَضَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ (نسائی باب وضع اليمين على الشمال فی الصلوٰة جزء اول صؔ ۱۰۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ کو پکڑ لیا کرتے تھے۔

رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے والے کہتے ہیں کہ رکوع کے بعد کھڑا ہونا بھی قیام ہے لہذا اس قیام میں بھی ہاتھ باندھنے چاہیئں۔

جوابات اس دعوے کا جواب کئی طرح سے دیا جا سکتا ہے :-

پہلا جواب ان لوگوں کا دعویٰ خاص ہے اور دلیل جو یہ پیش کر رہے ہیں عام ہے لہذا اس سے حجّت قائم نہیں ہوگی۔ انہیں چاہیئے کہ کوئی ایسی صریح حدیث پیش کریں جس میں رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد ہاتھ باندھنے کا ذکر ہو۔ دعویٰ خاص کے لئے دلیل بھی خاص چاہیئے۔

دوسرا جواب یہ تو صحیح ہے کہ لغوی اعتبار سے رکوع کے بعد کھڑا ہونا قیام ہے لیکن شرعی اصطلاح میں رکوع کے بعد کھڑا ہونا قیام نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل روایت اس

کی تائید کرتی ہے۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں :-

كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب استواء الظہر فی الرکوع جزء اول ص۲)

قیام اور قعود کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع، آپ کے سجدے، دونوں سجدوں کے درمیان (بیٹھنا) اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے یہ سب تقریباً برابر ہوتے تھے۔

اس روایت میں حضرت براءؓ نے قیام کا علیحدہ ذکر کیا اور رکوع سے سر اٹھانے کا علیحدہ ذکر کیا۔ رکوع سے سر اٹھانے کو قیام نہیں کہا لہذا ثابت ہوا کہ قیام اور رکوع

سے سَر اٹھانے میں فرق ہے۔ قیام میں ہاتھ باندھنے کی دلیل سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے پر استدلال صحیح نہیں۔

تیسرا جواب اس حدیث کے روایت کرنے والے حضرت وائلؓ ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے متکلم کے منشار کو متکلم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا لہذا حضرت وائلؓ اپنی روایت کردہ حدیث کا جو مطلب بتائیں گے وہی صحیح ہوگا، باقی مطالب غلط ہوں گے۔

حضرت وائلؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّهٗ رَاٰى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ	میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ	وسلم کو دیکھا کہ (جب) آپؐ صلوٰۃ
حِيْنَ دَخَلَ فِى الصَّلٰوةِ	میں داخل ہوئے تو دونوں ہاتھ
كَبَّرَ وَصَفَ هَمَّامٌ	اٹھائے (اور) اللہ اکبر کہا۔ ھمام
حِيَالَ اُذُنَيْهِ ثُمَّ	نے بتایا کہ آپ نے دونوں ہاتھوں

الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ
وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى
عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا
اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ
يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ
ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ
فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ
اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ
يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ
سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔
(صحیح مسلم باب وضع یدہ الیمنی علی
الیسریٰ جزء اول ص۱۷۱)

کو اپنے کانوں کے سامنے کرلیا،
پھر اپنا کپڑا اوڑھ لیا، پھر آپ
نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ
پر رکھ لیا پھر جب رکوع کا ارادہ
کیا تو ہاتھوں کو کپڑے سے
باہر نکالا، پھر ان دونوں کو
اٹھایا، پھر اللہ اکبر کہا، پھر
رکوع کیا، پھر جب سَمِعَ اللّٰہُ
لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا تو (پھر) دونوں
ہاتھوں کو اٹھایا، پھر جب
سجدہ کیا تو دونوں ہتھیلیوں
کے درمیان سجدہ کیا۔

اس حدیث میں حضرت وائلؓ نے خود بتا دیا کہ انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قیام میں ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا تھا۔ نسائی کی مندرجہ بالا حدیث مجمل ہے اور صحیح مسلم کی یہ حدیث مفصل ہے گویا یہ حدیث نسائی کی حدیث کی تشریح کرتی ہے، حضرت وائل رضؓ کا جو منشار تھا اس حدیث میں اس کی وضاحت انہوں نے خود کر دی۔ حضرت وائل رضؓ کی اس صراحت کے بعد ان کے الفاظ کے ایسے معنیٰ کرنا جو اُن کی منشار کے خلاف ہے بہت بڑی زیادتی ہے۔

(نوٹ :۔ اس حدیث میں حضرت وائل رضؓ سے روایت کرنے والے ان کے بیٹے علقمہ اور ان کے آزاد کردہ غلام ہیں)۔

اس مضمون کی دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت وائل فرماتے ہیں :۔

قُلْتُ لَاَ نْظُرَنَّ اِلٰی میں نے کہا میں ضرور رسول اللہ

صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کو
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّيْ	دیکھوں گا کہ آپ کس طرح صلوٰۃ
فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَقَامَ فَكَبَّرَ	ادا کرتے ہیں۔ الغرض میں نے
وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا	آپ کو دیکھا، آپ کھڑے ہوئے
بِاُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ	اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھ اٹھائے
الْيُمْنٰى عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى	یہاں تک کہ ہاتھ کانوں کے
وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ	سامنے آگئے، پھر سیدھا ہاتھ
فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ	الٹے ہاتھ کی ہتھیلی، پہونچے
رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا	اور کلائی پر رکھ لیا، پھر جب
قَالَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى	رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو ہاتھوں
رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ	کو اسی طرح اٹھایا، (پھر رکوع
رَاْسَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا	کیا) اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ
ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ	لیا، پھر جب رکوع سے سر اٹھایا

بِحِذَاءِ اُذُنَيۡهِ ثُمَّ قَعَدَ تو اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھائے

.... (نسائی باب موضع الیمین پھر سجدہ کیا اور اپنی ہتھیلیوں

من الشمال فی الصلوٰۃ جزء اول ص۱۴۱) کو کانوں کے محاذ میں رکھا، پھر

آپ بیٹھ گئے ...... الخ

(نوٹ :۔ اس حدیث کو حضرت وائل رضؓ سے روایت کرنے والے

کلیب ہیں اور اس حدیث کی سند صحیح ہے)۔

ابوداؤد میں حضرت وائل کے الفاظ یہ ہیں :۔

قُلۡتُ لَاَنۡظُرَنَّ اِلٰی صَلٰوۃِ میں نے کہا میں ضرور رسول اللہ

رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کو دیکھوں

وَسَلَّمَ كَيۡفَ يُصَلِّیۡ قَالَ گا کہ آپ کس طرح صلوٰۃ ادا فرماتے

فَقَامَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ ہیں، (میں نے دیکھا) رسول اللہ

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَاسۡتَقۡبَلَ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے

الۡقِبۡلَةَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيۡهِ آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا، پھر

حَتّٰی حَاذَتَا اُذُنَیْہِ ثُمَّ	اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھوں
اَخَذَ شِمَالَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَلَمَّا	کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ کانوں
اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ رَفَعَھُمَا	کے سامنے آگئے، پھر آپ نے اپنے
مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ وَضَعَ یَدَیْہِ	سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ کو پکڑ
عَلٰی رُکْبَتَیْہِ قَالَ فَلَمَّا	لیا، پھر جب رکوع کرنے کا ارادہ
رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ	کیا تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح
رَفَعَھُمَا مِثْلَ ذٰلِکَ فَلَمَّا	اٹھایا، پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے
سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَہٗ بِذٰلِکَ	گھٹنوں پر رکھ لئے، پھر جب رکوع
الْمُنْزِلِ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ	سے سر اٹھایا تو ہاتھوں کو اسی
ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَہٗ	طرح اٹھایا، پھر جب سجدہ کیا تو
الْیُسْرٰی وَوَضَعَ یَدَہٗ	اپنے سر کو ہاتھوں کے درمیان
الْیُسْرٰی عَلٰی فَخِذِہٖ	اسی جگہ رکھا (یعنی کانوں کو
الْیُسْرٰی وَحَدَّ مِرْفَقَہٗ	ہتھیلیوں کے سامنے رکھا)، پھر

الْاَيْمَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى
وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَقَ
حَلْقَةً .... (ابوداؤد
باب تفریع افتتاح الصلوٰۃ جزء اول
ص۱۱۲) وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ
وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى
فَخِذِهِ الْيُمْنٰى
(ابوداؤد والطیالسی ص۱۳۷) وسندہ صحیح

آپ بیٹھ گئے اور الٹے پیر کو بچھایا
پھر آپ نے الٹے ہاتھ کو الٹی ران
پر رکھا اور اپنی سیدھی کہنی کو سیدھی
ران پر تان لیا، پھر دو انگلیوں کو
بند کر لیا اور (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے
کا) حلقہ بنایا۔ ابوداؤد وطیالسی
کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ
آپ نے اپنی سیدھی ہتھیلی کو
سیدھی ران پر رکھ لیا۔

مندرجہ بالا احادیث میں خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں۔ حضرت وائل رضؓ نے کس صراحت کے ساتھ ہاتھوں کے باندھنے کے مقام کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ہر رکن میں ہاتھوں کی جگہ بتائی۔ رکوع سے پہلے ہاتھوں کی جگہ بتائی، رکوع میں

ہاتھوں کی جگہ بتائی، سجدہ میں ہاتھوں کی جگہ بتائی، جلسہ میں ہاتھوں کی جگہ بتائی لیکن رکوع کے بعد کی حالت میں ہاتھوں کی جگہ نہیں بتائی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد ہاتھ نہیں باندھتے تھے۔

ایک اعتراض اس حدیث میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں ہے اور عدم ذکر سے عدم شئے ثابت نہیں ہوتا لہٰذا اس حدیث میں ہاتھ چھوڑنے کی کوئی دلیل نہیں۔

اعتراض کا جواب اگر کسی حدیث میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کی صراحت ہوتی تو پھر یقیناً عدم ذکر سے عدم شئے ثابت نہیں ہوتا لیکن کسی بھی حدیث میں رکوع کے بعد باندھنے کی صراحت نہیں لہٰذا ایسی صورت میں عدم ذکر عدم شئی کو مستلزم ہے۔

خلاصہ الغرض حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے خود بتا دیا کہ انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع سے پہلے ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے کسی بھی حدیث میں یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع کے بعد ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا۔ حضرت وائل رضؓ نے ہر رکن میں ہاتھوں کی جگہ بتائی اور صراحت کے ساتھ بتائی لیکن نہیں بتائی تو رکوع کے بعد کی حالت میں ہاتھوں کی جگہ نہیں بتائی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت وائل رضؓ کی مجمل روایت سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے پر استدلال صحیح نہیں۔

رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے والوں سے ایک فیصلہ کن سوال

ہاتھ باندھنے والوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد ہاتھ باندھتے تھے۔ ہم اسے تسلیم کئے لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ باندھتے تھے تو صحابۂ کرام بھی ہاتھ باندھتے ہوں گے، پھر تابعین بھی ہاتھ باندھتے ہوں گے اور اسی طرح یہ سلسلہ آگے چلتا رہا ہوگا۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ ہمیں وہ موڑ بتایا جائے جس موڑ پر پہنچ کر لوگوں نے ہاتھ باندھنے کے فعل کو یکلخت چھوڑ دیا، کسی ایک نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی، نہ محدثین نے اس سلسلہ میں کوئی جزء تالیف کیا اور نہ اپنی کتابوں میں اس مضمون پر باب باندھے۔ ہر سنّت جب چھوڑی گئی اس کے خلاف آواز اٹھی، اختلاف ہوا، لیکن یہ کیسی سنّت تھی کہ سب نے اسے چھوڑ دیا اور کسی ایک نے بھی اس ترکِ سنّت کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ ایک متواتر سنّت کو چھوڑ کر خلاف سنّت عمل شروع کر دیا۔

سنّت کی جگہ بدعت نے لے لی اور سب خاموش رہے۔

یہ کیسے ممکن ہے؟

خلاصہ ہم نے جس موڑ کے متعلق سوال کیا ہے ظاہر ہے کہ ہاتھ باندھنے والوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ باہمی مذاکرہ میں وہ اس سوال کا جواب نہیں دے سکے، لہذا یہ کہنا صحیح ہے کہ رکوع کے بعد کبھی ہاتھ باندھے ہی نہیں گئے، ہمیشہ ہاتھ چھوڑے گئے اور یہی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے قرناً بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسلٍ تسلسل اور تواتر کے ساتھ منتقل ہوتا رہا اور آج اُسی تواتر عملی پر ہمارا عمل ہے۔

جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عملاً متواتر چلا آرہا ہو اس پر آبائی تقلید کا طعن اہلِ علم کے شایانِ شان نہیں۔ آبائی تقلید میں وہ عمل گمراہی ہوتا ہے جس کا سلسلہ کسی نبی تک نہ پہنچتا ہو۔ مزید برآں ہاتھ چھوڑنے کا عمل

پوری اُمّت کا متواتر عمل ہے، اس کو آبائی تقلید سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

کونسا عملی تواتر حجت نہیں اور کونسا عملی تواتر حجت ہے

کسی عمل کا تواتر اُس صورت میں ہرگز حجت نہیں ہوگا جب وہ عمل احادیث اور آثارِ صحابہ کے خلاف ہو اس لئے کہ عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ میں کسی عمل کا نہ ہونا اس کے تواتر کے منافی ہے۔ جب ابتداء ہی میں عمل نہ ہو تو تواتر باقی ہی نہیں رہے گا لیکن اگر کوئی عمل متواتر چلا آرہا ہو اور عہدِ رسالت یا عہدِ صحابہ میں اس کے ٹوٹنے کا مطلقاً ثبوت نہ ہو تو وہ عمل حجت ہوگا۔

حجت قاطعہ مندرجہ ذیل حدیث میں واضح طور پر ہاتھ گرانے کا ذکر ہے:

ثُمَّ يَمْكُثُ قَائِمًا حَتّٰى يَقَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهٖ ثُمَّ يَهْبِطُ سَاجِدًا

پھر آپ کچھ دیر اس حالت میں کھڑے رہتے کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر گری ہوئی ہوتی پھر سجدہ کرتے۔ (حتّٰی کے معنی کے لئے امام راغب کی کتاب مفردات القرآن اور مشہور لغت محیط المحیط ملاحظہ ہو)

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ عن ابی حمید سندہٗ صحیح۔ جزء اول ص۲۲۵)

(۱۴)

رکوع میں ملنے سے رکعت شمار نہ کرنا

یہ چیز تو متفق علیہ ہے کہ صلوٰۃ میں قیام اور قرأت فرض ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت شمار ہوگی یا نہیں۔

رکوع میں ملنے والے کو نہ قیام ملتا ہے اور نہ قرأت، گویا اُس رکعت میں اس کے دو فرض چھوٹ جلتے ہیں۔ رکعت ناقص رہ جاتی ہے لہٰذا اس رکعت کا نہ ہونا بالکل ظاہر ہے البتہ اگر ایسی کوئی حدیث مل جائے جس میں یہ ہو کہ رکوع میں ملنے سے رکعت مل جاتی ہے تو پھر سب کو اس کا قائل ہونا پڑے گا لیکن ایسی کوئی صریح، صحیح مرفوع حدیث موجود نہیں، جو حدیثیں اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہیں انہیں ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں اور

ان پر جو کلام کیا گیا ہے اسے بھی تحریر کر رہے ہیں :-

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَهَا قَبْلَ اَنْ يُّقِيْمَ الْاِمَامُ صُلْبَهٗ	جس نے صلوٰۃ میں سے ایک رکعت پالی قبل اس کے کہ امام اپنی پیٹھ سیدھی کرے تو اس نے صلوٰۃ کو پالیا۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی یحییٰ بن حمید ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں :-

اما یحیٰی بن حمید فمجهول لا یعتمد علے حدیثه	یحییٰ بن حمید مجہول ہے، اس کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔

(جزء القراءۃ ص۵)

امام بخاریؒ نے اس حدیث کی متعدد اسناد بیان کر کے ثابت کیا ہے کہ اس حدیث کا متن دراصل یہ ہے :۔

مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً وَّاحِدَةً فَقَدْ اَدْرَكَهَا۔	جس نے صلوٰۃ میں سے ایک رکعت پالی تو اس نے صلوٰۃ پالی۔

(جزء القراءة ص۵)

کیونکہ حدیث زیر بحث کا ایک راوی مجہول ہے، اس نے حدیث کی روایت میں ثقہ لوگوں کی مخالفت کی ہے، متن کو بدل دیا ہے لہٰذا یہ حدیث قابل حجت نہیں۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اِذَا جِئْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا	جب تم صلوٰۃ کے لئے آؤ اور ہم سجدہ کر رہے ہوں تو سجدہ کرو

وَلَا تَعُدُّوْهَا شَيْئًا وَ اور اُسے کچھ بھی شمار نہ کرو اور

فِيْ رِوَايَةٍ وَمَنْ اَدْرَكَ جس نے رکعت پائی اس نے

رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ نماز پائی۔

الصَّلٰوةَ

اس حدیث کی سند میں ایک راوی یحییٰ بن سلیمان ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں :۔

يَحْيٰى هٰذَا مُنْكَرُ الحديث یحییٰ منکر الحدیث ہے۔

(جزء القراءۃ ص۵۶)

آگے لکھتے ہیں :۔

وَلا يقوم به الحجة اس سے حجت قائم نہیں ہوتی۔

(جزء القراءۃ ص۵۶)

الغرض یہ حدیث بھی ناقابل حجّت ہے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ (صحیح بخاری باب من ادرك من الصلٰوۃ رکعۃ)

جس نے صلوٰۃ میں سے ایک رکعت پالی اس نے صلوٰۃ پالی۔

جو لوگ رکوع میں ملنے سے رکعت مانتے ہیں وہ اس حدیث میں رکعت کے معنی رکوع کرتے ہیں اور صلوٰۃ کے معنی رکعت کرتے ہیں۔ ان کے لحاظ سے حدیث مذکور کا ترجمہ یہ ہوا :-

"جس نے رکعت میں سے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی"

یہ ترجمہ صحیح نہیں اس لئے کہ اس میں دو لفظوں کے بلا ضرورت ایسے معنی کئے گئے ہیں جو اصطلاحاً معروف نہیں لہٰذا یہ حدیث بھی حجت نہیں۔

انتباہ مندرجہ بالا تینوں حدیثیں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہیں، اگر یہ حدیثیں اس بات پر دلالت کرتیں کہ رکوع میں ملنے سے رکعت مل جاتی ہے تو حضرت ابوہریرہؓ بھی اسی کے قائل ہوتے لیکن حضرت ابوہریرہؓ رکوع میں ملنے سے رکعت شمار کرنے کے قائل نہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔

لَا يَجْزِيْكَ اِلَّا اَنْ	تمہارے لئے کافی نہیں مگر
تُدْرِكَ الْاِمَامَ قَائِماً	یہ کہ تم امام کو اس سے پہلے
قَبْلَ اَنْ يَّرْكَعَ	کہ وہ رکوع کرے کھڑا ہوا نہ

(جزء القراءۃ للبخاری ص۳۵ وسندہ صحیح) پاؤ۔

۴۔ حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں :۔

اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ	وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	وسلم کے پاس پہنچے تو رسول اللہ

وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ	صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں
اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ	تھے، انہوں نے صف میں شامل
فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى	ہونے سے پہلے رکوع کر دیا، اس
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ	بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ
زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصَكَ	علیہ وسلم سے کیا گیا۔ آپؐ نے
وَلَا تَعُدْ	فرمایا اللہ تمہاری حرص زیادہ کرے،

(صحیح بخاری باب اذا رکع دون الصف) آئندہ ایسا نہ کرنا۔

رکوع میں ملنے سے رکعت شمار کرنے والے اس حدیث میں " وَلَا تَعُدْ " کو " وَلَا تُعِدْ " پڑھتے ہیں، اگر ان کی یہ بات صحیح مان لی جائے تو ترجمہ یہ ہوگا :-

" اللہ تمہاری حرص کو زیادہ کرے، نہ لوٹاؤ۔"

یہ ترجمہ خود بتا رہا ہے کہ " وَلَا تُعِدْ " صحیح نہیں۔ کتنی بے جوڑ عبارت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

منسوب کی جارہی ہے۔ آخر" نہ لوٹاؤ" کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ کیا انہوں نے پوچھا تھا کہ اس صلوٰۃ کو لوٹاؤں تو اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"(نہیں تمہاری صلوٰۃ ہوگئی) اور (اب) تم (صلوٰۃ) نہ لوٹاؤ۔"

لیکن ایسی کوئی بات حدیث میں موجود نہیں لہذا "وَلاَ تُعِدْ" کسی حال میں صحیح نہیں۔

پھر اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ انہوں نے رکوع میں شامل ہو جانے کی وجہ سے اس رکعت کو شمار کیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے کے بعد اس رکعت کو ادا نہیں کیا تھا اور جب یہ چیز حدیث میں نہیں تو یہ حدیث رکوع میں ملنے سے رکعت شمار کرنے کی دلیل کیسے ہو سکتی ہے۔

پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ پہلی رکعت کے رکوع میں ملے تھے یا کسی اور رکعت کے رکوع میں ملے تھے۔ اگر کسی اور رکعت کے رکوع میں ملے تھے تو پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے کے بعد ضرور فوت شدہ رکعتیں پڑھی ہوں گی، ہو سکتا ہے اسی میں وہ رکعت بھی شامل ہو جس کے رکوع میں وہ ملے تھے۔

الغرض جن باتوں کی تصریح اس حدیث میں نہیں ہے محض قیاس سے ان کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :۔

تمام روایات میں یہ لفظ "تَعُدْ" ہی ہے نہ کہ "تُعِدْ" (فتح الباری جزء ۲، ص۲۱۲)

اس حدیث کی ایک سند میں حضرت ابو بکرہؓ کے یہ الفاظ ہیں :۔

خَشِيْتُ اَنْ تَفُوْتَنِیْ رَكْعَةٌ مَّعَكَ فَاَسْرَعْتُ الْمَشْیَ (جزء القراءة ص۴۷)

مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کے ساتھ میں رکعت نہ پا سکوں لہذا میں تیزی سے چلا۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن مرداس ہے.

امام ابو حاتم فرماتے ہیں :۔ یہ مجہول ہے (تہذیب التہذیب

لہذا یہ حدیث ضعیف ہے اور ناقابل حجت ہے۔

<u>خلاصہ</u> | ایسی کوئی صحیح حدیث نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ رکوع میں ملنے سے رکعت مل جاتی ہے۔ رکوع میں ملنے کی صورت میں قیام اور قرأت دو اہم رکن نہیں ملے لہذا رکعت کیسے ہو سکتی ہے۔

⑮ سجدہ کی تسبیح

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

أَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ (صحیح مسلم باب النہی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود ۱۹۹/۱)

سجدوں میں دعا میں خوب کوشش کرو، قریب ہے کہ تمہاری دعا قبول کی جائے۔

حضرت عقبہ رضؓ کہتے ہیں :-

فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ

جب (یہ آیت) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سجدوں میں

پڑھا کرو۔ (رواه ابوداؤد وابن ماجة والدارمی و

سنده حسن (مرعاة ۱/۶۴۴) وصححه الحاکم و

وافقه الذهبی۔ المستدرک ۱/۲۷۴)

یہ دونوں حدیثیں قولی ہیں لہٰذا ان دونوں کو فعلی احادیث پر ترجیح ہے۔ ان میں سے پہلی حدیث کو دوسری پر ترجیح ہے اس لئے کہ اس کی سند اعلیٰ وارفع ہے۔

پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدوں میں خوب دعاء کرنی چاہیئے۔ احادیث میں ہمیں سجدے میں پڑھی جانے والی کئی دعائیں ملتی ہیں لیکن سند کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ وارفع جو دعاء ہے وہ یہ ہے:۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔

اس دعاء کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے اپنی اپنی

صحیح میں روایت کیا ہے۔ کیونکہ سند کے اعتبار سے یہ دعا سب سے اعلیٰ ہے لہذا دوسری تمام دعاؤں پر اسے ترجیح ہے اگرچہ دوسری دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

(۱۶) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ

ہم نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد یہ ثناء پڑھے:۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

اس سلسلہ میں بعض لوگ ۲ دو قسم کے اعتراض کرتے ہیں:

پہلا اعتراض سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کی حدیث ضعیف ہے تو ضعیف کو کیوں اختیار کیا گیا۔

دوسرا اعتراض اگر سبحانک اللّٰھم کی حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو بھی اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ کی حدیث بلحاظ صحت سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ سے ارفع و اعلیٰ ہے لہذا اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ کو اختیار کرنا چاہیئے تھا نہ کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کو۔

پہلے اعتراض کا جواب | سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ کی حدیث ضعیف نہیں ہے بلکہ صحیح ہے۔ یہ حدیث کئی صحابیوں سے مروی ہے، ہم ان میں سے صرف تین صحابیوں کی روایتوں کو ذیل میں بیان کر رہے ہیں اور ساتھ ان کے ضعف اور صحت پر بھی بحث کر رہے ہیں :-

۱۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صلوٰۃ کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھتے (رواہ ابوداؤد والنسائی)

امام ترمذی کہتے ہیں : یہ حدیث اس باب میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اس حدیث میں ایک راوی علی بن علی رفاعی ہے، امام ترمذی کہتے ہیں : یحییٰ بن سعید نے اس میں کلام کیا ہے، امام احمد نے کہا : یہ حدیث صحیح نہیں —

ابونعیم، زید بن الحباب و شیبان بن فروخ نے علی بن علی کو ثقہ کہا ہے۔ امام احمد نے کہا: وہ صالح ہے۔ محمد بن عمار نے کہا: ثقہ ہے۔ یحیٰی بن معین نے کہا: ثقہ ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں: اس میں کوئی خرابی نہیں، اس کی حدیث سے حجت نہیں لی جاتی۔ شعبہ علی بن علی کو سیدنا اور ابن سیدنا کہتے تھے (نیل الاوطار ۲/۱۶۵)

امام احمد کہتے ہیں: اس میں کوئی خرابی نہیں، البتہ اس نے چند احادیث کو مرفوع کر دیا ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں: ثقہ ہے۔ وکیع کہتے ہیں: ثقہ ہے۔ ابوحاتم وکیع کا یہ قول نقل کرنے کے بعد علی بن علی کی تعریف کرتے ہیں، نسائی کہتے ہیں: اس میں کوئی خرابی نہیں، ابوبکر البزار بصری کہتے ہیں اس میں کوئی خرابی نہیں، امام ابوداؤد نے بھی اسکی تعریف کی ہے (تہذیب التہذیب)

الغرض یحیٰی بن سعید کے علاوہ کسی امام نے علی بن علی پر

کوئی جرح نہیں کی بلکہ اکثر نے ثقہ کہا لہذا علی بن علی رفاعی
کی بیان کردہ حدیث میں کوئی خرابی نہیں، بالکل صحیح ہے۔
الشیخ ابوالحسن عبیداللہ لکھتے ہیں:
ھو حدیث صحیح او حسن یعنی یہ حدیث صحیح یا
حسن ہے (مرعاۃ المفاتیح ۱/۵۷۸)
علامہ محمد ناصر الدین الالبانی نے بھی تحقیق کے بعد اسکی
تصحیح کر دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں "اسنادہ صحیح وما اعل
بہ قد اجبناہ فی (صحیح السنن)۔ (التعلیقات علی المشکوٰۃ
جزء اول صفحات ۲۵۸ و ۳۸۳)
(۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب صلوٰۃ شروع کرتے تو سُبحانَکَ
اللّٰھُمَّ پڑھتے تھے۔ (رواہ الترمذی و ابو داؤد ۱/۱۲۰)
ترمذی کی سند بے شک ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں

ایک راوی حارثہ ضعیف ہے لیکن ابو داؤد کی روایت بالکل صحیح ہے۔ علامہ البانی کہتے ہیں: اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ (التعلیقات ۱/۲۵۸)

ابو داؤد کی سند سے اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے، امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس حدیث کی سند میں ابوالجوزاء ہے۔ اس نے اس حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے نہیں سنا لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابوالجوزاء عن عائشۃ رضؓ کی سند سے حدیث روایت کی ہے اور امام مسلم کی حدیث کی صحت پر اجماع ہے، امام مسلم فرماتے ہیں:-

انما وضعت ھٰہنا ما اجمعوا علیہ (صحیح مسلم باب التشہد فی الصلوٰۃ ۱/۱۷۴) یعنی صحیح مسلم میں تو میں صرف وہ حدیثیں

نقل کرتا ہوں جو سب کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں۔

مزید برآں ابوالجوزاء کا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سننا بھی ثابت ہے۔ جامع الاصول میں ہے:

" ابوالجوزاء سمع من عائشةؓ " (مرعاۃ ۱/۵۲۶) یعنی ابوالجوزاء نے حضرت عائشہ سے سُنا ہے۔

الغرض ابوداؤد کی یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

(۳) عبدہ کہتے ہیں:-

ان عمر بن الخطاب کان	(حضرت) عمر بن الخطاب ان
یجھر بھؤلاء الکلمات	کلمات کو بلند آواز سے پڑھا
یقول سبحانك اللھم	کرتے تھے۔

.... الخ (صحیح مسلم)

اس حدیث پر دو اعتراض ہیں:-

پہلا اعتراض | یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ عبدہ

نے حضرت عمرؓ سے نہیں سنا۔

دوسرا اعتراض یہ حدیث موقوف ہے لہذا حجت نہیں۔

پہلے اعتراض کا جواب پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے لہذا ضعیف نہیں ہو سکتی۔ امام مسلم کا قول اوپر گذر چکا ہے کہ صحیح مسلم میں وہ صرف ان حدیثوں کو نقل کرتے ہیں جن کی صحت پر محدثین کا اجماع ہوتا ہے لہذا یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ محدثین نے اسے اُسی وقت صحیح کہا ہوگا جب انہیں یقین ہو گیا ہو گا کہ عبدہ نے حضرت عمرؓ سے سنا ہے۔

(نوٹ: صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثوں پر محض اپنے کسی مسئلہ کی خاطر اعتراض کرنا اچھی علامت نہیں۔ اس سے مزید فتنوں کے دروازے کھلنے کا اندیشہ ہے)۔

حضرت عمرؓ کے اثر کے متعلق مولوی شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں :-

وقد صح عن عمر الخطاب انه كان يقوله۔

(التعليق المغنى مع سنن الدار قطنى جزء اول ص۱۱۲)

امام دار قطنی فرماتے ہیں :۔

والمحفوظ عن عمر قوله (التعليق المغنى ۱/۱۱۲)

یعنی حضرت عمرؓ کا یہ ثنار پڑھنا محفوظ ہے۔

حضرت اسود کہتے ہیں :۔

كان عمر رضى الله عنه اذا افتتح الصلوٰة قال سبحانك اللهم (مصنف عبد الرزاق ۲/۷۹) رواه الدار قطنى وزاد يسمعنا ذلك ويعلمنا (دار قطنى ۱/۱۱۲)	عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو سُبحانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھتے تھے، ہمیں سناتے تھے اور تعلیم دیتے تھے۔

امام دار قطنی نے اس حدیث کو کم وبیش الفاظ کے ساتھ کئی سندوں سے بیان کیا ہے۔

الغرض یہ حدیث حضرت عمرؓ سے بالکل صحیح سند سے ثابت ہے۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ حدیث اگرچہ مرفوعاً بھی بیان کی گئی ہے لیکن صحیح سند سے صرف موقوفاً ہی ثابت ہے۔

حضرت عمرؓ اس ثناء کو تعلیم دینے کے لئے بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ ان کا بلند آواز سے پڑھ کر تعلیم دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس ثناء کا پڑھنا اور تعلیم دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور یہ حدیث اگرچہ حقیقتاً موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے۔

حضرت عمرؓ صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں اس ثناء کو پڑھتے تھے، اگر یہ ثناء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوتی تو صحابہ کرامؓ خاموش نہ رہتے۔ صحابہ کرام کا سکوت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث یقیناً مرفوع ہے اگرچہ

اس کی صراحت نہ ہو۔ فللہ الحمد۔

فیصلہ کن بحث سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ دونوں ثابت ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کو ترجیح دی جائے تو اس کے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب حکم کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثنار پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ مسیٔ الصلوٰۃ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کے طریقہ کی تعلیم دی تو ان سے فرمایا تھا:۔ (صلوٰۃ ادا کرنیوالے کو چاہیئے کہ پہلے وضوء کرے)

ثُمَّ یکبر اللہ عزوجل	پھر اللہ عزوجل کی تکبیر بیان
ویحمدہٗ ثم یقرأ و	کرے، اس کی تعریف کرے
فی روایۃ ثم یکبر و	پھر قرأت کرے اور ایک روایت

يحمد الله عزوجل و يثني عليه (رواه ابوداؤد عن رفاعة رض وسنده صحيح) وفی رواية يمجدهٗ (رواه النسائی وسنده صحیح)

ہیں یہ لفظ ہیں پھر تکبیر کہے، اللہ عز وجل کی حمد و ثنار بیان کرے اور اس کی تمجید (یعنی بزرگی) بیان کرے۔

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تم اللہ اکبر کہو، اللہ کی حمد و ثنار اور اس کی تمجید بیان کرو۔

سُبحَانَكَ اللّٰھُمَّ پڑھنے سے اس حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی حمد بھی ہے، ثنار بھی ہے اور تمجید بھی۔ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ پڑھنے سے اس حکم کی تعمیل نہیں ہوتی۔

دوسرا جواب | اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ رسُول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم خود تو پڑھتے تھے لیکن امّت کو اس کے پڑھنے کا حکم نہیں دیا، نہ کسی کو آپ نے یہ دعا سکھائی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھ لیا تو بتا دیا کہ یہ دعا پڑھتا ہوں۔ برخلاف اس کے سُبحَانَكَ اللّٰھُمَّ کا پڑھنا اتنا عام تھا کہ ہر صحابی اپنے سکوت سے اس کی تائید کرتا معلوم ہوتا تھا۔ کسی کے نزدیک یہ ثناء اجنبی نہیں تھی۔ حضرت عمرؓ بھی اس کی اہمیّت سے واقف تھے، اسی لئے بلند آواز سے پڑھ کر اس کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

الغرض جب قول اور فعل دونوں کے متعلق حدیثیں صحیح ہوں تو محض سند کے اصح ہونے سے فعل کو قول پر ترجیح نہیں دی جائے گی۔ ترجیح قول ہی کو حاصل رہے گی۔

(۱۷) امام کا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ بلند آواز سے کہنا

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ	سلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے
یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا	دونوں ہاتھ کندھوں کے سامنے
افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَاِذَا کَبَّرَ	تک بلند کرتے اور جب رکوع کے
لِلرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ	لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے
مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا	سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں
کَذٰلِکَ اَیْضًا وَقَالَ	کو اسی طرح اٹھایا کرتے تھے اور
سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ	سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد
رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَفِیْ	کہتے تھے اور ایک روایت میں یہ

رِوَايَةٍ وَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَعَلَ مِثْلَهٗ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح سواءً جزء اول ص۱۰۲ وباب الی این یرفع یدیہ جزء اول ص۱۰۲)

لفظ ہیں کہ جب آپ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حمدہ کہتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے۔

(۲) حضرت ابوبکر بن عبد الرحمٰن اور حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ وَغَيْرِهَا فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ فَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ

ابو ہریرہؓ ہر نماز میں خواہ وہ فرض ہو یا غیر فرض، رمضان میں ہو یا غیر رمضان میں تکبیر کہا کرتے تھے (یعنی) جب

يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ	وہ کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر
يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ	کہتے، پھر جب رکوع کرتے
ثُمَّ يَقُوْلُ رَبَّنَا وَلَكَ	تو اللہ اکبر کہتے پھر (جب رکوع
الْحَمْدُ قَبْلَ اَنْ يَّسْجُدَ	سے سر اٹھاتے تو) سَمِعَ اللّٰہُ
.... ثُمَّ	لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے پھر سجدہ کرنے
يَقُوْلُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ	سے پہلے رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہتے
وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ	.... پھر جب
لَاَ قْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلٰوةِ	نماز سے فارغ ہوتے تو کہتے
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	قسم اس کی جس کے ہاتھ میں
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَتْ	میری جان ہے میں تم سب
هٰذِهٖ لَصَلَاتَهٗ حَتّٰى فَارَقَ	سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ
الدُّنْيَا وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا	علیہ وسلم کی صلوٰۃ کے مشابہ
قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ	(صلوٰۃ پڑھتا) ہوں (اور) آپؐ

قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ	کی یہی صلوٰۃ رہی یہانتک کہ آپؐ
الْحَمْدُ (صحیح بخاری کتاب	نے دنیا سے مفارقت کی اور ایک
الصلوٰۃ باب یھوی بالتکبیر حین یسجد	روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب
۱/۲۰۳ و باب مایقول الامام ومن خلفہ	آپؐ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے
۱/۲۰۱ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب	تو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ
اثبات التکبیر فی کل خَفْضٍ وَرَفْعٍ	بھی کہتے۔
۱/۱۶۶)	

(نوٹ :۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

(۳) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ	سلم کسی پر بد دعار کا ارادہ کرتے
اَنْ يَدْعُوَ عَلٰى اَحَدٍ اَوْ	یا کسی کے لئے دعار کا ارادہ کرتے تو
يَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ	رکوع کے بعد قنوت پڑھتے اور

الرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ — ابوہریرہ کبھی اس طرح بیان کرتے
اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا — جب سمع اللہ لمن حمدہ اللھم
لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ — ربنا لک الحمد کہتے تو اس طرح
اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ — کہتے : اے اللہ ولید بن الولیدؓ
وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَ — سلمہ بن ہشام اور عیاش بن
عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ — ربیعہ کو نجات دے۔ اے
اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ — اللہ مضر (قبیلہ) پر اپنی پامالی کو
عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا — سخت کر دے اور ان پر ایسی
سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ — قحط سالی نازل فرما جیسی قحط
يَجْهَرُ بِذٰلِكَ (صحیح بخاری — سالی یوسف (علیہ السلام) کے
کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ — زمانہ میں نازل ہوئی تھی۔ آپ
آل عمران جزء ۶ ص۴۸ وصحیح مسلم — ان الفاظ کو بلند آواز

کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوٰۃ جزء اول ص۲۷۱) سے کہتے تھے۔

④ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهٖ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ كَبَّرَ فَرَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَاءَةَ فِيْ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کی۔ پھر جب قرأت سے فارغ ہوئے تو اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا اور جب رکوع سے (سر) اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد کہا پھر قرأت دوبارہ شروع کردی (اسی طرح) نماز کسوف کی دو رکعتوں میں چار رکوع اور

فِي رَكْعَتَيْنِ وَ اَرْبَعَ سَجَدَاتٍ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الجہر بالقراءۃ فی الکسوف جزء ۲ صہ ۴۹) — چار سجدے کرتے۔

⑤ حضرت ابو حمیدؓ نے صحابہ کی ایک مجلس میں بیان کیا کہ :۔

ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ جزء اول صہ ۱۱۴ وسندہٗ صحیح) — پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت درج ذیل دلائل ہیں
ملاحظہ فرمایئے جن میں سننے کی واضح صراحت موجود ہے

(۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم حين رفع رأسه من الركعة قال ربنا لك الحمد (رواہ احمد ۲/۱۴۷ وعبدالرزاق ومصنفہ وسندہ صحیح)	انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو ربنا لک الحمد کہتے۔

اس حدیث میں سننے کی صراحت موجود ہے۔

بعدازاں (۲) اور (۳) والی حدیث میں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، ان میں انہی

صراحت نہیں ہے جتنی صراحت درج ذیل دلائل میں آرہی ہے۔

(۷) حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرجؒ کہتے ہیں :-

سمعت ابا هريرة	میں نے حضرت ابوہریرہؓ
يقول اذا رفع الامام	سے سنا وہ کہتے ہیں جب
رأسه من الركوع	امام اپنا سر رکوع سے اٹھاتا
فقال سمع الله لمن	ہے تو کہتا ہے سمع اللہ
حمده فقال ربنا	لمن حمدہ ربنا لک
لك الحمد	الحمد۔

(رواه ابن ابی شیبة ۲۷۹/۱

وعبدالرزاق فی مصنفه ۱۶۷/۲

وسنده صحیح)

(۸) اعرجؒ ہی کہتے ہیں :-

سمعت اباهريرة يرفع صوته باللهم ربنا ولك الحمد (رواه ابن ابی شیبۃ وسندہ صحیح)

میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا کہ وہ ربنا لك الحمد کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے۔

(۹) سعید ابن ابی سعیدؒ کہتے ہیں :-

انه سمع اباهريرة وهو امام الناس فی الصلوٰة يقول سمع الله لمن حمده اللهم ربنا لك الحمد الله اكبر يرفع بذلك صوته متابعه

سعید ابن ابی سعیدؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا اس حال میں کہ وہ لوگوں کے نماز میں امام تھے وہ کہہ رہے تھے "سمع الله لمن حمده اللهم ربنا لك الحمد الله

معًا (مصنف عبدالرزاق
۲/۱۶۷ وسندہ صحیح)

اکبر" (یعنی سجدے میں
جاتے وقت) اپنی آواز کو
ان الفاظ کے ساتھ بلند
کر رہے تھے اور ہم نے بھی
ان کی پیروی کی۔

خلاصہ

"سَمِعَ ، يَرْفَعُ بذلك صوته اور يرفع صوته" کے الفاظ سے بلند آواز سے " اللّٰهم ربنا لك الحمد" کہنا ثابت ہوگیا۔

(۱۸) صلوٰۃ میں کون کون سے کام کئے جاسکتے ہیں

اگر صلوٰۃ میں بے ہوش ہونے کا خطرہ ہو تو بحالتِ صلوٰۃ سر پر پانی ڈالا جاسکتا ہے۔[1]

اگر صلوٰۃ میں چھینک آئے تو چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے یا مندرجہ ذیل دعاء پڑھے :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى۔

(ترجمہ) ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے (ایسی) تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، اس میں (ایسی) برکت دی گئی ہو اور اس پر (ایسی) برکت (نازل) کی گئی ہو جو ہمارا رب پسند کرے

---

[1] قالت اسماءؓ فقمت حتی تجلانی الغشی وجعلت اصب فوق رأسی ماء فلما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمد اللہ واثنی علیہ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب من لم یتوضأ الا من الغشی المثقل جزء اول ص۵۷)

اور جس سے وہ راضی ہو۔ [1]

اگر شیطان صلوٰۃ میں وسوسہ ڈالے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور تین دفعہ بائیں طرف تھتکارے۔ [2] اگر کوئی شخص سلام کرے تو ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دے۔ [3] سجدہ کے مقام کی مٹی کو صرف ایک مرتبہ برابر کیا جا سکتا ہے۔ [4] ضرورتاً بچے کو کندھے پر بٹھا کر صلوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے۔ رکوع میں جاتے وقت اُسے اتار دے۔ جب سجدے سے کھڑا ہو تو پھر بٹھا لے۔ [5]

---

[1] عن معاویۃ بن الحکم قال فبینما انا قائم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ اذ عطس رجل فحمد اللہ فقلت یرحمک اللہ رافعا بھا صوتی فرمانی الناس بابصارھم حتی احتملنی ذلک فقلت مالکم تنظرون الی ...... قال (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) من المتکلم ...... (رواہ ابوداؤد باب فی تشمیت العاطس ۱۴۱/۱ وسندہ صحیح۔ وروی مسلم نحوہ) فی سنامہ ...... فعطست فقلت الحمد للہ حمدا کثیرا ...... الخ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لقد ابتدرھا بضعۃ وثلاثون ملکا ایھم یصعد بھا (رواہ النسائی ۱۰۸/۱ وابوداؤد فی باب ما یستفتح بہ الصلوٰۃ من الدعاء ۱۱۹/۱ وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۳۱۳/۱)

[2] ان عثمان بن ابی العاص اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ان الشیطان قد حال بینی وبین صلاتی وقراءتی یلبسہا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاک شیطان یقال لہ خنزب فاذا احسستہ فتعوذ باللہ منہ واتفل عن یسارک ثلاثا قال ففعلت ذلک فاذھبہ اللہ عنی (صحیح مسلم کتاب السلام باب التعوذ من شیطان الوسوسۃ فی الصلاۃ ۲۸۰/۲)

[3] عن ابن عمر قال قلت لبلال کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرد علیہم حین یسلمون علیہ وھو فی الصلاۃ قال کان یشیر بیدہ (رواہ الترمذی وصححہ) [4] عن معیقیب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الرجل یسوی التراب حیث یسجد قال ان کنت فاعلا فواحدۃ (صحیح بخاری ۱/۲۸۰ وصحیح مسلم ۱/۲۲۲) [5] عن ابی قتادۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یؤم الناس وامامۃ بنت ابی العاص علی عاتقہ فاذا رکع وضعہا واذا رفع من السجود اعادھا (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

جماہی آئے تو اُسے روکنے کی کوشش کرے۔ اگر نہ رُکے تو منہ پر ہاتھ رکھ دے۔[1] بحالت صلوٰۃ سانپ اور بچھو کو مار دے۔[2] نفل صلوٰۃ میں آگے بڑھ کر کسی آنے والے کے لئے دروازہ کھولا جا سکتا ہے۔ دروازہ کھول کر پھر واپس اپنی جگہ پر آجائے۔[3] صلوٰۃ میں ایسے کام کے لئے جس کا تعلق صلوٰۃ سے ہو ہاتھ سے اشارہ کر سکتا ہے، آگے پیچھے ہو سکتا ہے اور ادائے شکر کے لئے دونوں ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔[4]

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تثاوب احدکم فی الصلوٰۃ فلیکظم ما استطاع و فی روایۃ فلیمسک بیدہ علی فیہ فان الشیطان یدخل (صحیح مسلم کتاب الزہد باب تشمیت العاطس ۲/۵۹۵)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتلوا الاسودین فی الصلاۃ الحیۃ والعقرب (رواہ الترمذی وصحح)

[3] قالت عائشۃ جئت ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی البیت (وفی روایۃ النسائی یصلی تطوعا) والباب علیہ مغلقا (وفی روایۃ ابی داؤد فاستفتحت) فمشی حتی فتح لی ثم رجع الی مکانہ ووصفت الباب فی القبلۃ (رواہ الترمذی فی کتاب الصلوٰۃ باب ما یجوز من المشی والعمل فی صلوٰۃ التطوع جزو اول ص۱۸۵ واخرجہ احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی ۱/۳۱۷)

[4] فلما اکثروا التفت (ابوبکر) فاذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصف فاشار الیہ مکانک فرفع ابوبکر یدیہ فحمد اللہ ثم رجع القہقری وراءہ وتقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یجوز من التسبیح ۲/۷۹)

اگر مصلی سے کوئی آدمی سوال کرے تو مصلی ہاتھ کے اشارہ سے اس کو ہدایت دے سکتا ہے کہ وہ صلوٰۃ کے ختم ہونے تک انتظار کرے[1]

صلوٰۃ میں اگر تھوک یا بلغم آئے تو اُسے بائیں طرف بائیں پیر کے نیچے تھوک سکتا ہے پھر اُسے اپنی بائیں جوتی سے رگڑ سکتا ہے یا اُسے کپڑے میں لے کر رگڑ سکتا ہے[2]

نوٹ:۔ مسجد میں اگر تھوکے تو اُسے زمین میں دفن کرنا ضروری ہے (آداب المساجد ملاحظہ فرمائیں)۔

---

[1] قالت ام سلمة ارسلت اليه الجارية فقلت قومی بجنبه قولی له تقول لك ام سلمة يا رسول الله سمعتك تنهى عن هاتين واراك تصليهما فان اشار بيده فاستاخرى عنه ففعلت الجارية فاشار بيده فاستاخرت عنه (صحیح بخاری باب اذا كلم وهو يصلی فاشاره بيده جزء ۲ صـ۸۵)

[2] قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا كان فی الصلوٰة فانه يناجی ربه فلا يبزقن بين يديه ولا عن يمينه ولكن عن شماله تحت قدمه اليسری (صحیح بخاری باب ما يجوز من البصاق ۲/۸۲ وصحیح مسلم باب النهی عن البصاق فی المسجد ۲۲۲/۱) وفی رواية ثم اخذ طرف ردائه فبزق فيه ورد بعضه على بعض قال او يفعل هكذا (صحیح بخاری ابواب المساجد باب اذا بدره البزاق فلياخذ بطرف ثوبه ۱/۱۳ وروی مسلم نحوه) فتنخع رسول الله صلی الله عليه وسلم فدلكه بنعله اليسری (صحیح مسلم باب النهی عن البصاق فی المسجد ۲۲۲/۱)

امام صلوٰۃ میں مقتدی کا سر پکڑ کر اُسے اپنے پیچھے سے بائیں طرف سے دائیں طرف کر سکتا ہے[1] اگر دو مقتدی ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف آ کر کھڑے ہو جائیں تو امام ان کے ہاتھ پکڑ کر انہیں پیچھے کر سکتا ہے[2]

گرمی کی شدت کی وجہ سے اگر زمین پر سر لگانا ممکن نہ ہو تو سجدہ کے مقام پر اپنا کپڑا بچھا سکتا ہے[3]

اگر بیوی سامنے لیٹی ہوئی ہو اور سجدہ کرنے کی جگہ نہ ہو تو سجدہ کرتے وقت بیوی (کی ٹانگ) کو دبا سکتا ہے

---

[1] عن ابن عباس قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فقمت عن یسارہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برأسی من ورائہ فجعلنی عن یمینہ (صحیح بخاری اذا قام الرجل عن یسار الامام ۱۸۵/۱)

[2] عن جابر قال اقامنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یمینہ ثم جاء جبار فقام عن یسارہ فاخذ بیدینا فدفعنا حتی اقامنا خلفہ (صحیح مسلم کتاب الزہد باب حدیث جابر الطویل ۲/۴۱۸)

[3] عن انس کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شدۃ الحر فاذا لم یستطع احدنا ان یمکن وجہہ من الارض بسط ثوبہ فسجد علیہ (صحیح بخاری باب بسط الثوب فی الصلوٰۃ للسجود ۱/۸۱)

تاکہ وہ اپنی ٹانگیں سکیڑ لے۔[1]

صلوٰۃ میں اگر بغیر قصد کے کسی بات کا خیال آجائے تو کوئی حرج نہیں۔[2]

صلوٰۃ میں کسی شخص کو ایسے کام کے لئے جس کا تعلق صلوٰۃ سے ہو متنبہ کرنے کے لئے مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں ہاتھ پر ہاتھ ماریں اور جس کو متنبہ کیا جا رہا ہو اُسے چاہیئے کہ متوجہ ہو جائے۔[3]

---

[1] عن عائشۃ الصدیقۃ قالت کنت امد رجلی فی قبلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی فاذا سجد غمزنی فرفعتھا (صحیح بخاری باب ما یجوز من العمل فی الصلوٰۃ ۲/۸۱)

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرت وانا فی الصلوٰۃ تبرا عندنا فکرھت ان یمسی او یبیت عندنا فامرت بقسمتہ (صحیح بخاری باب یفکر الرجل الشی فی الصلاۃ جزء ۲ ص۸۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اذن بالصلاۃ ادبر الشیطان لہ ضراط حتی لا یسمع التاذین فاذا سکت المؤذن اقبل فاذا ثوب ادبر فاذا سکت اقبل فلا یزال بالمرء یقول لہ اذکر مالم یکن یذکر حتی لا یدری کم صلی (صحیح بخاری باب یفکر الرجل الشیَ فی الصلوٰۃ جزء ۲ ص۸۴)

[3] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالکم حین نابکم شیء فی الصلوٰۃ اخذتم فی التصفیق انما التصفیق للنساء من نابہ شیء فی صلاتہ فلیقل سبحان اللہ فانہ لا یسمعہ احد حین یقول سبحان اللہ الا التفت (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ جزء ۲ ص۹۵ وصحیح مسلم)

اگر وتر جماعت سے پڑھا جائے تو امام دعائے قنوت کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْ مَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْ مَنْ تَوَلَّيْتَ وَ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ [1]

امام جب دعائیہ الفاظ پڑھے تو مقتدی آمین کہیں [2]

---

[1] عن الحسن سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوا بھذا الدعا (ابن حبان سندہ صحیح، ابن حبان ۴۳۰/۲)

[2] کان ابی یقوم للناس علی عہد عمر فی رمضان ...... قام للناس معاذ القاری ...... فیقولون آمین (عبدالرزاق ۲۵۹/۴ سندہ صحیح) یؤمن من خلفہ (ابوداؤد سندہ صحیح۔ ابن خزیمۃ ۳۱۳/۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا (حج - ۷۸)

اللہ تعالیٰ نے نزولِ قرآن سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی تمہارا نام مسلِم رکھا ہے۔

○

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ○ (الاعراف ۱۲۶)

اے ہمارے رب ہمیں صبر عطاء فرما اور ہمیں اس حالت میں موت دے کہ ہم مسلم ہوں۔

○

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ○ (ن-۳۵)

کیا ہم مسلمین کو مجرمین کے مانند قرار دیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ
عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(حٰمٓ السجدة - ۳۳)

اور قول کے لحاظ سے اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ
کی طرف دعوت دے، عمل صالح کرے اور یہ کہے کہ
بے شک میں مسلمین میں سے ہوں۔

○

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا
اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ـــــ (بقرہ ـ ۱۲۸)

اے ہمارے رب ہم کو اپنا مسلم بنا اور ہماری اولاد میں سے
بھی ایک جماعت کو مسلم بنا۔

○

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ (حجر۔۲)

عنقریب انکار کرنے والے یہ تمنّا کریں گے کہ کاش
وہ مسلم ہوتے۔

تفسیر قرآنِ عزیز

مرتبہ:- مسعودؒ احمد

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ کلام اپنی مثال آپ ہے۔ جس طرح بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اسی طرح بذریعہ وحی اس کی تشریح اور تفسیر بھی نازل فرمائی جو یا تو خود قرآن مجید میں ملے گی یا صاحبِ قرآن کی زبانِ مبارک سے، چونکہ قرآن مجید منزل من اللہ ہے لہٰذا اس کی تشریح اور تفسیر بھی وہی قابلِ عمل اور قابلِ قبول ہوگی جو منزل من اللہ ہو اور وہ ہے حدیثِ نبوی۔ اسی بنیاد پر یہ تفسیر مندرجہ ذیل امتیازی اوصاف کی حامل ہے۔

ایک مسلم کی نجات کے لئے چونکہ علم و عمل لازم و ملزوم ہے لہٰذا تفسیر ہٰذا میں علم و عمل کو یکساں اہمیت دی گئی۔

عموماً تفاسیر میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ تفسیر میں جو حدیث نقل کی جارہی ہے وہ سنداً صحیح بھی ہے یا نہیں۔ یہ تفسیر ضعیف حدیث تو کجا حسن حدیث سے بھی مبرّا ہے اس میں صرف صحیح احادیث کو نقل کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن مجید کی صحیح ترین تفسیر ہے۔

مسائل اور احکام کی پوری عملی تشریح و توضیح سے تمام تفاسیر خالی ہیں۔ اس تفسیر میں جس جگہ قرآن مجید کے جس حکم کی تشریح کی گئی ہے وہاں اس کی عملی تفسیر بھی بیان کر دی گئی ہے اگر کسی خاص وجہ سے اس جگہ بیان نہیں کی تو کسی دوسری جگہ اس کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے اور اس دوسری جگہ کا حوالہ بھی نقل کر دیا گیا ہے۔ الغرض اگر ہر جگہ نہیں تو کسی ایک جگہ مناسب مقام پر کسی خاص مسئلہ کو پوری عملی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے مثلاً طلاق کا ذکر آیا ہے تو طلاق کے تمام مسائل بیان کر دئے ہیں۔ قرض کا مسئلہ آگیا ہے تو قرض کے تمام احکام بیان کر دئے ہیں۔ نماز کے طریقہ کا ذکر آگیا تو نماز کا پورا طریقہ بیان کر دیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح اگر کسی چیز کی اہمیت اور فضیلت کا ذکر آگیا ہے تو اسی جگہ اس کی فضیلت اور اہمیت میں جتنی احادیث ملی ہیں ان کو بیان کر دیا گیا ہے اور یہی اس تفسیر کا امتیازی وصف ہے۔

اس تفسیر میں قرآن مجید کی تلمیحات پر جن کے متعلق صحیح معلومات نہیں مل سکیں کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی مثلاً ہاروت ماروت پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔ اس بات کی بھی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ اس فرعون کا نام معلوم کریں جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھا۔ اس بات کی وضاحت بھی نہیں کی گئی کہ وہ لوگ کون تھے جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکلے ان کو اللہ نے مار دیا اور پھر زندہ کر دیا۔ اوّل تو ان بحثوں سے ہمارے عمل کا کوئی تعلق نہیں۔ البتہ ان تلمیحات کا جو پہلو عبرت انگیز تھا اس کو بیان کر دیا گیا ہے اور بے فائدہ باتوں کو کلیۃً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

اس تفسیر میں کسی مسلک، مکتب فکر اور فرقہ کی تعلیمات کا پرچار نہیں کیا گیا۔ اس میں صرف اور صرف خالص اسلام کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ تفسیر علماء اور عامۃ المسلمین کے لئے یکساں مفید ہے اور یہ بھی اس کا ایک اعزاز ہے۔

جماعت المسلمین

مرکزی مسجد المسلمین گیلان آباد کھوکھرا پار ۲½ - کراچی

فون نمبر ۴۰۷۵۲۴

منہاج المسلمین

- دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں محفوظ ہے
- یہ کتاب اسلامی احکامات کا انسائیکلوپیڈیا ہے (یعنی پیدائش سے موت تک مسلمین کو پیش آنے والے احکامات قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے ماخوذ ہیں)۔
- ہر حکم کے نیچے حاشیہ میں ثبوت کے طور پر آیت اور صحیح حدیث کا عربی متن اور اس کا ماخذ بھی درج کر دیا گیا ہے۔
- جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم اور طریقہ ثابت نہیں وہاں اللہ کے دین کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں اور دنیاوی احکام کی حدیں شروع ہو جاتی ہیں۔
- کسی بھی انسان کا دیا ہوا حکم یا رائے دین نہیں بن سکتی۔
- اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین میں کسی انسان کو ترمیم یا تبدیلی کرنے کا اختیار حاصل نہیں
- اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دینِ اسلام میں قیامت تک کوئی تبدیلی یا ترمیم نہیں ہو سکتی۔
- دینِ اسلام کے خلاف یا متضادی جو فتویٰ یا مسلک ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کا مستحق ہوگا۔
- اللہ تعالیٰ خالص دین کو پسند کرتا ہے، وہ بناوٹی دین یا مسلک کو رد کر دے گا۔
- دینِ خالص کے متلاشی کو دین قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ میں ملے گا۔
- منہاج المسلمین آپ کو صراطِ مستقیم بتا دے گی۔ مؤلفہ:-

مسعود احمد

جماعت المسلمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی : اللہ تبارک وتعالیٰ	..	اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	..	فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	..	فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین	..	فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی : اللہ تعالیٰ سے تعلق	..	دُنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی : ایمان باللہ العظیم	..	وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔
تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۳۳